نحوی مشکلات کے حل اور علم نحو میں بصیرت پیدا کرنے والی
انمول معلومات پر مشتمل بے مثال کتاب بنام

"نحوی بصیرت"

المعروف بہ

جب نحو آپ کو اُلجھا دے

اس کتاب میں جو مسائل دیے گئے ہیں اُن میں اکثر وہ ہیں جن کی صراحت ہماری درسی کتب نحو میر، ہدایۃ النحو، شرح مائۃ عامل، کافیہ، شرح جامی وغیرہ میں نہیں ملتی، خصوصاً اِس کتاب کی ترتیب کے ساتھ تو اُن کا ذکر یقیناً نہیں، میں نے اس کتاب کی بہت سی بحثوں کو پڑھا ہے۔ **علامہ محمد احمد مصباحی**

مؤلف

مولانا ابوتراب سرفراز احمد عطاری مصباحی

صراط پبلیکیشنز

www.siraatpublications.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحوی مشکلات کے حل اور علم نحو میں بصیرت پیدا کرنے والی
انمول معلومات پر مشتمل بے مثال کتاب بنام

"نحوی بصیرت"

المعروف بہ

جب نحو آپ کو الجھا دے

مؤلف

مولانا ابوتراب سرفراز احمد عطاری مصباحی

صراط پبلیکیشنز
siraatpublications@gmail.com

جب نحو آپ کو اُلجھادے

مؤلف	مولانا ابو تراب سرفراز احمد عطاری مصباحی
تصحیح	عمدۃ المحققین خیر الاذکیا علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ
رفیق کار	مولانا دلکش رضا مدنی، مولانا عبید رضا مدنی
تزئین کار	مولانا افضال احمد مدنی
کمپوزنگ	مولانا کمال احمد مصباحی
زیر اہتمام	مفتی جمال احمد مصباحی
صفحات	۲۵۶
سن طباعت	۱۴۴۲ھ-۲۰۲۰ء (پہلا ایڈیشن)
ناشر	**صراط پبلیکیشنز** بھوج پور، مراد آباد، یوپی

SIRAAT PUBLICATIONS

siraatpublications@gmail.com

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

شرف انتساب

مجدد دین ملت عاشق ماہ رسالت **اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان** رحمۃ اللہ علیہ

جلالۃ العلم حضور حافظ ملت **علامہ عبد العزیز محدث مراد آبادی** رحمۃ اللہ علیہ

محی دین وسنت امیر اہل سنت **علامہ مولانا الیاس عطار قادری** دام ظلہ العالی

جملہ اساتذہ کرام دامت فیوضہم العالیہ

میرے عظیم والدین کریمین

مادر علمی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

اور قرآن وسنت کی عظیم تحریک دعوت اسلامی

کے نام

گر قبول افتد زہے عز و شرف

تقریظ جلیل

عمدۃ المحققین خیر الاذکیا علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ دامت برکاتھم العالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً و مصلیاً و مسلمًا

زیر نظر کتاب عزیز القدر مولانا سرفراز احمد مصباحی استاذ جامعۃ المدینہ نیپال گنج کی کاوشِ فکرو قلم ہے۔ یہ چند قسموں پر منقسم ہے:(۱) کلمات و اصطلاحات کے استعمال کی صورتیں (۲) مثالوں میں دی گئی عبارات کی نحوی تراکیب (۳) فروق نحویہ (۴) ترکیبی شبہات کا ازالہ (۵) کیا کہیں اور کیا نہ کہیں (۶) نحوی پہیلیاں (۷) صرفی پہیلیاں۔

ہو سکتا ہے کتاب میں اور اضافہ ہو تو کچھ اور بحثیں شامل ہو جائیں۔ میں نے محسوس کیا ہے اس میں جو مسائل دیے گئے ہیں ان میں اکثر وہ ہیں جن کی صراحت ہماری درسی کتاب: نحو میر، ہدایۃ النحو، شرح مائۃ عامل، کافیہ اور شرح جامی وغیرہ میں نہیں ملتی، خصوصًا اس کتاب کی ترتیب کے ساتھ تو ان کا ذکر یقینا نہیں۔ میں نے اس کتاب کی بہت سی بحثوں کو پڑھا ہے۔

عزیز موصوف کا علمی شغف اور ذوق مطالعہ قابل تحسین ہے کہ انھوں نے درسی کتب اور ان کی شروح و حواشی سے آگے بڑھ کر نئے دور میں تصنیف ہونے والی نحوی، صرفی اور ادبی کتب سے استفادہ کیا، کچھ قدیم تصانیف کو بھی ماخذ بنایا، اور ان سے گراں بہا موتی چن کر شائقین کی ضیافتِ قلب و نظر کے لیے انھیں سلیقے سے سجا کر پیش کر دیا۔

امید ہے کہ اہل علم اس کاوش کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور طلبہ بھی حسبِ ذوق و ہمت استفادہ سے باز نہ رہیں گے۔ رب کریم کتاب کو مقبول فرمائے، اور عزیز موصوف کو توفیقِ مزید سے نوازے۔ آمین

المجمع الاسلامی
۱۸/ محرم ۱۴۴۲ھ
۷/ ستمبر ۲۰۲۰ء دوشنبہ

محمد احمد مصباحی
ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ
مبارکپور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی

کلمات تحسین

حضرت علامہ و مولانا محمد عاقل رضوی مصباحی مدظلہ العالی
جامعہ رضویہ منظر اسلام، درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم وعلیٰ آله وأصحابه أجمعین

ہمارے نوجوان علما، فضلاکی لوح وقلم سے رغبت ودلچسپی، ملی وعلمی لیٹریچر کی نشرواشاعت کے حوالے سے عوام اہل سنت میں بڑھتی بیداری پوری جماعت کے لیے نیک فال، اور اس کے روشن مستقبل کی غماز ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ علوم ومعارف کے ہر موضوع پر ہمارے علما کی تصانیف مارکیٹ میں بآسانی دستیاب ہوجاتی ہیں، اور ان تصانیف کے ذریعے امام تصنیف و تالیف، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا محدثِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی فیوض وبرکات کے سیال چشموں سے ایک جہاں سیراب ہورہا ہے۔

بجتا ہے آج علم کا جو ساز دوستو
وہ بھی ہے اسی جرس کی آواز دوستو

ذرا آپ بھی نظر دوڑائیں اور سوچیں کہ علم وادب کا وہ کون سا گوشہ ہے جو امام اہل سنت اور ان کے چشمۂ علم وفضل سے سیراب علما کی زریں علمی خدمات سے روشن نہ ہو؟

بڑی خوشی کی بات ہے کہ کام کے ذہنی نوجوان علما مختلف موضوعات کو دلچسپ انداز، آسان لب ولہجے میں مرتب کرکے کتابی شکل میں شائع کررہے ہیں۔

یہ دیکھیے محب گرامی حضرت مولانا محمد سرفراز صاحب قادری مصباحی زید حبہ نے ایک علمی کتاب مرتب کی ہے جس کا نام رکھا ہے: **"جب نحو آپ کو الجھادے"**

اس کے عناوین پر بھی ایک نظر ڈالیں:

- کلمات کے استعمال کی مختلف صورتیں
- اصطلاحات کی مختلف صورتیں

- فروق نحویہ
- ترکیبی شبہات کا اِزالہ
- کیا کہیں کیا نہ کہیں؟

اس کتاب میں انھوں نے صرف ونحو کی مشہور عربی کتابوں سے بھرپور استفادہ کیا ہے اور آسان لب ولہجے میں ترتیب دے کر شائقین علم نحو وصرف کے لیے استفادہ کی راہیں آسان کردی ہیں۔

محب گرامی حضرت مولانا محمد سرفراز صاحب نہایت ذی استعداد، ذہین وفطین، باعمل عالم دین اور نیک، صالح طبیعت کے حامل ہیں۔ اللہ رب العزت جل جلالہ کے فضل وکرم سے علم وعمل کے جذبۂ خیر کی سعادت سے بہرہ ور ہیں۔ دراصل اس علمی، عملی شوق وذوق میں ان کے والد گرامی **حضرت حافظ وقاری عبدالرحیم صاحب زید مجدہ** کی تربیت کا بڑا دخل ہے، جو خود بھی بڑے نیک سیرت ہیں، راقم الحروف کے ان سے دیرینہ تعلقات ہیں۔

مولائے کریم جل جلالہ مولانا محمد سرفراز صاحب کی اس علمی کاوش کو شرف قبول کا اعزاز بخشے، اور دارین میں اس کا بہتر سے بہتر صلہ عطا فرمائے اور مزید علمی خدمات کی توفیق خیر سے نوازے۔ آمین بجاه سيد المرسلين صلى الله تعالىٰ عليه وعلى آله واصحابه أجمعين.

محمد عاقل رضوی غفرلہ القوی

صدر المدرسین جامعہ رضویہ منظر اسلام

درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف

06-10-2020

فیضان آل رسول

علامہ مولانا سید فیضان احمد چشتی مصباحی ولی عہد خانقاہ چشتیہ برخورداریہ کالون گنج، باندہ، یوپی

الحمد للہ رب العلمین والعاقبة للمتقین

والصلاة والسلام علی سید المرسلین

فاضل گرامی وقار مولانا سرفراز احمد مصباحی ہندوستان کی عظیم درس گاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ کے ہونہار فاضل ہیں اور ایک باعمل عالم دین ہیں۔ تعلیمی و تدریسی صلاحیتوں کے ساتھ تبلیغی و تحریری ذوق بھی رکھتے ہیں، جس سے موصوف کی شخصیت میں چار چاند لگ گئے ہیں۔

زیر نظر کتاب **"نحوی بصیرت"** المعروف ب **"جب نحو آپ کو اُلجھادے"** مصنف کی پہلی قلمی کاوش ہے جو علم نحو کے چند اہم مسائل پر مشتمل ہے، سرسری طور پر کتاب کے اوراق پلٹنے سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب طالبانِ علوم نبویہ بالخصوص عربی زبان کا ذوق رکھنے والے ہر شخص کے لیے کسی نہ کسی جہت سے ضرور مفید ہے۔

یہ علم نحو کی کوئی درسی کتاب تو نہیں لیکن اس کے مطالعے سے بہت سی ایسی اغلاط سے حفاظت ہو جائے گی جو عام طور پر طلبہ سے صادر ہوتی ہیں، جیسے کلمات و اصطلاحات میں فرق نہ کر پانا، نحوی ترکیب کرتے وقت کسی کلمہ کو کچھ کا کچھ بنا دینا وغیرہ۔

مصنف نے ہر جگہ ہر بات کو آسان عربی مثالوں سے واضح اور مدلل کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور بڑی عرق ریزی سے کام لیا ہے، جو ان کی علم دوستی اور بصیرت پر دالّ ہے۔

رب تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے موصوف کے علم و عمل و عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور ان کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخش کر ہر خاص و عام کے لیے مفید و کار آمد بنائے۔ آمین۔

سید فیضان احمد چشتی مصباحی

۱۴؍ صفر ۱۴۴۲ھ مطابق ۲؍ اکتوبر ۲۰۲۰ء

اظہار تشکر

الحمد للہ عزوجل سگ عطار کی یہ پہلی کاوش ہے، سب سے پہلے اپنے اساتذہ کرام کا شکر گزار ہوں جن کی شفقتوں کی بدولت اس لائق ہوا۔

خصوصًا جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ عبد العزیز محدث مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم شاگرد رشید، اور الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے سابق صدر المدرسین و حالیہ ناظم تعلیمات، خیر الاذکیا، زبدۃ الاتقیا، عمدۃ المحققین **حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ** دامت برکاتھم العالیہ کا، کہ جنھوں نے اپنا انمول وقت عطا فرما کر اس کتاب کی تصحیح فرمائی، اور جابجا اصلاح کر کے غلطیوں کا ازالہ فرمایا۔ یوں عرصۂ دراز کے بعد ایک بار پھر حضرت کی بارگاہ میں زانوے تلمذ تہ کرنے کا حسین موقع ملا، اور اپنے زمانۂ طالب علمی کی یاد تازہ ہوگئی۔ حضرت کا کرم فرمانا اور شفقتوں سے نوازنا یہ میرے لیے اتنی بڑی سعادت کی بات ہے، جس کو میں اپنے الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔ اور اس سعادت کو مصباحی برادران بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

بعد ازاں اس کاوش میں تعاون محب گرامی استاذ محترم مولانا عبید رضا مدنی اور مولانا دلکش رضا مدنی کا رہا ہے۔ الحمد للہ مولانا عبید رضا مدنی نے نحوی و صرفی پہیلیاں (سوالات و جوابات) کا کام کیا، جو انھوں نے مختلف کتب کے مطالعہ سے خود ہی پہیلیاں بنائی، جو ایک انتہائی مشکل امر ہے۔

اسی طرح مولانا دلکش رضا مدنی نے ''کلمات و اصطلاحات کے استعمال کی مختلف صورتیں'' کے عنوان کے تحت آنے والی ان مثالوں کی ترکیب تحریر کی جن کی ترکیب کچھ مشکل محسوس ہوتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ دونوں مدنی حضرات کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ان کے علم و عمل میں خوب برکت عطا فرمائے۔

اور ایک اہم کردار اس مختصر سی کاوش میں میرے برادر اکبر **مفتی جمال احمد مصباحی**

(P.H.D) کا ہے، جنھوں نے وقتاً فوقتاً حوصلہ افزائی کی اور رہنمائی کی، میری تعلیم و تعلم کے سلسلے میں ہمیشہ تعاون کیا اور ترقی کا جذبہ پیدا کیا، بلکہ مجھے **دعوت اسلامی کے مدنی ماحول** سے وابستگی کا سب سے پہلے ذہن دینے والے میرے یہی برادر اکبر ہیں، اللہ ان کا سایہ خیر و عافیت کے ساتھ دراز کرے۔

آخر میں میرے سب سے پہلے اساتذہ جنھوں نے مجھے قرآن مجید ناظرہ اور اردو لکھنا پڑھنا اور بہت کچھ میرے شعور سے پہلے ہی سکھا دیا تھا یعنی والد محترم حافظ و **قاری عبد الرحیم چشتی** اور **والدۂ محترمہ خیر النساء** کا احسانات کا تذکرہ کرنا ایک ضروری امر ہے۔

ظاہر ہے کوئی والدین کے احسانات کا بدلہ تو چکا ہی نہیں سکتا، البتہ شکریہ کی ادائیگی کے لیے چرچا تو کر ہی سکتا ہے۔ خود کو مشقت میں ڈال کر ہمارے لیے آسانیاں پیدا کرنے والے، مختلف آزمائشوں میں انتظام، سہولت، نصیحت، تربیت اور شفقت کرنے والے میرے عظیم والدین۔ اللہ ہمیشہ ان کا مطیع و فرماں بردار رکھے اور ان کا سایہ خیر و عافیت کے ساتھ سلامت رکھے اور ان کی بے حساب مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مؤلف

پہلے اسے پڑھ لیں

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم

قرآن کی زبان اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لبہائے مقدسہ سے جھڑنے والے پھولوں کی ترجمان زبان، عربی زبان ہے، یعنی اگر قرآن و حدیث کی فہم میں دسترس حاصل کرنا ہو تو یہ بنا عربی زبان سیکھے ممکن نہیں۔ اور لازماً ہر زبان کے سیکھنے کے لیے اس کے قواعد بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن و حدیث کو سہی معنوں میں سمجھنے کے لیے عربی زبان کے قواعد یعنی نحو و صرف کا علم حاصل کریں۔

کسی بھی طالب علم کے لیے کسی بھی فن کا علم حاصل کرنا بنیادی طور پر کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ اور نحو و صرف بھی اس قاعدے سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ لیکن کسی بھی فن کو سیکھنے کے دوران کئی مرتبہ ایسی منزلیں اور مقامات آتے ہیں جو طالب علم کو بہت سی الجھنوں کا شکار کر دیتے ہیں اور اس کے ذہن میں بہت سے ایسے سوالات چھوڑ جاتے ہیں جن کے جوابات اسے بظاہر دور سے دور تک نظر نہیں آتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی دل چسپی اس فن سے ٹوٹ جاتی ہے۔ اور دل چسپی کے ختم ہوتے ہی پھر اس کے سیکھنے کا دروازہ فوراً بند ہو جاتا ہے۔

یہ کتاب نحو و صرف کی اسی قسم کی دشوار گزار وادیوں اور مقامات سے بحث کرتی ہے۔ اور سعی کرتی ہے کہ ایک طالب علم جو کہیں نہ کہیں اس قسم کی وادیوں اور مقامات میں پھنسا ہوا ہے اسے اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکال دے۔ اس طرح اس کے اندر ان فنون سے لگاو کو پھر سے بیدار کر دے اور طالب علم پھر وہیں سے اپنی منزل کا راستہ دوبارہ طے کرنا شروع کر دے جہاں سے

اس نے چھوڑا تھا۔ ہم نے ایک ایک کر کے ایسے مقامات کو تلاش کیا پھر ان کو ترتیب سے رکھا اور پھر ان مقامات کو نو ابواب میں تقسیم کر کے ایک مجموعہ بنا کر **"جب نحو آپ کو الجھا دے"** کی شکل میں آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ ان ابواب کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

عموماً ہمارے ذہنوں میں ایک کلمہ کے استعمال کے ایک دو طریقے ہی مستحضر ہوتے ہیں۔ جبکہ ایک ہی کلمہ کا استعمال متعدّد صورتوں اور حیثیتوں میں بھی ہو سکتا ہے۔ جب ہم اسی کلمہ کے استعمال کی دوسری نئی شکل دیکھتے ہیں تو بسا اوقات کنفیوژن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پہلا باب اسی قسم کے کلمات اور ان کے استعمال کی مختلف صورتوں کا تذکرہ کرتا ہے۔

جس طرح کلمات متعدّد صورتوں اور حیثیتوں میں استعمال ہوتے ہیں اسی طرح نحو اور صرف کی بہت سی اصطلاحات بھی متعدّد صورتوں اور حیثیتوں میں استعمال ہوتی ہیں۔ مثلاً جار و مجرور کا مجموعہ بظاہر سادہ طور پر جار و مجرور کا ایک مجموعہ ہوتا ہے لیکن وہ کبھی صفت بن کے آسکتا ہے، کبھی حال بن کر، کبھی صلہ بن کر، کبھی خبر بن کر اور کبھی کچھ اور مختلف صورتوں میں۔ دوسرے باب اسی قسم کی اصطلاحات کا احاطہ کر کے ان سے پیدا ہونے والی مشکلات کو دور کرتا ہے۔

جب ہم ایک جملے میں مختلف کلمات کی نحوی حیثیتوں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو بہت سے مقامات ایسے بھی آتے ہیں جو انتہائی توجہ طلب ہوتے ہیں۔ پہلا باب، جیسا کہ بیان کیا گیا، کلمات کی متعدّد صورتوں اور حیثیتوں کو بیان کرتا ہے۔ ان کلمات کی بہت سی صورتیں ایسی ہیں جن کی ترکیب کو سمجھنا الجھن کا باعث ہوتا ہے۔ تیسرا باب ان کلمات کی اسی قسم کی الجھن میں ڈال دینے والی صورتوں کی نحوی تراکیب کو آسان انداز میں بیان کرتا ہے۔

جیسا کہ اوپر بتایا گیا باب دوم میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ایک ہی نحوی یا صرفی اصطلاح جیسے جار و مجرور کا مجموعہ کس طرح کبھی صفت بن کر، کبھی حال بن کر، کبھی صلہ بن کر اور کبھی کچھ اور مختلف صورتوں میں آسکتا ہے۔ ان اصطلاحات کی بہت سی صورتوں کی تراکیب کی طرف

خصوصی توجہ نہ کی جائے تو غلط فہمیوں کا پیدا ہو جانا ایک فطری بات ہے۔ چوتھا باب باب دوم کی مصطلحات کو ان کے جملوں کی تراکیب کے ذریعے سے مزید واضح کرتا ہے اور ان کو قدرے آسان بناتا ہے۔

فاعل اور اسم فاعل، مصدر اور اسم مصدر اور اسی طرح فعل اور اسم فعل اگرچہ بظاہر یہ اصطلاحیں ایک ہیں لیکن ان کے درمیان فرق ہے۔ اسی طرح "ما" اگرچہ ایک ہی کلمہ ہے لیکن یہ کبھی استفہامیہ ہو سکتا ہے، کبھی نافیہ اور کبھی موصولہ۔ وہیں کبھی دو اصطلاحیں اپنے نام کے اعتبار سے آپس میں بہت مختلف ہوتی ہیں لیکن حقیقت میں ان کے درمیان بہت ادنیٰ فرق ہوتا ہے۔ پانچواں باب اصطلاحات اور کلمات کے مابین اسی قسم کے فرقوں کو ان کی مثالوں کے ساتھ واضح کرتا ہے۔

کلام خداوندی کے معانی اور اس کے نحوی و صرفی پہلوؤں کو کس حد تک سمجھا جا سکتا ہے یہ انسان کی علمی صلاحیتوں پر موقوف ہے۔ نحو کا ایک طالب علم قرآنی آیات کو جب نحوی نقطۂ نظر سے سمجھنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ بہت سے شبہات کا شکار ہو سکتا ہے۔ اس کے ذہن میں مختلف قسم کے سوالات اٹھ سکتے ہیں۔ چھٹا باب اسی قسم کے شبہات کا اطمینان بخش طور پر ازالہ کرتا ہے۔

فصاحت و بلاغت کی گہرائی عربی زبان کو ممتاز بناتی ہے۔ ایک ہی مفہوم کو مختلف جملوں کے ذریعے ادا کیا جا سکتا ہے لیکن ان میں بعض جملے بعض سے زیادہ فصیح و بلیغ ہو سکتے ہیں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بادی الرای میں ایک جملہ کسی بھی غلطی سے پاک نظر آتا ہو لیکن دقیق نظر کے لیے اس میں کوئی نہ کوئی خامی ہو۔ ساتواں باب "یہ کہیں" کے تحت یہ بتاتا ہے کہ جملہ کی مناسب ترین شکل کیا ہے اور "یہ نہ کہیں" کے تحت جملہ کی نامناسب شکلوں کے نامناسب ہونے کے اسباب بیان کرتا ہے۔

ایسی کون سی صورت ہے جس میں فاعل تثنیہ یا جمع ہو پھر بھی فعل واحد ہی رہے؟ وہ کون

سے کلمات ہیں جو تثنیہ نہیں لیکن پھر بھی ان پر تثنیہ کا اعراب آتا ہے؟ وہ کون سے کلمات ہیں جو مذکر سالم نہیں لیکن پھر بھی ان پر جمع مذکر سالم کا اعراب آتا ہے؟ اس طرح کے مشکل سوالات جن کو "نحوی پہیلیاں" کہا جاتا ہے ایک طالب علم کے لیے مشکلات کھڑی کرسکتے ہیں۔ آٹھواں باب اسی قبیل کے بہت سے سوالات اور ان کے جوابات کا احاطہ کرتا ہے۔

کیا کچھ کلمات ایسے بھی ہیں جو اسم مفعول کے وزن پر ہیں لیکن پھر بھی اسم فاعل ہیں؟ کیا ایسا بھی کوئی مصدر ہے جس سے افعال مشتق نہیں ہوتے؟ کیا ایسا بھی کوئی کلمہ ہے جس میں یائے نسبتی لگائے بغیر بھی نسبت کا معنیٰ پایا جاتا ہے؟ جس طرح آٹھواں باب علم نحو سے متعلق اس قسم کے پیچیدہ سوالات اور ان کے جوابات سے متعلق ہے۔ نواں باب علم صرف سے متعلق اس قسم کے سوالات اور ان کے جوابات یعنی "صرفی پہیلیوں" سے سے بحث کرتا ہے۔

اب آپ مطالعہ کریں اور خود بھی استفادہ کریں اور دوسروں کا بھی استفادہ کرنے کا ذہن بنائیں۔ دراصل یوں تو نحو وصرف پر سیکڑوں کتب موجود ہیں، لیکن ایک تو وہ کتب بر صغیر میں دستیاب ہی نہیں، دوسرے اگر دستیاب ہیں بھی تو وہ خود عربی زبان میں ہیں، جس کی وجہ سے ان سے استفادہ مشکل ہوتا ہے۔ جوبات اس کتاب **"جب نحو آپ کو الجھادے"** کو طرۂ امتیاز عطا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس طرح کی نحو وصرف کے مختلف پہلوؤں سے متعلق الجھنوں اور دشوار گزار گھاٹیوں سے نجات دلانے والی مختصر اور جامع ومانع کتاب میری ناقص معلومات میں اردو میں کوئی اور دستیاب نہیں ہے۔

آخر میں یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کتاب میں کہیں بھی کسی بھی اعتبار سے کوئی غلطی پائیں تو تنقید کا نشانہ بنانے کے بجائے سگ عطار سے رابطہ فرمائیں، ان شاءاللہ شکریہ ادا کرتا اور آئندہ ایڈیشن میں غلطی کا ازالہ کرتا پائیں گے۔ اور ہماری اس کتاب کے بارے میں اپنے تاثرات ومشورے نیچے دیے گئے ای میل ایڈریس پر ارسال فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول بارگاہ فرمائے اور اس کے پڑھنے والوں اور پڑھنے میں مدد

کرنے والوں کی خیر فرمائے اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف فرمائے، نیز خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سگ سادات ورضا وعطار

ابوتراب سرفراز احمد عطاری مصباحی

Email ID: sarfarazahmadattari@gmail.com

دیار حافظ ملت بھوجپور، مرادآباد، ہند

مدرس جامعۃ المدینہ فیضان عطار، نیپال گنج، نیپال

۳۰؍ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ/ ۲۴؍ مئی ۲۰۲۰ء

پہلا باب

کلمات کے استعمال کی مختلف صورتیں

الحمد لله رب العٰلمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين.

أما بعد، فأعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم

بسم الله الرحمٰن الرحيم

فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

جس نے مجھ پر ایک بار درودِ پاک پڑھا، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

اللّٰهم صل على سيدنا محمد عدد ما في علم الله صلاة دائمة بدوام ملك الله، اللّٰهم صل على سيدنا محمد كما أمرتنا أن نصلي عليه، اللّٰهم صل على سيدنا محمد كما هو أهله، اللّٰهم صل على سيدنا محمد كما تحب و ترضىٰ له.

☆☆☆☆☆☆

ایک ہی کلمہ کا استعمال متعدّد معانی، متعدّد صورتوں اور متعدّد حیثیتوں میں بھی ہو سکتا ہے۔ عموماً ہمارے ذہنوں میں ایک کلمہ کے استعمال کے ایک دو طریقے ہی مستحضر ہوتے ہیں۔ جب ہم اسی کلمہ کے استعمال کی ایک نئی شکل دیکھتے ہیں تو بسا اوقات کنفیوژن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس باب میں اسی قسم کے کلمات کی ایک بڑی تعداد کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ہم نے اس باب میں کلمات کی مختلف صورتوں کا استعمال ان کی مثالوں کے ساتھ واضح کیا ہے۔ اس کا مطالعہ کلمات کے استعمال کی صورتوں سے متعلق کنفیوژن کو دور کرنے میں نہایت مددگار ثابت ہوگا۔

الف کے استعمال کی صورتیں:

۱- **بطور ضمیر تثنیہ:** فعل میں، جیسے: نصرا، ینصران

۲- **بطور علامت رفع:** اسمِ تثنیہ میں، جیسے: جاء رجلان

۳- **بطور علامت نصب:** اسماے ستہ میں، جیسے: رأیتُ أباك

۴- **بطور علامت تانیث:** الف بطور علامت تانیث مقصورہ اور ممدودہ دونوں صورتوں میں آتا ہے۔ جیسے: حبلیٰ، حمراء

۵- **نون نسوہ اور نون تاکید ثقیلہ کے مابین فاصلہ کے لیے:** تاکہ تین نون ایک ساتھ جمع نہ ہوں۔ جیسے: لَیَنْصُرْ نانِّ

۶- **الف تنوینِ نصب:** جیسے: رأیت عُمیرًا

۷- **الف ندبہ:** مندوب کے آخر میں، جیسے: وا عُزَ یْراہ!

۸- **الف منادی:** منادی کے آخر میں، جیسے: یا أُمَّتَا! یہ اصل میں یا أُمِّی تھا، جس میں أُمّ یاے متکلّم کی طرف مضاف تھا۔ یاے متکلّم کے بدلے تا کو لایا گیا۔ پھر مزید "الف" کا اضافہ کیا گیا۔

۹- **نون تاکید کے بدل کے طور پر:** جیسے: "وَلَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَ لَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ"(۱) اس آیت میں لَیَكُوْنًا اصل میں لَیَكُوْنَنَّ تھا، نون تاکید کے بدلے الف آیا ہے۔

۱۰- **الف فارقہ یا ممیزہ:** یہ ماضی، مضارع اور امر کے واوِ جمع کو جمع مذکر سالم اور اسماے ستہ کے واو سے ممتاز کرنے کے لیے آتا ہے۔ دیکھیے نَصَرُوا، لن یَنصرُوا اور اُنْصرُوا میں "واوَ" کے ساتھ الف ہے اور جاء مسلمو بلدة اور جاء أخو سلیم میں

---

(۱)- ترجمہ: اور بے شک اگر یہ وہ کام نہ کریں گے جو میں ان سے کہتی ہوں تو ضرور قید میں ڈالے جائیں گے اور ضرور ذلت اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔ [سورۃ یوسف:۳۲]

مسلمو اور أخو میں "واؤ" کے ساتھ الف نہیں ہے۔

۱۱- **الف نسبت:** یہ اسم منسوب بنانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: نفس سے نفسانی اور روح سے روحانی[1]

ہمزہ کے استعمال کی صورتیں:

ہمزہ کی دو قسمیں ہیں: اصلیہ اور زائدہ۔

همزۂ اصلیہ کی صورتیں:

۱- **ہمزۂ غیر مبدل:** أکل، أمر

۲- **ہمزۂ محوّلہ:** یعنی وہ ہمزہ جو واو یا یاء سے بدلا گیا ہو۔ جیسے: خَبَيْثُ، یہ اصل میں خَبَأْتُ تھا۔ اور جیسے رَفَوْتُ، یہ اصل میں رَفَأْتُ تھا۔

۳- **ہمزۂ مخففہ:** یعنی وہ ہمزہ جس کو پڑھنے میں تسہیل[2] سے کام لیا جائے۔ جیسے: سأل، لَؤُمَ، سَئِمَ

۴- **ہمزۂ حرفی:** جیسے: إن، أم، أمّا وغیرہ۔

۵- **ہمزۂ ضمائر:** جیسے: أنت، أنتما، أنتم، أنا، إياك وغیرہ۔

همزۂ زائدہ کی صورتیں:

۱- **ہمزۂ تعدیہ:** یہ لازم کو متعدّی بنانے کے لیے مستعمل ہوتا ہے۔ جیسے: أَكرَمَ

۲- **ہمزۂ تفضیل:** اس کا استعمال اسم تفضیل میں ہوتا ہے۔ جیسے: أفضَلُ

۳- **ہمزۂ تعجب:** یہ فعل تعجب میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: ما أحسَنَه و أحسَنَ به!

---

(۱)-موسوعة النحو والصرف ص:۷

(۲)- اگر متحرک حرف کے بعد ہمزہ متحرکہ ہو تو اس کو بین بین قریب اور بین بین بعید دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں، بین بین پڑھنے کو تسہیل کہتے ہیں۔ ہمزہ کو اس کے اپنے مخرج اور اس کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان سے پڑھنا بین بین قریب اور ہمزہ کو اس کے اپنے مخرج اور ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان سے پڑھنا بین بین بعید کہلاتا ہے۔ از نصاب الصرف ص:۱۷۲۔

۴- **ہمزۂ مضارع:** یہ واحد متکلّم کی علامت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: أَنصُرُ

۵- **ہمزۂ استفہام:** جیسے: "أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ"(۱)

۶- **ہمزۂ تسویہ:** یہ برابری کا معنٰی پیدا کرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: "سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ"(۲)

۷- **ہمزۂ ندائیہ:** جیسے: أَبُنَيَّ! اِجتهِدْ في درسِك. (اے بیٹے! اپنے سبق میں محنت کر۔)

۸- **ہمزۂ قطعیہ وو وصلیہ:** وہ ہمزہ جو وصل کی صورت میں نہ گرے قطعیہ کہلاتا ہے۔ مثلاً: باب افعال کا ہمزہ، جیسے: وَأَخرِجْ۔ اور جو وصل کی صورت میں گر جائے وہ وصلیہ کہلاتا ہے۔ جیسے باب افعال کے علاوہ دیگر افعال سے آنے والے امر کے صیغے، مثلاً: وَاسْمَعْ، وَاجْتَنِبْ(۳)

اللّٰھم کے استعمال کی صورتیں:

۱- **بطور منادی:** جیسے: اللّٰھم اغفر لي!

۲- **تاکیدِ جواب کے لیے:** جیسے: اللّٰھم نعم.

۳- **بیانِ استثنا کے لیے:** جیسے: اللّٰھم إلا أن يكون كذا.(۴)

إذ کے استعمال کی صورتیں:

۱- **اِذ ظرفیہ:** یہ زمانۂ ماضی پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے چند ترکیبی مواقع ہیں:

- مفعول فیہ واقع ہو، اس صورت میں یہ جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے: زرتُ صديقي إذ هو في بيته. (میں نے اپنے دوست کی زیارت کی جس وقت وہ اپنے گھر میں تھا۔)
- مابعد جملے (جو مضاف الیہ ہوگا) سے مل کر مفعول بہ واقع ہو۔ جیسے: "وَاذْكُرُوْٓا إِذْ

(۱)- ترجمہ: کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں؟ [سورة الزمر:۳۶]

(۲)- ترجمہ: برابر ہے کہ آپ انھیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں۔ [سورة البقرة:۶]

(۳)- موسوعة معاني الحروف العربية، ص:۶-۱۲

(۴)- موسوعة النحو والصرف، ص:۱۴۵

كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ"(۱)

قصصِ قرآن کریم کے شروع میں واقع ہونے والا إذ بھی اسی قبیل سے ہے۔ جو اذکر فعل محذوف کا مفعول بہ ہوتا ہے۔

- مابعد جملے (جو مضاف الیہ ہوگا) سے مل کر ماقبل مفعول بہ سے بدل واقع ہو۔ جیسے:
"وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا"(۲)
- مابعد جملہ محذوفہ (جس کے عوض تنوین آئی ہو) سے مل کر مضاف الیہ بنے۔ جیسے: یومئذٍ، حینئذٍ۔

۲- "إذ" فجائیہ: یہ بینا یا بینما کے بعد واقع ہوتا ہے۔ یہ اچانک کے معنیٰ پیدا کرتا ہے اور ترکیب میں کچھ واقع نہیں ہوتا۔ جیسے: بینما أنا أكتب إذ زارني جمال. (میرے لکھنے کے دوران اچانک جمال مجھ سے ملنے آیا۔)

۳- "إذ" تعلیلیہ: یہ ماقبل فعل کی علت وسبب کو بیان کرتا ہے۔ یہ بھی ترکیب میں کچھ واقع نہیں ہوگا۔ جیسے: ضربت شهاباً إذ سرق. (۳)(میں نے شہاب کو مارا کیوں کہ اس نے چوری کی۔)

إذا کے استعمال کی صورتیں:

۱- "إذا" ظرفیہ: یہ زمانۂ مستقبل پر دلالت کرتا ہے، جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے، ترکیب میں مفعول فیہ واقع ہوتا ہے اور عموماً متضمن بمعنیٰ شرط ہوتا ہے۔ جیسے: إذا طلعتِ الشمس وُجِد النهار. (جب سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا۔)

۲- "إذا" تفسیریہ: یہ ماقبل فعل کی تفسیر بیان کرتا ہے اور "أي" کے معنی میں ہوتا ہے۔

---

(۱)- ترجمہ: اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے تو اس نے تمھاری تعداد میں اضافہ کردیا۔ [سورة الأعراف:۸۶]
(۲)- ترجمہ: اور کتاب میں مریم کو یاد کرو جب وہ اپنے گھر والوں سے مشرق کی طرف ایک جگہ الگ ہوگئی۔ [سورة مريم:۱۶]
(۳)- موسوعة النحو والصرف، ص:۳۶

اس کے لیے ضروری ہے کہ مابعد فعل فعلِ مخاطب ہو۔ جیسے: استکتمته السرّ إذا طلبتَ منه أن یستر بمعنیٰ "استکتمته السرَّ أي طلبتَ منه أن یستر.

۳۔ "إذا" فجائیہ: یہ اچانک کا معنی دینے کے لیے مستعمل ہے۔ اس کے لیے لازم ہے کہ اس کے بعد جملہ اسمیہ ہو۔ جیسے: "فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى"(۱) إذا فجائیہ کی ترکیب کے بارے میں دو قول ہیں: (۱) مابعد جملہ سے مل کر مفعول فیہ بنے گا۔ (۲) حرف مبنی علی السکون ہے اور ترکیب میں کچھ واقع نہ ہوگا۔

۴۔ **بطور حرف جواب:** اس صورت میں یہ تنوین کے ساتھ ہوتا ہے اور ترکیب میں کچھ واقع نہیں ہوتا۔ جیسے کسی نے کہا: للطلاب معلم یعلمهم. (طلبہ کا ایک معلم ہے جو انھیں سکھاتا ہے۔) تو کوئی بطور جواب کہے: إذًا یرشدهم. (ہاں، وہ ان کی رہنمائی کرتا ہے۔)

ألا کے استعمال کی صورتیں:

۱۔ **بطور حرف تنبیہ:** اس صورت میں یہ جملہ اسمیہ و فعلیہ دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: "اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ"(۲) اور ألا! یا فراز، اِنتبِهْ. (سن اے فراز! توجہ کر۔)

۲۔ **بطور حرف توبیخ وانکار:** اس صورت میں یہ جملہ فعلیہ میں استعمال ہوتا ہے، مگر فعل کا ماضی ہونا ضروری ہے۔ جیسے: ألا درستَ جیدا؟ (تم نے اچھے سے سبق کیوں نہ پڑھا۔)

۳۔ **ہمزۂ استفہامیہ و مع حرف نفی جنس:** یہ جملہ اسمیہ میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: ألا رجلَ نلتقیه؟ (کیا کوئی ایسا شخص نہیں جس سے ہم ملاقات کریں؟)

---

(۱)۔ ترجمہ: تو موسیٰ نے اسے نیچے ڈال دیا تو اچانک وہ سانپ بن گیا جو دوڑ رہا تھا۔ [سورۃ طٰہٰ: ۲۰]
(۲)۔ ترجمہ: سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ [سورۃ یونس: ۶۲]،

أَلَّا کے استعمال کی صورتیں:

۱- **بطور حرف توبیخ و انکار:** جب کہ جملہ فعلیہ فعل ماضی والا ہو۔ جیسے: أَلّا درست جیدا؟ (تم نے اچھے سے کیوں نہیں پڑھا؟)

۲- **أن مخففہ مع لائے نفی جنس:** جب کہ ماقبل فعل متعدّی ہو اور مابعد اسم ہو۔ جیسے: علمتُ ألّا بد من السفر. (مجھے معلوم ہے کہ سفر ضروری ہے۔) یہ اصل میں علمتُ أن لا بد من السفر تھا۔

۳- **أن ناصبہ مع لا حرف نفی:** جب کہ مابعد فعل مضارع ہو، جیسے: أر يد ألّا تتكاسل. (میں چاہتا ہوں کہ تم سستی نہ کرو۔) یہ اصل میں أر يد أن لا تتكاسل تھا۔

إلّا کے استعمال کی صورتیں:

۱- **إلّا استثنائیہ:** جیسے: جاء القوم إلا محمودا. (قوم آئی سوائے محمود کے۔)

۲- **إلّا حصریہ:** اس صورت میں جملہ کا منفیہ ہونا ضروری ہے۔ جیسے: ما جاء إلا مزمل. (صرف مزمل ہی آیا۔)

۳- **إن شرطیہ مع لا نافیہ:** جیسے: ”اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ“[۱] یہ اصل میں إن لا تنصروه تھا۔

۴- **إلّا اسمیہ بمعنی غیر:** اس کی شرط یہ ہے کہ اس سے ماقبل جمع نکرہ ہو۔ جیسے: ”لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا“[۲][۳]

أَمَا کے استعمال کی صورتیں:

۱- **بطور حرف تنبیہ:** اس صورت میں عموماً قبلِ قسم مستعمل ہے۔ جیسے: أما والذی یمیت

(۱)- ترجمہ: اگر تم اس نبی کی مدد نہیں کرو گے تو اللہ ان کی مدد فرما چکا ہے۔ [سورة التوبة: ۴۰]

(۲)- ترجمہ: اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو ضرور آسمان و زمین تباہ ہو جاتے۔ [سورة الأنبياء: ۲۲]

(۳)- موسوعة النحو والصرف، ص: ۱۳۴-۱۳۸

و یحیی.(سن لو!اس ذات کی قسم جو موت و زندگی دیتی ہے۔)

۲- **بطور حرف عرض:** جملہ فعلیہ میں، جیسے: أما تنزل بنا فَتُصِيبَ خيرا.(آپ ہمارے یہاں ٹھہریں تو بھلائی پائیں۔)

۳- **ہمزہ استفہامیہ مع حرف نفی:** جیسے: أما ان الأمر كذا؟(کیا معاملہ ایسا نہیں ہے؟)

إمّا کے استعمال کی صورتیں:

۱- **بطور حرف تفصیل:** جیسے: سیزورُنی إمّا کامل أو سالم.(عنقریب میری زیارت کرے گا یا تو کامل یا سالم۔)

۲- **إن حرف شرط مع ما نافیہ:** جیسے: إمّا تدرس لا أكلّمك.(اگر تم نہیں پڑھوگے تو میں تم سے بات نہیں کروں گا۔) یہ اصل میں إن ما تدرس تھا۔

أمّا کے استعمال کی صورت:

۱- **أمّا شرطیہ:** یہ تاکید و تفصیل کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے: "وَ اَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنۡهَرۡ"(۱)
أما کے ساتھ فاء کا آنا لازم ہے سوائے ایک صورت کے اور وہ یہ ہے کہ جزا فعل محذوف قول کا مقولہ ہو۔ جیسے: "فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اسۡوَدَّتۡ وُجُوۡهُهُمۡ ۟ اَكَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِیۡمَانِكُمۡ"(۲) یہاں "اَكَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِیۡمَانِكُمۡ" سے پہلے فیقال لهم فعل محذوف ہے، اسی کا یہ مقولہ ہے۔(۳)

أول کی نحوی تحقیق:

اس کے استعمال کی تین صورتیں ہیں:

۱- **مبدأ (شروعات) کے معنی میں:** جیسے: أول المرض حرارة.(مرض کی شروعات حرارت ہے۔)

---

(۱)- ترجمہ: اور کسی بھی صورت مانگنے والے کو نہ جھڑکو۔ [سورة الضحیٰ:۱۰]

(۲)- ترجمہ: تو وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے (ان سے کہا جائے گا کہ) کیا تم ایمان لانے کے بعد کافر ہوئے تھے؟ [سورة آل عمران:۱۰۶]

(۳)- موسوعة النحو والصرف، ص:۱۴۸

۲- **اسم تفضیل (أسْبَقُ) کے معنی میں:** اس صورت میں وزن فعل اور وصف کی وجہ سے یہ غیر منصرف ہوگا۔ جیسے: سافر أفضال منذ عامٍ أولَ (افضال نے سابقہ سال سے سفر کیا۔)

۳- **بطور ظرف زمان:**

ظرف ہونے کی چار صورتیں ہیں:

- **مضاف الیہ مذکور ہو:** جیسے: جئت أول الصباح. (میں صبح کے شروع حصہ میں آیا۔)
- **مضاف الیہ محذوف ہو اور لفظاً منوی ہو:** (یعنی لفظ ہی مراد ہو)، جیسے: جاء طلحة أول فی صفه بمعنیٰ أول الطلاب۔ (طلحہ اپنے درجے میں طلبہ میں اول آیا۔)
- **مضاف الیہ محذوف ہو اور لفظاً منوی نہ ہو:** جیسے: درست أولاً. (میں نے پہلے پڑھا۔) مذکورہ تینوں صورتوں میں "أول" معرب ہے۔
- **مضاف الیہ محذوف ہو اور معنیً منوی ہو:** جیسے: درست أولُ. (میں نے [اس سے] پہلے پڑھا۔) اس صورت می أول مبنی بر ضم ہے۔[1]

أوّل کی صرفی تحقیق:

اس کے متعلق ۴/ اقوال ملتے ہیں:

۱- اس کی اصل أوْوَلُ ہے۔ مادہ و و ل ہے۔ اس میں فقط پہلے و کا دوسرے و میں ادغام کردیا گیا ہے اور کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اسی طرح اس کے مؤنث أُوْلیٰ کی اصل بھی وُوْلیٰ ہے۔ پہلے واو کو ہمزہ سے اس لیے بدل دیا گیا کہ کلمے کی ابتدا میں دو ہم جنس حروف کا جمع ہوجانا ناپسندیدہ ہے، اور ثقالت کی وجہ سے اس سے گردانیں بھی نہیں آتیں۔ (سیبویہ)

---

(۱)-موسوعة النحو والصرف ص:۱۷۳

۲- اس کی اصل أوْأَلُ ہے۔مادہ ہے و أل ہے۔ تخفیفاً دوسرے ہمزہ کو و سے بدل دیا گیا اور "و" کا "و" میں ادغام کر دیا گیا، أوّل ہو گیا۔(کوفیین، ضعیف قول)

۳- اس کی اصل أَأْوَلُ ہے۔ پہلا ہمزہ زائدہ اور دوسرا فا کلمہ ہے، پھر فا کلمہ کو عین کلمہ کے بعد کر کے قلب کر دیا گیا تو أوْأَلُ ہو گیا۔ پھر دوسری صورت کی طرح أوّلُ ہو گیا۔اس کا مادہ أ،و،ل ہے جس سے ألَ، يَؤُوْلُ مشتق ہے۔(أضعف)

۴- اس کی اصل وَوَّلٌ ہے بروزنِ فَوْعَل۔ پہلے و کو ہمزہ سے بدل دیا گیا، أوّل ہو گیا۔ أوّل کی جمع أوائل ہے۔اس کی اصل وَوَاوِل ہے۔اس میں پہلے و کو پہلی صورت میں بیان کردہ طریقہ کے مطابق ہمزہ سے بدلا، اور تیسرے و کو الف جمع کے بعد آنے کی وجہ سے ہمزہ سے بدل دیا گیا، أوائل ہو گیا۔(أضعف)(۱)

أنْ کے استعمال کی صورتیں:

۱- اَنْ مصدریہ: یہ فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے: "وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ"(۲)

۲- اَنْ مفسِرہ: اس کے لیے شرط یہ ہے کہ ماقبل جملہ قول کے معنی دیتا ہو اور مابعد بھی ایک جملہ ہو اور وہ حرفِ جر سے مقترن نہ ہو، جیسے: "وَ نَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ"(۳)

۳- اَنْ زائدہ: یہ لمّا ظرفیہ کے بعد آتا ہے۔ جیسے: "فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ"(۴)

۴- اَنْ مخففہ من المثقلہ: یہ اصل میں حرفِ مشبہ بالفعل ہوتا ہے اور اس کے بعد ضمیر شان محذوف ہوتی ہے جو اس کا اسم بنتی ہے۔ جیسے: "وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

---

(۱)-الدر المصون للسمين الحلبي

(۲)-ترجمہ: روزے رکھنا تمھارے لیے زیادہ بہتر ہے۔[سورۃ البقرۃ:۱۸۴]

(۳)-ترجمہ: اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم![سورۃ الصافات:۱۰۴]

(۴)-ترجمہ: پھر جب خوش خبری سنانے والا آیا تو اس نے وہ کرتا یعقوب (علیہ السلام) کے منہ پر ڈال دیا۔[سورۃ یوسف:۹۶]

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ"[۱][۲]

إن کے استعمال کی صورتیں:

۱- اِنْ شرطیہ: جیسے: إن تجلسْ أجلسْ (اگر تو بیٹھے گا تو میں بیٹھوں گا۔)

۲- اِنْ نافیہ: جیسے: "اِنِ الْکٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ"[۳]

۳- اِنْ زائدہ: یہ ما نافیہ وغیرہ کے بعد آتا ہے۔ جیسے: ما إن أتیتُ شیئًا تکرھُہ (میں کوئی ایسی چیز نہیں لایا جو تجھے ناپسند ہے۔)

۴- اِنْ مخففہ من المثقلہ: یہ حرف مشبہ بالفعل ہی ہوتا ہے مگر مخففہ ہوجانے کی وجہ سے عمل نہیں کرپاتا جیسے: إن عثمان لکریم (بے شک عثمان سخی ہے۔)[۴]

أنَّ حرف مشبہ بالفعل کو بالکسر و بالفتح دونوں پڑھنے کی صورتیں:

۱- إذا فجائیہ کے بعد: جیسے: خرجتُ فإذا أنّ / إنّ أدیباً قائم (میں نکلا تو اچانک وہاں ادیب کھڑا ہے۔)

۲- فاء جزائیہ کے بعد: جیسے: "مَنْ عَمِلَ مِنْکُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ"[۵] یہاں قراءت سبعہ میں أنّ اور إنّ دونوں ثابت ہیں۔

۳- جب أنَّ اپنے مابعد سے مل کر قول کی خبر بنے، اور أنَّ کی خبر بھی کوئی مقولہ ہو اور دونوں کا قائل ایک ہی ہو۔ جیسے: أول قولی أنی / إنی أحمد اللہ (میری پہلی بات یہ ہے کہ

(۱)- ترجمہ: اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ [سورۃ یونس:۱۰]

(۲)- موسوعۃ النحو والصرف، ص:۱۵۹

(۳)- ترجمہ: کافر صرف دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ [سورۃ الملک:۲۰]

(۴)- موسوعۃ النحو والصرف، ص:۱۶۲

(۵)- ترجمہ: تم میں سے جو کوئی نادانی سے کوئی برائی کرلے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرلے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ [سورۃ الأنعام:۵۴]

میں اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں۔)[1]

أيٌّ کے استعمال کی صورتیں:

۱- **أيٌّ شرطیہ:** جیسے: أيَّ رجل تنصر أنصر (جس شخص کی تو مدد کرے گا اس کی میں مدد کروں گا۔)

۲- **أيٌّ استفہامیہ:** جیسے: أيُّ رجل جاء؟ (کون شخص آیا؟)

۳- **أيٌّ موصولہ:** جیسے: "ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا"[2]

۴- **أيٌّ وصلیہ:** حرف ندا کو معرف باللام منادی سے ملانے کے لیے۔ جیسے: "يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ" اس کو أيّ فاصلہ بھی کہہ سکتے ہیں کیوں کہ دو حروف تعریف کے درمیان فصل کے لیے لایا جاتا ہے۔

۵- **أيٌّ کمالیہ:** بمعنی کامل، اس صورت میں یہ ماقبل کے لیے صفت اور مابعد کے لیے مضاف بنتا ہے۔ جیسے: مررت برجلٍ أيِّ رجل (رجل کامل - یعنی میں مرد کامل کے پاس سے گزرا۔)[3]

بعد کے استعمال کی صورتیں:

۱- **مضاف الیہ مذکور ہو:** جیسے: "اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا"[4]

۲- **مضاف الیہ مذکور ہو اور اس سے پہلے حرف جر ہو:** جیسے: سرت من بعد المدرسة إلى ما بعد القرى (میں مدرسے کے بعد سے بستی کے بعد تک چلا۔)

۳- **مضاف الیہ محذوف ہو اور نیت میں نہ ہو:** جیسے: سأقابلك بعدًا (میں بعد میں

---

(۱)-موسوعة النحو والصرف، ص:۱۵۸

(۲)-**ترجمہ:** پھر ہم ہر گروہ سے اسے نکالیں گے جو ان میں رحمٰن پر سب سے زیادہ بے باک ہوگا۔[سورۃ مریم:۶۹]

(۳)-موسوعة النحو والصرف ص:۱۷۶

(۴)-**ترجمہ:** جان لو کہ اللہ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔[سورۃ الحدید:۱۷]

عنقریب تم سے ملوں گا۔) بعد مذکورہ تینوں صورتوں میں معرب ہوگا۔

۴- **مضاف الیہ محذوف ہو اور نیت میں ہو:** اس صورت میں بعد مبنی بر ضم ہوگا۔ جیسے: "لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ" ([ہر چیز سے] پہلے اور [ہر چیز کے] بعد حکم اللہ ہی کا ہے۔)[۱]

ت کے استعمال کی صورتیں:

۱- **بطور حرف مضارع:** جیسے: تدرس میں ت

۲- **بطور حرف جر:** (قسم کے لیے) جیسے: "تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا"[۲]

۳- **بطور ضمیر:** (واحد حاضر مذکر و مؤنث اور واحد متکلّم کے صیغوں میں) جیسے: درستَ، درستِ اور درستُ

۴- **بطور علامت تانیث:** اس صورت میں یہ مبنی بر سکون ہوتا ہے۔ جیسے: نجحتْ

۵- **تاے تعریب:** (عجمی کلمہ کو عربی بنانے کے لیے) جیسے: یَلِج سے یَلِجة۔ (عراق کا ایک پیمانہ)

۶- **تاے وحدت:** (واحد کو جنس سے ممتاز کرنے کے لیے) جیسے: تمر سے تمرۃ۔

۷- **تاے عوض:** یہ کبھی فا کلمہ کے عوض میں آتی ہے، جیسے: صفة (وصف) اور کبھی عین کلمہ کے عوض میں، جیسے: إقامة (أقوام) اور کبھی لام کلمہ کے عوض میں، جیسے: سنة (سنو)

۸- **تاے مبالغہ:** جیسے: علاّمة

۹- **تاے نسبتی:** (جمع منتہی الجموع کے ساتھ) جیسے: أشاعرة

۱۰- **تاے کثرت:** جیسے: جالیة (کثیر لوگ جن کو شہر بدر کیا گیا ہو)

۱۱- **تاے مرۃ و نوع:** جو کسی فعل کے ایک مرتبہ ہونے یا فعل کی کسی خاص قسم پر دلالت

(۱)- موسوعة النحو والصرف، ص:۱۹۹

(۲)- ترجمہ: اللہ کی قسم! بے شک اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی۔ [سورۃ یوسف:۹۱]

کرے جیسے: جلستُ جَلسةً. (میں ایک بار بیٹھا۔) میں جَلسة۔ جلستُ جِلسةَ القاری. (میں پڑھنے والے کے بیٹھنے کی طرح بیٹھا۔) میں جِلسة

۱۲- **حرف خطاب میں:** جیسے: أنت، أنتما، أنتم، أنتن

۱۳- **تاے مبدل من الواوٗ:** جیسے: تراث، تقویٰ۔ ان کا مادہ و، ر، ث اور و، ق، ی ہے۔[1]

حتیٰ کے استعمال کی صورتیں:

۱- **بطور حرف جر:** جیسے: قرأت الدرس حتی آخرِ کلمة فیه (میں نے سبق کو اس کے آخری کلمہ تک پڑھا۔)

۲- **حتی عاطفہ:** صرف اسم کے اسم پر عطف کے لیے مستعمل ہوتا ہے۔ اس کی کچھ شرائط ہیں۔ جمع کے بعض کا عطف جمع پر ہو یا جز کا کل پر ہو۔ جیسے: قَدِمَ الطلابُ حتی الأولُ فیهم، أکلتُ التفاحَ حتی قِشرَها (طلبہ آئے یہاں تک کہ ان میں کا پہلا بھی، میں نے سیب کھایا یہاں تک کہ اس کا چھلکا بھی۔)

۳- **حتی ابتدائیہ:** اس کے بعد نیا جملہ ہوتا ہے۔ اس کا ماقبل مابعد کا سبب ہوتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کی جگہ فا کا استعمال درست ہوتا ہے۔ جیسے: "زُلْزِلُوْا حَتّٰی یَقُوْلُ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ"[2] (یقول پر رفع کی صورت میں)

۴- **حتی ناصبہ:** (عندالکوفیین) جیسے: لأقرأن حتی أنجحَ (میں ضرور پڑھوں گا یہاں تک کہ کامیاب ہو جاؤں۔) عندالبصریین یہ حرف جار ہی ہوتا ہے اور اس کے بعد أن ناصبہ مقدر ہوتا ہے۔[3]

---

(۱)- موسوعة النحو والصرف ص: ۲۱۰

(۲)- ترجمہ: اور انھیں زور سے ہلا ڈالا گیا یہاں تک کہ رسول اور اس کے ساتھ ایمان والے کہہ اٹھے: اللہ کی مدد کب آئے گی؟ [سورۃ البقرۃ: ۲۱۴]

(۳)- موسوعة النحو والصرف ص ۳۴۲

حروف زائدہ کی تفصیل:

حروف زائدہ کی دو قسمیں: حروف مبانی، حروف معانی۔

حروف مبانی:

یہ وہ حروف ہیں جن کا کلمہ کے اصل (مادہ) پر اضافہ کیا جاتا ہے۔ یہ اضافہ کبھی ایک اور کبھی ایک سے زائد حروف کا ہوتا ہے۔ یہ حروف مندرجہ ذیل ہیں۔

ا- الف:

- یہ باب مفاعلت کے فعل ماضی میں دوسری جگہ زائد ہوتا ہے۔ جیسے: قاتَلَ (اس نے جھگڑا کیا، یا جہاد کیا۔)
- کبھی اس کی زیادتی کلمہ میں تیسری جگہ ہوتی ہے۔ جیسے: کتاب
- کبھی چوتھی جگہ، جیسے: غضبیٰ (غصہ والی عورت)
- کبھی پانچویں جگہ، جیسے: حبنطیٰ (زیادہ غصہ والی یا زیادہ کھانے والی عورت)
- کبھی چھٹی جگہ، جیسے: قبعثریٰ (عظیم الجثہ، بڑا اونٹ، سمندری جانور)

۲- واؤ:

- کلمہ میں پہلی جگہ اس کی زیادتی نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کی زیادتی کبھی دوسری جگہ ہوتی ہے، جیسے: کوثر۔
- کبھی تیسری جگہ، جیسے: قُعُوْدٌ (بیٹھنے والے)
- کبھی چوتھی جگہ، جیسے: ترقوۃ (ہنسلی کی ہڈی)
- کبھی پانچویں جگہ، جیسے: قلنسُوۃ (ٹوپی)

۳- یا:

- پہلی جگہ میں اس کی زیادتی فعل مضارع میں ہوتی ہے جیسے: ینصر، اور بعض اسما میں بھی ہوتی ہے۔ جیسے: یربوع (جنگلی چوہا)

- کبھی اس کی زیادتی کلمہ میں دوسری جگہ ہوتی ہے۔ جیسے: زینب
- کبھی تیسری جگہ، جیسے: کبیر
- کبھی چوتھی جگہ، جیسے: قندیل
- کبھی پانچویں جگہ، جیسے: مِنجنیق

۴- ہمزہ:

- اس کی زیادتی پہلی جگہ میں رنگ وعیب بتانے والے أفعل کے وزن پر آنے والے الفاظ میں ہوتی ہے، جیسے: أسود
- اسی طرح وصل کی صورت میں ہمزۂ زائدہ پہلی جگہ پر آتا ہے، جیسے: اسم، اُدْرُسْ

۵- نون:

- پہلی جگہ میں اس کی زیادتی فعل مضارع میں ہوتی ہے۔ جیسے: نکتب
- کبھی اس کی زیادتی کلمہ میں دوسری جگہ ہوتی ہے۔ جیسے: جُنْدُب
- کبھی تیسری جگہ، جیسے: جحنفل (بڑا لشکر)
- کبھی چوتھی جگہ، جیسے: ضیفن (مہمان کے ساتھ والا بچہ)
- کبھی پانچویں جگہ، جیسے: غضبان
- کبھی چھٹی جگہ، جیسے: زعفران

۶- تا:

- اس کی زیادتی باب تفعل، تفاعل، تدحرج اور اس کے ملحقات کے فعل ماضی کے شروع میں ہوتی ہے، جیسے: تَقَبَّلَ، تَصَافَحَ، تَدَحْرَجَ، تَقَلْسیٰ
- فعل مضارع میں بھی پہلی جگہ تا کی زیادتی ہوتی ہے، جیسے: تَرْکضُ (ایڑ لگانا)
- اسمائے مفردہ کے آخر میں بھی تا کا اضافہ کیا جاتا ہے جو بحالتِ وقف "ہ" سے بدل جاتی ہے، جیسے: طلحة، شجرة

- جمع مؤنث سالم کے اخیر میں اضافہ کیا جاتا ہے، جیسے: المعلمات قادمات.
- باب استفعال کی گردانوں میں بھی سین کے ساتھ تا کی زیادتی ہوتی ہے جیسے: استنصر

۷- لام:

- یہ چند مخصوص الفاظ میں زائد ہوتا ہے، جیسے: ذلك، تلك، أولالِك، خفجل (بھاری)۔

۸- ہا (ہ):

- حرکت بیان کرنے کے لیے وقف کی حالت میں اسے کلمہ کے آخر میں زیادہ کیا جاتا ہے، جیسے: کتابیَہ، وصل کی حالت میں ہاے وقف نہیں لائی جاتی۔
- کبھی یہ کلمہ کے شروع میں زائد ہوتی ہے، جیسے: هِجرِع (بے وقوف)

۹- میم:

- جب میم ایسے کلمہ کے شروع میں ہو جس میں دو سے زائد مادۂ اصلیہ کے حروف موجود ہوں تو اکثر یہ میم زائدہ ہوتی ہے۔ جیسے: مشرق، مضروب

۱۰- سین:

- باب استفعال کی گردانوں میں اس کی زیادتی ہوتی ہے، جیسے: استعلم

اسباب زیادت حروف مبانی:

حروف مبانی کا اضافہ کرنے کے کئی اسباب ہیں، بعض مندرجہ ذیل ہیں:

۱- **کوئی نئے معنی حاصل کرنے کے لیے:** جیسے حروف مضارع سے حال یا استقبال کے معنی کا حصول، نون تاکید سے تاکید کا، اسی طرح ہمزۂ تعدیہ سے تعدیہ کا، استفعل جیسی مثالوں میں ہمزہ سے وصل کا، سین اور تا سے طلب کا۔ ظاہر ہے یہ معانی ان زوائد کے بغیر حاصل نہیں ہوتے۔

۲- **ابتدا بالسکون سے بچنے کے لیے:** جیسے ہمزۂ وصل کی زیادتی فعل مضارع سے امر بناتے

وقت کی جاتی ہے، جیسے: أُنْصرْ

۳- **عوض میں:** جیسے تا کی زیادتی صفۃ میں وصف کی واو محذوف کے بدلے میں۔

۴- **الحاق کرنے کے لیے:** جیسے: کوثر، ضیغم

حروف معانی:

زائد استعمال ہونے والے حروف معانی مندرجہ ذیل ہیں:

۱- ب: جیسے: لیس عامر بقائم. (عامر کھڑا نہیں ہے۔)

۲- ل: جیسے: عامر لَقائم. (عامر یقیناً کھڑا ہے۔)

۳- مِن: (استفہام کے بعد) جیسے: "هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ"

۴- ك: جیسے: "لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ"

۵- ة: جیسے: علّامة

۶- إن: (ما نافیہ کے بعد) جیسے: ما إن أتيتُ شيئا تكرهه (میں ایسی کوئی چیز نہیں لایا جسے آپ ناپسند کرتے ہوں۔)

۷- أن: (لمّا کے بعد) جیسے: "فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰـهُ عَلٰى وَجْهِهٖ"

۸- ما: جیسے: بينما نحن بالمدينة قدم أخوك (ہمارے شہر میں ہونے کے دوران تیرا بھائی آیا۔)

۹- لا: اس کو اگر حذف کر دیا جائے تو معنی میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جیسے: ماجاء احتشام ولا هشام (نہ احتشام آیا اور نہ ہی ہشام۔)

اسباب زیادت حروف معانی:

حروف معانی کا اضافہ کرنے کے بھی کئی اسباب ہیں، بعض مندرجہ ذیل ہیں:

۱- **تاکید:** جیسے با کی زیادتی لیس کی خبر پر، جیسے: ليس عامر بقائم. (عامر کھڑا نہیں ہے۔)

۲- **حصر:** جیسے ما کی زیادتی إنّ حرف مشبہ بالفعل کے ساتھ، جیسے: إنما عبد الكريم قائم (بلا شبہہ عبد الکریم کھڑا ہی ہے۔)

۳- **مبالغہ:** جیسے: علّامة[1] (بہت زیادہ علم رکھنے والا)

دون کے استعمال کی صورتیں:

۱- **مضاف الیہ مذکور ہو:** جیسے: جلست دون أستاذ (أمام کے معنیٰ میں - میں استاذ کے سامنے بیٹھا۔)

۲- **مضاف الیہ مذکور ہو اور اس سے پہلے حرف جر ہو:** جیسے: الإنسان يموت من دون الغذاء (عدم کے معنی میں - انسان غذا کے بنا مر جاتا ہے۔)

۳- **مضاف الیہ محذوف ہو اور نیت میں نہ ہو:** جیسے: اجلس دونًا ("قريب" یا "أمام" کے معنی میں - قریب یا سامنے بیٹھ۔)

۴- **بطور حال:** (سيّ ء یا ردي ء کے معنی میں) جیسے: هذا رجل دونًا (یہ شخص گھٹیا حال والا ہے۔) ان مذکورہ صورتوں میں دون معرب ہوگا۔

۵- **مضاف الیہ محذوف ہو اور نیت میں ہو:** اس صورت میں مبنی بر ضم ہوگا۔ جیسے: اجلس مِن دونُ / دونُ. ([میرے] قریب بیٹھ۔) اس مثال میں یا ضمیر متکلّم محذوف ہے جو نیت میں باقی ہے۔

۶- **بطور اسم فعل:** حرف خطاب کے ساتھ، جیسے: دونك كتابا. ("خذ" کے معنیٰ میں - کتاب پکڑ/لے۔)[2]

ذا کے استعمال کی صورتیں:

۱- **صاحب کے معنی میں بطور مضاف:** اس صوررت میں یہ حالت نصبی میں ہوگا اور

---

(۱)- موسوعة النحو والصرف، ص: ۳۹۳

(۲)- موسوعة النحو والصرف، ص: ۳۷۰

اسمائے ستہ میں سے ہوگا۔ جیسے: رأیت ذا العلم یعنی رأیت صاحب العلم (میں نے علم والے کو دیکھا۔)

۲- **اسم اشارہ میں:** اس صورت میں یہ مبنی ہوگا۔ جیسے: هذا، ذاك و ذلك۔

۳- **ذا موصولہ:** بمعنی الذی، اس کے لیے تین شرطیں ہیں:

- ما یا مَن استفہامیہ کے بعد واقع ہو۔
- اشارہ کے لیے مستعمل نہ ہو۔
- زائدہ نہ ہو، جیسے: ماذا صنعت؟ یعنی ما الذی صنعت؟ (وہ کیا ہے جو تم نے کیا؟)

ذو کے استعمال کی صورتیں:

۱- **ذو موصولہ:** جیسے: جاء ذو نجح بمعنیٰ جاء الذی نجح (وہ آیا جو کامیاب ہوا۔) اس صورت میں یہ مبنی ہوگا۔

۲- **بمعنی صاحب:** جیسے: جاء ذو العلم بمعنیٰ جاء صاحب العلم. اس صورت میں معرب کی قسم اسمائے ستہ میں سے ہوگا، اور حسب عامل اعراب آئے گا۔

ذات کے استعمال کی صورتیں:

۱- **ذات اشاریہ:** مؤنث کی طرف اشارہ کرنے کے لیے، جیسے: جاء ذاتُ الطالبةُ (وہ طالبہ آئی۔) ذات اشاریہ حالت رفعی، نصبی، جری تینوں میں مبنی علی الضم ہوگا۔

۲- **ذات بمعنی صاحبة:** جیسے: جاءت ذاتُ العلم، رأیت ذاتَ العلم، مررت بذاتِ العلم. اس صورت میں معرب ہوگا اور حسب عامل اعراب آئے گا۔

۳- **بطور مضاف:** اسمائے زمان کی طرف مضاف ہوکر، جیسے: زرتك ذاتَ مساء (ایک شام میں نے تیری زیارت کی۔) اس صورت میں مفعول فیہ بن کر منصوب ہوگا۔[1]

❁❁❁❁❁❁

(۱)-موسوعة النحو والصرف، ص:۳۷۲-۳۷۵

رویدکے استعمال کی صورتیں:

۱- **بطور اسم فعل:** بمعنی أَمهِل، اس صورت میں اس کے بعد حرف خطاب ہوتا ہے یا اسم منصوب ہوتا ہے۔ جیسے: رو یدك اور رو ید قاسما (خود کو مہلت دو۔ قاسم کو مہلت دو۔)

۲- **بطور صفت:** آہستہ آہستہ کے معنی میں۔ اس صورت میں اس کے ماقبل نکرہ ہوتا ہے۔ جیسے: سار الطلاب سیراً رو یداً (طلبہ آہستہ آہستہ چلے۔)

۳- **بطور مفعول مطلق:** مهلاً مصدر کے معنی میں۔ اس صورت میں یہ منوّن ہوتا ہے یا اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے: رو یداً یا أخی، رو ید قاسم (اے میرے بھائی! مہلت دیں، قاسم کو مہلت دو)

۴- **بطور حال:** آہستہ آہستہ کے معنی میں۔ اس صورت میں یہ معرفہ کے بعد ہوتا ہے۔ جیسے: جاء الطلاب رو یداً[۱]

سواء کے استعمال کی صورتیں:

۱- **بمعنی مستوٍ:** جیسے: "سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ"[۲]

۲- **بمعنی وسط:** جیسے: فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیۡ سَوَآءِ الۡجَحِيۡمِ[۳] (وسط الجحیم)

۳- **بمعنی تام:** جیسے: هذا درهم سواء (درهم تام - یہ پورا درہم ہے)[۴]

ف کے استعمال کی صورتیں:

۱- **فاے عاطفہ مبنی بر فتح:** یہ تین چیزوں کا فائدہ دیتا ہے، اشتراک، ترتیب اور تعقیب بلا تراخی (فوراً بعد میں آنا)۔ جیسے: جاء عبید فعمیر (عبید آیا پھر فوراً عمیر۔)

---

(۱)-موسوعة النحو والصرف، ص:۳۸۷

(۲)-ترجمہ: ان کے لیے برابر ہے چاہے آپ انھیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں۔ [سورة البقرة:٦]

(۳)-ترجمہ: تو وہ جھانکے گا تو اس ساتھی کو بھڑکتی آگ کے درمیان دیکھے گا۔ [سورة الصافات:۵۵]

(۴)-موسوعة النحو والصرف، ص:۴۰۴

۲- **فاے استینافیہ مبنی بر فتح:** یہ اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ مابعد جملے کا اعراب میں ماقبل سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسے: "فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ "[۱] میں "فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ" کا "فا"

۳- **فاے جزائیہ مبنی بر فتح:** جزا کو شرط سے جوڑنے کے لیے آتا ہے، جیسے: إن تنصر وسيما فهو ليس بضارِبك (اگر تو وسیم کی مدد کرے گا تو وہ تجھے نہیں مارے گا۔)

۴- **فاے سببیہ مبنی بر فتح:** یہ فاے عاطفہ ہی ہوتا ہے البتہ اس کا ماقبل بعد کا سبب ہوتا ہے۔اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کا مابعد فعل مضارع منصوب بہ "أن" مقدرہ ہو اور اس کے ماقبل میں نو چیزوں (امر، دعا، نہی، نفی، استفہام، تمنی، ترجی، عرض اور تحضیض) میں سے کوئی ایک ہو، جیسے: قم فأقومَ (تو کھڑا ہو کہ میں کھڑا ہو جاؤں۔)

۵- **فاے تعلیلیہ مبنی بر فتح:** ماقبل کی علت اور وجہ بیان کرتا ہے۔ جیسے: ساعِدْ حامدا فإنه صديقك (حامد کی مدد کریں کیوں کہ وہ تیرا دوست ہے۔)

۶- **فاے زائدہ مبنی بر فتح:** جیسے: أعطيت عارفا درهما فقط. (میں نے عارف کو صرف ایک درہم دیا۔)۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ قط کو حسب کے معنی میں مانا جائے۔اور اگر اس کو اسم فعل بمعنی إِنْتَهِ مانا جاے تو پھر فا جزائیہ ہوگا اور اس کی شرط إذا كان الأمر كذا مقدر ہوگی۔

۷- **فاے فعلیہ:** یعنی وفی، یفی سے امر حاضر معروف کا صیغہ "فِ" (تو پورا کر۔)

۸- **فاے اصلیہ:** یعنی صرفی حضرات نے کلمات کے اوزان کی پہچان کے لیے جن تین حروف (ف، ع، ل) کا انتخاب کیا ہے ان میں سے پہلا حرف۔[۲]

---

(۱)- **ترجمہ:** پھر جب اس نے انہیں صحیح سالم بچہ عطا فرما دیا تو انھوں نے اس کی عطا میں شریک ٹھہرا دیے تو اللہ ان کے شرک سے بلند و بالا ہے۔[سورة الأعراف:۱۹۰]

(۲)- موسوعة النحو والصرف ص:۴۷۷

ف جزائیہ لانے کی صورتیں:

- جزا جملہ اسمیہ ہو، جیسے: إن تنصرني فإني لا أضربك (اگر تو میری مدد کرے گا تو میں تجھے نہیں ماروں گا۔)
- جزا جملہ فعلیہ ہو لیکن فعل جامد ہو، جیسے: إن تجتهد فعسیٰ أن تكون فائزا (اگر تو محنت کرے گا تو امید ہے کہ تو کامیاب ہو جائے۔)
- جزا فعل ماضی بہ "قد" ہو، جیسے: "اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ"(۱)
- جزا فعل مضارع نفی تاکید بہ "لن" ہو، جیسے: إن تُفسِد فلن تكون صالحا (اگر تو فساد کرے گا تو ہرگز نیک نہیں بن سکے گا۔)
- جزا فعل مضارع بہ "سین" یا "سوف" ہو، جیسے: إن تجتهد فستكون محبوبا (اگر تو محنت کرے گا تو عنقریب محبوب ہو جائے گا۔)
- جزا ربّما سے شروع ہو، جیسے: إذا زرتني فربما أكرمك (جب تو میری زیارت کرے گا تو اکثر میں تیری تعظیم کروں گا۔)
- جزا كأنّما سے شروع ہو، جیسے: لو زرتني فكأنما أكرمتك (اگر تو میری زیارت کرتا تو گویا میں تیری تعظیم کرتا۔)
- جزا کے شروع میں کلمہ شرط ہو، جیسے: إن تلاقی أحداً فإن كان صالحا فالملاقاة حسنة (اگر تو کسی سے ملاقات کرے، اگر وہ نیک ہے تو ملاقات کرنا اچھا ہے۔)(۲)

قبل کے استعمال کی صورتیں:

۱- مضاف الیہ مذکور ہو۔ جیسے: "وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ"(۳)

(۱)- ترجمہ: اگر اس نے چوری کی ہے تو بے شک اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی۔ [سورۃ یوسف:۷۷]

(۲)- موسوعة النحو والصرف، ص:۴۷۸

(۳)- ترجمہ: اور سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو۔ [سورۃ ق:۳۹]

۲- مضاف الیہ مذکور ہو اور اس سے پہلے حرف جر ہو۔ جیسے: وصلت إلى المدرسة من قبل أن يجيء المعلم (میں معلم کے آنے سے پہلے مدرسہ پہنچ گیا۔)

۳- مضاف الیہ محذوف ہو اور نیت میں نہ ہو۔ جیسے: جئت قبلاً (میں پہلے آیا۔) قبل ان تینوں صورتوں میں معرب ہو گا۔

۴- مضاف الیہ محذوف ہو اور نیت میں ہو، اس صورت میں مبنی بر ضم ہو گا۔ جیسے: "لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ"(۱)(۲)

قد کے استعمال کی صورتیں:

۱- **بطور اسم فعل:** ماضی مضارع اور امر تینوں میں کفی یکفی کے معنیٰ میں مستعمل ہوتا ہے۔ جیسے: قدْكَ (بمعنیٰ كفاك، يكفيك، اكتفِ)، اسی طرح قدني (بمعنیٰ كفاني، يكفيني)۔

۲- **قد اسمیہ مبنی بر سکون:** حسبُ کے معنیٰ میں مضاف ہو کر مستعمل ہوتا ہے۔ جیسے: قد ساجدٍ كلمةُ شكر (حسبُ ساجد- ساجد کو شکریہ والی بات کافی ہے۔)

۳- **قد حرفیہ:** یہ فعل کے ساتھ متّصلاً مستعمل ہوتا ہے، جیسے: قد قرأ نظير. اس کے اور فعل کے درمیان صرف قسم اور لا کے ذریعے فاصلہ درست ہے۔ جیسے: قد والله قرأ نظير؛ قد لا قرأ نظير

قد حرفیہ کا استعمال چند معانی کے لیے ہوتا ہے:

۱- **توقع و امید کے لیے:** جیسے: قد ينجح ماجد. قد قامت الصلاة (قریب ہے کہ ماجد کامیاب ہو جائے۔ نماز قائم ہونے والی ہے۔)

۲- **ماضی کو حال سے قریب کرنے کے لیے:** جیسے: قد نصر علي (علی نے مدد کی ہے۔)

۳- **تقلیل کے لیے:** جیسے: قد يصدق الكذوب (کبھی جھوٹا سچ بولتا ہے۔)

(۱)- ترجمہ: [ہر چیز سے] پہلے اور [ہر چیز کے] بعد حکم اللہ ہی کا ہے۔ [سورۃ الروم:۴]
(۲)- موسوعۃ النحو والصرف ص:۵۱۸

۴- تحقیق کے لیے: جیسے: "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا"(۱)(۲)

لام کے استعمال کی صورتیں:

۱- **لام تاکید:** یہ کبھی مبتدا پر آتا ہے، جیسے: لعَلِيٌّ قائم (ضرور علی کھڑا ہے۔) کبھی خبر پر، جیسے: عليٌّ لذكيٌّ (علی ضرور عقلمند ہے۔) کبھی قد پر، جیسے: "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"(۳)، کبھی حرف جر پر، جیسے: "وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ"(۴) اور کبھی فعل پر جیسے: واللہ لأقرأن كتابا (خدا کی قسم! میں کتاب ضرور پڑھوں گا۔)

۲- **لام امر:** جیسے: لِينصُرْ علي (چاہیے کہ علی مدد کرے۔)

۳- **لام جواب:** لو کے جواب میں، جیسے: لو كان محمود لما ضربتُ قاسما (اگر محمود ہوتا تو میں قاسم کو نہ مارتا۔) —— لولا کے جواب میں، جیسے: "لولا علي لهلك عمر" (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے۔)، قسم کے جواب میں، جیسے: واللہ لا قرأن كتابا

۴- **لام جارہ:** یہ کثیر معانی کے لیے آتا ہے، چند مخصوص اور اہم معانی کا یہاں تذکرہ کیا جاتا ہے:

- **لام جارہ برائے تملیک:** ملکیت بتانے کے لیے، جیسے: الكتاب لمدثر (کتاب مدثر کی ہے۔)
- **لام جارہ برائے تعلیل:** یعنی ماقبل فعل کی وجہ بیان کرنے کے لیے، یہ کَيْ کے معنی میں ہوتا ہے اور اس کے بعد فعل مضارع منصوب بہ "أن" مقدرہ ہوتا ہے، جیسے: جئتُ لأكرمك (میں آیا تاکہ میں تیری تعظیم کروں۔)

---

(۱)- ترجمہ: بے شک جس نے نفس کو پاک کر لیا وہ کامیاب ہوا۔ [سورة الشمس:۹]
(۲)- موسوعة النحو والصرف ص:۵۲۱
(۳)- ترجمہ: بے شک تمھارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ موجود ہے۔ [سورة الأحزاب: ۲۱]
(۴)- ترجمہ: اور بے شک تم یقیناً عظیم اخلاق پر ہو۔ [سورة القلم:۳]

- **لام جارہ برائے جحود:** کان منفیہ کی تاکید کے لیے، جیسے: "وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ"(۱)
- **لام جارہ برائے استغاثہ:** مستغاث پر داخل ہو کر مفتوح، مستغاث لہ پر داخل ہو کر مکسور ہوتا ہے۔ دونوں کی مثال: یا لَأُسید لِبلال (اے اُسید! بلال کی مدد کر۔) اس مثال میں اسید مستغاث اور بلال مستغاث لہ ہے۔
- **لام جارہ برائے تعجب:** جیسے: یا لِعلمِ أبي يوسف (ابو یوسف کا علم!)

۵- **لام بعد:** یہ اسم اشارہ میں دوری کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے، جیسے: ذلك

۶- **لام فارقہ:** إن مخففہ اور إن نافیہ کے درمیان فرق بیان کرنے کے لیے، یعنی لام فارقہ کے ساتھ جو إن ہوگا وہ حرف مشبہ بالفعل مخففہ من المثقلہ ہوگا۔ جیسے: "وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ"(۲)

۷- **لام فعلیہ:** یعنی ولی، یلی سے امر حاضر معروف کا صیغہ "لِ"(۳) (تو قریب ہو۔)

لا کے استعمال کی صورتیں:

۱- **لا ناہیہ:** جیسے: لا تغتب أحدا (کسی کی غیبت نہ کر۔)

۲- **لا نافیہ:** ماضی میں تکرار کے ساتھ ہی استعمال ہوتا ہے اور مضارع میں تکرار کے ساتھ اور تکرار کے بغیر دونوں طرح جائز ہے۔ جیسے: لا شرب أبو ذر ولا أكل (ابوذر نے نہ پیا اور نہ ہی کھایا۔)

۳- **لا عاطفہ:** جیسے: جاء محمود لا قاسم (محمود آیا نہ کہ قاسم۔)

۴- **لا عاملہ بعمل لیس:** یہ لیس کی طرح عمل کرتا ہے یعنی اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا

(۱)- ترجمہ: اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ انھیں عذاب دے جب تک اے حبیب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔ [سورۃ الأنفال:۳۳]

(۲)- ترجمہ: اور بے شک جنھیں اللہ نے ہدایت دی ان کے علاوہ (لوگوں) پر یہ بہت بھاری تھی۔ [سورۃ البقرۃ:۱۴۳]

(۳)-موسوعۃ النحو والصرف، ص:۵۶۰

ہے۔جیسے: لا أحد قائما(کوئی کھڑا نہیں ہے۔)

۵- لائے نفی جنس: جیسے: لا رجلَ فی الدار(کوئی شخص گھر میں نہیں ہے۔)

۶- لاجوابیہ: جیسے: أقام حامد؟ لا(کیا حامد کھڑا ہوا؟نہیں۔)

۷- لازائدہ: اس کو اگر حذف کردیا جائے تو معنیٰ میں کوئی فرق نہیں پڑے گا، جیسے: ما جاء ناصر ولا عامر[۱]

لمّا کے استعمال کی صورتیں:

۱- بطور حرف جزم: جیسے: قارب محسن المدینة و لما یدخلْها(محسن شہر کے قریب ہوااور ابھی تک داخل نہ ہوا۔)

۲- بطور حرف استثنا:(بمعنی إلّا) جیسے:"اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْهَا حَافِظٌ"[۲]

۳-بطور ظرف زمان: جیسے:"فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ"[۳][۴]

لو کے استعمال کی صورتیں:

۱- لووصلیہ برائے تقلیل: یہ عامل نہیں ہوتا ہے۔جیسے :"اتقوا النار ولو بشقِ تمرة."(دوزخ سے بچو اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے کے صدقے کے ذریعے۔)[۵]

۲- بطور حرف تمنی: اس صورت میں بھی لو عامل نہیں ہوتا ہے۔جیسے:"فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ"[۶] یہاں أنّ اپنے اسم و خبر سے مل کر ثبت فعل محذوف کا فاعل ہے۔)

---

(۱)-موسوعة النحو والصرف،ص:۵۶۵

(۲)-ترجمہ: کوئی جان نہیں مگر اس پر نگہبان موجود ہے۔[سورة الطارق:۴]

(۳)-ترجمہ: پھر جب تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو۔[سورة الإسراء:۶۷]

(۴)-موسوعة النحو والصرف،ص:۵۸۲

(۵)-سنن النسائی، حدیث:۲۵۵۲

(۶)-ترجمہ: تو اگر کسی طرح ہمارے لیے ایک مرتبہ لوٹ کر جانا ہوتا تو ہم مسلمان ہوجاتے۔[سورة الشعراء:۱۰۲]

۳- **بطور حرف امتناع:** اس صورت میں بھی لو عامل نہیں ہوتا ہے اور شرط کے عدم کی وجہ سے جواب کے عدم کا فائدہ دیتا ہے۔ اکثر ماضی میں اور کبھی کبھی مستقبل میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: لو اجتهدت لنجحت (اگر تو محنت کرتا تو کامیاب ہوتا۔) اور "لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ"(۱)

۴- **بطور حرف عرض:** اس صورت میں بھی عامل نہیں ہوتا ہے۔ جیسے: لو تحدثنا قليلا (برائے کرم! آپ ہم سے کچھ بات کریں۔)

۵- **لو مصدریہ:** یہ اپنے مابعد کو مصدر کے معنی میں کر کے سابق کا معمول بناتا ہے۔ جیسے: "يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ"(۲)

لو لا اور لو ما کی صورتیں:

۱- **وجود اول کے سبب انتفاے ثانی کے لیے:** اس صورت میں شرط کے عدم کے سبب جواب کے وجود پر یا شرط کے وجود کے سبب جواب کے عدم پر دلالت کرتا ہے اور جملہ اسمیہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ جیسے: "لَوْلَآ أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ"(۳)

۲- **بطور حرف تحضیض یا عرض:** اس صورت میں لو لا کے بعد فعل مضارع ہوتا ہے۔ جیسے: لو لا الله تستغفرونه؟ (کیوں اللہ سے مغفرت طلب نہیں کرتے؟) یہاں اسم جلالت سے پہلے تستغفرون محذوف ہے جس کی تفسیر بعد والا تستغفرونه کر رہا ہے۔

۳- **بطور حرف توبیخ و تندیم:** اس صورت میں اس کے بعد فعل ماضی ہوتا ہے۔ جیسے: لو لا اجتهدت؟ (تو نے محنت کیوں نہیں کی؟)(۴)

---

(۱)- ترجمہ: بہت معاملوں میں اگر یہ تمھاری خوشی کریں تو تم ضرور مشقت میں پڑو۔ [الحجرات:۷]

(۲)- ترجمہ: اور مشرکوں میں سے ایک (گروہ) خود کو ہزار سال کی زندگی "دیے جانے" کی تمنا کرتا ہے۔ [سورة البقرة:۹۶]

(۳)- ترجمہ: اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان والے ہوتے۔ [سورة السبا:۳۱]

(۴)- موسوعة النحو والصرف، ص: ۵۸۴

ما کے استعمال کی صورتیں:

اس کی دو قسمیں ہیں: اسمیہ، حرفیہ۔

ما اسمیہ کی صورتیں:

۱- ماموصولہ: جیسے: "سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" [۱]

۲- مااستفہامیہ: جیسے: ما أكلت؟ (تونے کیا کھایا؟)

۳- ماشرطیہ: جیسے: ما تفعل أفعل (جو تو کرے گا میں کروں گا۔)

۴- ماتعجبیہ: جیسے: ما أحسن سليما! (سلیم کتنا حسین ہے!)

۵- مامبہمہ: (عام کے معنی میں) جیسے: أعطِني كتابًا مّا (كتابا عاما- مجھے کوئی کتاب دو۔)

ما حرفیہ کی صورتیں:

۱- مانافیہ: جیسے: "مَا هٰذَا بَشَرًا" [۲]

۲- مامصدریہ: جیسے: "وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ" [۳] (برحبته)

۳- مازائدہ: جیسے: بينما نحن بالمدينة قدم أخوك. (ہمارے شہر میں ہونے کے دوران تیرا بھائی آیا۔)

۴- ماکافہ: جو عمل کو روک دیتا ہے، جیسے: "إنما أنا قاسم." (بلا شبہہ میں ہی تقسیم کرنے والا ہوں۔) [۴] یہاں ما نے إن کو اپنا عمل کرنے سے روک دیا۔

مَن کے استعمال کی صورتیں:

۱- من شرطیہ: جیسے: من تنصرْ أنصرْ (جس کی تو مدد کرے گا اس کی میں مدد کروں گا۔)

---

(۱)-ترجمہ: اللہ کی پاکی بیان کی ہر اس چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔[الحديد:۱]

(۲)-ترجمہ: یہ بشر نہیں ہے۔[يوسف:۳۱]

(۳)-ترجمہ: اور زمین تمھارے لیے "وسیع ہونے" کے باوجود تنگ ہوگئی۔[سورة التوبة:۲۵]

(۴)-موسوعة النحو والصرف، ص:۵۹۲

۲- من استفہامیہ: جیسے: من ضحك؟ (کون ہنسا؟) ان دونوں صورتوں میں اس کا اعراب عامل کے مطابق اعراب محلی[۱] کے طور پر ہوگا۔

۳- من موصولہ: جیسے: "اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ"[۲]

۴- بطور نکرۂ موصوفہ: جب کہ اس سے پہلے رُبَّ یا نِعْمَ (فعل مدح) ہو۔ جیسے: رب من أحببته قد تمنى لي موتا (کتنے ہی لوگ جن سے میں نے محبت کی، انھوں نے میری موت کی تمنا کی۔) نِعْمَ من هو عالم! (کیا ہی اچھا ہے وہ شخص جو عالم ہے!)

فائدہ: کبھی من کا استعمال ذا کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ اس کی صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱- بطور اسم استفہام: جیسے: "مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ"[۳]

۲- من استفہامیہ ذا اشاریہ کے ساتھ: جیسے: من ذا الرجل؟ وہ شخص کون ہے؟

۳- من استفہامیہ ذا موصولہ کے ساتھ: جیسے: من ذا ضحك؟ (من الذی ضحك؟ - وہ کون ہے جو ہنسا؟)[۴]

ن کے استعمال کی صورتیں:

۱- نون تاکید ثقیلہ و خفیفہ: یہ مضارع میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: لَینصُرَنَّ، لَینصُرَنْ، امر میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: انصُرَنَّ، انصُرَنْ اور نہی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے لا ینصُرَنَّ، لا ینصُرَنْ

۲- نون نسوہ: یہ ماضی، مضارع، امر اور نہی میں جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر کے صیغوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: نصرْنَ، نصرتُنَّ (ماضی)، ینصُرنَ، تنصُرنَ

(۱)- اعراب محلی کی وضاحت فروق نحویہ کے تحت "اعراب لفظی، تقدیری اور محلی کے درمیان فرق" کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

(۲)- ترجمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں یہ سب اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ [سورۃ الحج: ۱۸]

(۳)- ترجمہ: کون ہے جو اس کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر شفارش کرے؟ [سورۃ البقرۃ: ۲۵۵]

(۴)- موسوعۃ النحو والصرف، ص: ۶۵۶

(مضارع) ، لِینصرنَ ، أُنصرنَ (امر)، لا ینصُرنَ ، لا تنصُرنَ (نہی)

۳- **نون وقایہ:** یہ یائے متکلّم سے پہلے آتا ہے اور اپنے ماقبل کی حرکت کی حفاظت کرتا ہے اسی لیے اسے نونِ وقایہ (حفاظت کا نون) کہتے ہیں۔ جیسے: نصرنی علی (علی نے میری مدد کی۔)

۴- **نون تثنیہ:** جیسے: المسلمان ذهبا إلى المدينة (دو مسلمان شہر گئے۔)

۵- **نون جمع مذکر سالم:** جیسے: المسلمون ذهبوا إلى المدينة (مسلمان شہر گئے۔)

۶- **نون اعرابی:** جیسے: ینصران، ینصرون، تنصران، تنصرون، تنصرین

۷- **نون حرف مضارع:** یہ مضارع میں جمع متکلّم کی علامت ہوتا ہے۔ جیسے: نقرأ [1]

نون وقایہ کا استعمال:

وجوبی صورتیں:

- ماضی کے تمام صیغے: جیسے: نصرنی
- مضارع کے وہ صیغے جن میں نون اعرابی نہیں آتا: جیسے: ینصرنی

جوازی صورتیں:

- مضارع کے ان صیغوں میں جن میں نون اعرابی آتا ہے: جیسے: ینصرانِنی
- حروف مشبہ بالفعل کے بعد: جیسے: إنّنی رأیت قاسمًا
- لدن کے بعد: جیسے: کتابك لَدُنِّی

مختار ہونے کی صورتیں:

- لیت کے بعد، جیسے: لیتنی کنت عالما
- مِن کے بعد، جیسے: مِنی
- عن کے بعد، جیسے: عنی

---

(۱)- موسوعة النحو والصرف، ص:۶۶۵

- قد اور قط (بمعنیٰ حسبُ) کے بعد، جیسے: قدنی؛ قطنی.

غیر مختار ہونے کی صورت:

- لعلّ کے بعد، جیسے: لعلّنی[1]

"ہ" کے استعمال کی صورتیں:

۱۔ **بطور ضمیر واحد مذکر:** جیسے: نصرته، مررت به، غلامه۔

۲۔ **بطور حرف وقف:** جیسے: مالیَه، کتابیَه (میرا مال، میری کتاب)

ھا کے استعمال کی صورتیں:

۱۔ **برائے تنبیہ:** اس صورت میں یہ ترکیب میں کچھ واقع نہیں ہوگا۔اس کی چند صورتیں ہیں:

- **اسم اشارہ سے پہلے:** جیسے: هذا
- **حرف ندا اور معرف باللام کے درمیان:** تاکہ دو حروف تعریف کا ایک ساتھ جمع ہونا لازم نہ آئے۔ جیسے: یا أیها الرجل!
- **قبل ضمیر مرفوع منفصل:** جیسے: ها أنتم
- **قبل ماضی قریب:** جیسے: ها قد رجعت

۲۔ **بطور ضمیر واحد مونث غائب:** جیسے: غلامها، مررت بها، رایتها

۳۔ **بطور اسم فعل بمعنیٰ خذ:** اس میں فاعل کے مطابق ضمیر فاعل مستتر ہوتی ہے، مذکر و مؤنث سب کے لیے یکساں استعمال ہوتا ہے، البتہ کبھی فرق کے ساتھ بھی استعمال ہے، جیسے: مذکر کے لیے هاءَ، مؤنث کے لیے هاءِ، جمع مذکر کے لیے هاءُمْ اور جمع مؤنث کے لیے هاءُنّ۔ کبھی اس کے ساتھ حرف خطاب بھی لاحق کردیا جاتا ہے۔ جیسے: هاكَ، هاكما، هاكم، هاكِ، هاكُنّ وغیرہ۔[2]

---

(۱)۔ کافیة لابن حاجب ص: ۱۳۴

(۲)۔ موسوعة النحو والصرف ص: ۶۹۶

واؤ کے استعمال کی صورتیں:

۱- **واو قسمیہ:** یہ اصل میں حرف جر ہوتا ہے۔ جیسے: وَاللہِ لأقرأن کتابا (خدا کی قسم! میں کتاب ضرور پڑھوں گا۔)

۲- **واوِ رُبّ:** یہ ابتدائے کلام میں آتا ہے۔ اس کے بعد اسم نکرہ ہوتا ہے جو بصری نحویوں کے یہاں واو کے بعد ربّ محذوف کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے۔ جیسے: ورجلٍ عالمٍ لقیته (بہت سے عالم مرد جن سے میں نے ملاقات کی۔)

۳- **واو حالیہ:** اس کے بعد جملہ واقع ہوتا ہے۔ جیسے: جاء الأستاذ وهو مبتسم (استاذ مسکراتے ہوئے تشریف لائے۔)

۴- **واو استینافیہ:** یہ ابتدائے کلام میں آتا ہے۔ جیسے: قال هشام إن سعیدا عالم وهو جاهل (ہشام نے کہا سعید عالم ہے جب کہ وہ جاہل ہے۔) یہاں واو سے نئے جملہ کا آغاز ہو رہا ہے جس کا قائل ہشام کے علاوہ کوئی اور شخص ہے۔

۵- **واو عاطفہ:** جیسے: جاء أبو بکر و عمر (ابوبکر اور عمر آئے۔)

۶- **و بمعنی مع:** اس کے بعد والا اسم مفعول معہٗ واقع ہوگا۔ جیسے: جاء البرد والجباتِ (جبوں کے ساتھ ٹھنڈک آئی۔)

۷- **واوِ ضمیر:** یہ فاعل، نائب فاعل اور افعال ناقصہ کے اسم میں استعمال ہوتی ہے۔ جیسے: الطلاب جاءوا (طلبہ آئے۔) الطلاب أُکرِمُوا (طلبہ کی تعظیم کی گئی۔) الناسُ کانوا یَظلِمُون بَناتِهِم فی الجاهلیة (زمانۂ جاہلیت میں لوگ اپنی بیٹیوں پر ظلم کرتے تھے۔)

۸- **واوِ علامت رفع:** یہ جمع مذکر سالم اور اسمائے ستہ میں استعمال ہوتی ہے۔ جیسے: جاء العالمون و أولو التقوی (علما اور پرہیزگار لوگ آئے۔)

۹- **واو اعتراضیہ:** یعنی اس کے بعد والا جملہ جملہ معترضہ ہوگا۔ جیسے: کان أبو حنیفة۔

ورحمه الله-عالما (ابو حنیفہ-اللہ کی ان پر رحمت ہو-عالم تھے۔)[1]

ي کے استعمال کی صورتیں:

۱- **بطور ضمیر واحد متکلم:** جیسے: کتابی

۲- **بطور ضمیر واحد مونث حاضر:** جیسے: تنصُرِینَ

۳- **بطور علامت مضارع:** جیسے: ینصر

۴- **بطور علامت نصب و جر:** تثنیہ، جمع اور اسماے ستہ میں، جیسے: رأیت مسلمین و أُولی مال. مررت بمسلمین و أُولی مال

۵- **بطور علامت اسم منسوب:** جیسے: عطاري

۶- **بطور علامت تصغیر:** جیسے: حُسَیْن[2]

(۱)-موسوعة النحو والصرف، ص:۷۰۷

(۲)-موسوعة النحو والصرف ص:۷۱۹

دوسرا باب

مصطلحات کے استعمال کی مختلف صورتیں

جس طرح کلمات متعدّد صورتوں اور حیثیتوں میں استعمال ہوتے ہیں اسی طرح نحو اور صرف کی بہت سی اصطلاحات بھی متعدّد معانی اور مقاصد کے لیے اور متعدّد صورتوں اور حیثیتوں میں استعمال ہوتی ہیں مثلاً جار و مجرور کا مجموعہ بظاہر سادہ طور پر جار و مجرور کا ایک مجموعہ ہوتا ہے لیکن وہ کبھی صفت بن کر آسکتا ہے، کبھی حال بن کر، کبھی صلہ بن کر، کبھی خبر بن کر اور کبھی کچھ اور مختلف صورتوں میں۔ نحوی اور صرفی اصطلاحات کی یہ خصوصیت بھی مشکلات کا باعث بن سکتی ہے۔اس باب کا مقصد اس قسم کی اصطلاحات کا احاطہ کر کے ان سے پیدا ہونے والی مشکلات کو دور کرنا ہے۔

اسم جمع کی صورتیں:

۱- وہ اسم جمع جس کا مفرد معنوی اعتبار سے تو ہو مگر لفظی اعتبار سے نہ ہو۔ جیسے: قوم۔اس کا مفرد معنوی اعتبار سے رجل و امراۃ ہے، لفظی اعتبار سے اس کا کوئی مفرد نہیں ہے۔

۲- وہ اسم جمع جس کا مفرد لفظی اعتبار سے تو ہو مگر معنوی اعتبار سے نہ ہو۔ جیسے: ھذیل (ایک قبیلہ کا نام)، اس کا مفرد لفظی اعتبار سے ھذلی ہے، مگر معنوی اعتبار سے اس کا مفرد نہیں ہے۔ معنوی اعتبار سے تو رجل و امراۃ ہی اس کے مفرد ہوں گے۔

۳- وہ اسم جمع جس کا مفرد لفظی و معنوی دونوں اعتبار سے ہو، مگر وہ اسم جمع جمع مکسر کے اوزانِ معروفہ پر نہ ہو۔ جیسے: رکْب، اس کا مفرد راکب ہے۔ اسی طرح

صحب اس کا مفرد صاحب ہے۔ مگر رکب اور صحب جمع مکسر کے اوزان معروفہ میں سے کسی وزن پر نہیں ہیں۔ (۱)

کلمہ کے مصدر، مشتق اور جامد ہونے کی صورتیں:

سب سے پہلے یہ غور کرلیں کہ کلمہ عَلَم ہے یا اسم؟ **علم** وہ کلمہ ہے جو فرد متعین پر دلالت کرے، مثلا: عمر۔ **اسم** وہ کلمہ ہے جو فرد غیر متعیّن پر دلالت کرے، مثلا: رجل۔ اب یہ غور کریں کہ اس سے دوسرے کلمات بنتے ہیں یا نہیں، اگر بنتے ہیں تو مصدر ہے۔ مثلا: درْس، فهْم۔ اور اگر نہیں بنتے تو یہ دیکھیں وہ کسی سے بنا ہے یا نہیں اگر بنا ہے تو مشتق ہے۔ مثلا: ناصر، عامر، مقبول۔ اگر دونوں صورتیں نہ ہو تو جامد ہے۔ جیسے: رجل

یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ مصدر، مشتق اور جامد کی تقسیم اسم کی ہے، عَلَم کی نہیں۔ لہٰذا اعلام مثلا عمر، خالد اور محمود کے بارے میں مصدر، مشتق اور جامد کی تعین کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

امر کے مبنی ہونے کی صورتیں:

۱۔ مبنی علی السکون ہونے کی صورتیں:

- جب کہ اس سے کوئی چیز متّصل نہ ہو۔ جیسے: اِلعبْ
- جب کہ اس سے نون نسوہ متّصل ہو۔ جیسے: اِلعبْنَ

۲۔ مبنی علی حذف حرف العلت کی صورت:

- جب کہ معتل الآخر (ناقص) ہو، جیسے: ادعُ، اِمشِ، اسعَ

۳۔ مبنی علی حذف النون ہونے کی صورت:

- جب کہ اس کے ساتھ الف تثنیہ، واو جمع یا "یاء" ضمیر مونث حاضر متّصل ہو۔ جیسے: اِلعبا، العبو، العبی

(۱)۔موسوعة النحو والصرف، ص:٦٣

۴- مبنی علی الفتح ہونے کی صورت:

- جب کہ اس سے نون تاکید ثقیلہ یا خفیفہ متّصل ہو۔ جیسے: العبَنَّ، اِلعَبَنْ[۱]

ابواب ثلاثی مجرد کے متعلق کچھ فوائد:

۱- ثلاثی مجرد کے ماضی مفتوح العین ہونے کی صورت میں:

- اگر فا کلمہ ہمزہ یا واوَ ہو تو وہ اکثر ضرب سے ہوگا۔ جیسے: وعَد یعِد، أتیٰ یأتِی، وزَنَ یَزِنُ
- اور اگر مضاعف ہو تو اب دو صورتیں ہیں، اگر متعدّی ہو تو نصر سے ہوگا۔ جیسے: مَدَّ یَمُدُّ۔ اگر لازم ہو تو ضرب سے ہوگا۔ جیسے: خَفَّ یَخِفُّ

۲- ثلاثی مجرد کے اجوف ہونے کی صورت میں:

- اگر ماضی میں الف اور مضارع میں واو ہو تو نصر سے ہوگا۔ جیسے: قال یقول
- اگر ماضی میں الف اور مضارع میں یاء ہو تو ضرب سے ہوگا۔ جیسے: باع یبیع
- اگر ماضی اور مضارع دونوں میں الف، واو یا یاء ہو تو سمع سے ہوگا۔ جیسے: خاف یخاف، عوِر یعوَر، غَیِدَ یَغْیَدُ

۳- ثلاثی مجرد کے ناقص ہونے کی صورت میں:

- اگر ماضی میں الف اور مضارع میں واو ہو تو نصر سے ہوگا۔ جیسے: دعا یدعو
- ماضی میں الف اور مضارع میں یاء ہو تو ضرب سے ہوگا۔ جیسے: رمیٰ یرمي
- ماضی میں یاء اور مضارع میں الف ہو تو سمع سے ہوگا۔ جیسے: رضِیَ یرضیٰ
- دونوں میں الف ہو تو فتح سے ہوگا۔ جیسے: سعیٰ یسعیٰ
- دونوں میں واو ہو تو کرم سے ہوگا۔ جیسے: سرُو یسرو
- دونوں میں یاء ہو تو حسب سے ہوگا۔ جیسے: ولی یلی[۲]

---

(۱)-موسوعۃ النحو والصرف ص:۴۹۰
(۲)-شذا العرف فی فن الصرف، ص:۶۸

جار مجرور اپنے متعلق محذوف سے مل کر کیا بنے گا؟ اس کی صورتیں:

جار مجرور اپنے متعلق محذوف سے مل کر:

۱- کبھی صفت بنتا ہے؛ جیسے: " اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ "،(۱) اس مثال میں مِنَ السَّمَآءِ متعلق محذوف نازل سے مل کر صیب کی صفت بن رہا ہے۔

۲- کبھی حال بنتا ہے؛ جیسے: " فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ "،(۲) اس مثال میں " فِيْ زِيْنَتِهٖ " متعلق محذوف ثابتاً سے مل کر خرج کی ضمیر مستتر مرفوع سے حال واقع ہے۔

۳- کبھی صلہ بنتا ہے؛ جیسے: " وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ "،(۳) اس مثال میں فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ متعلق محذوف ثبت سے مل کر من اسم موصول کا صلہ بن رہا ہے۔

۴- کبھی خبر بنتا ہے؛ جیسے: " وَ فِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ "،(۴) اس مثال میں فِي الْاَرْضِ متعلق محذوف ثابتةٌ سے مل کر خبر مقدم بن رہا ہے۔

۵- کبھی مبتدا کی قسم ثانی بنتا ہے؛ جیسے: " اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ "،(۵) اس مثال میں فِي اللّٰهِ متعلق محذوف ثابت سے مل کر مبتدا کی قسم ثانی بن رہا ہے۔

۶- کبھی مقسم بہ بنتا ہے: جیسے: " وَالشَّمْسِ وَ ضُحٰىهَا "(۶) اس مثال میں والشمس اپنے معطوف کے ساتھ مل کر اپنے متعلِق محذوف أُقسِم کا مقسم بہ بن رہا ہے۔(۷)

ذوالحال کیا کیا بنتا ہے؟ اس کی صورتیں

۱- کبھی فاعل بنتا ہے: جیسے: جاء الطفلُ مُسرِعا. (بچہ دوڑتے ہوئے آیا۔) میں الطفلُ

---

(۱)- ترجمہ: یا (ان کی مثال) آسمان سے اترنے والی بارش کی طرح ہے۔ [سورۃ البقرۃ:۱۹]

(۲)- ترجمہ: تو وہ اپنی زینت میں اپنی قوم کے سامنے نکلا۔ [سورۃ القصص:۷۹]

(۳)- ترجمہ: اور جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اسی کی ملک ہیں۔ [سورۃ الأنبیاء:۱۹]

(۴)- ترجمہ: اور زمین میں یقین والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ [سورۃ الذاریات:۲۰]

(۵)- ترجمہ: کیا اللہ کے بارے میں شک ہے؟ [سورۃ إبراهيم:۱۰]

(۶)- ترجمہ: سورج اور اس کی روشنی کی قسم! [سورۃ الشمس:۱]

(۷)- موسوعة النحو والصرف، ص:۲۶۲

۲- کبھی مفعول بہ بنتا ہے: جیسے: شرِب الطفل الحليبَ ساخنا (بچے نے دودھ پیا اس حال میں کہ وہ گرم تھا۔) میں الحليبَ

۳- کبھی نائب فاعل بنتا ہے: جیسے: شُرِبَ الماءُ صافيا (صاف پانی پیا گیا۔) میں الماءُ

۴- کبھی مجرور بحرف جر ہوتا ہے: جیسے: أُعجِبتُ بالطفلِ نظيفًا (میں نے صاف ستھرا بچہ پسند کیا۔) میں الطفل

۵- کبھی مجرور بالاضافت ہوتا ہے: جیسے: أعجبتْني رائحةُ الورودِ مفتحةً (مجھے کھلے ہوئے گلابوں کی خوشبو پسند آئی۔) میں الورودِ

۶- کبھی مبتدا بنتا ہے: جیسے: حمّادٌ متبسمًا قادمٌ (حماد مسکراتے ہوئے آرہا ہے۔) میں حمادٌ

۷- کبھی خبر بنتا ہے: جیسے: هذا كتابُك في المحفظة (یہ بستہ میں تیری کتاب ہے۔) اس مثال میں في المحفظة اپنے متعلق محذوف كائنًا سے مل کر كتابُك سے حال واقع ہے اور كتابُك ذوالحال اپنے حال سے مل کر خبر بن رہا ہے۔[1]

حال کے استعمال کی صورتیں:

حال عموماً مشتق ہوتا ہے مگر بعض صورتوں میں جامد بھی ہوتا ہے۔ حال جامد کی دو قسمیں ہیں۔(۱) جامد بتاویل مشتق (۲) جامد غیر مؤول۔ جامد بتاویل مشتق وہ حال ہے جو کسی مشتق کے معنیٰ میں ہو۔ اور جو مشتق کے معنیٰ میں نہ ہو وہ جامد غیر مؤول ہے۔

حال جامد بتاویل مشتق کی صورتیں:

۱- کبھی تشبیہ پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: كرَّ حماد اسداً (كائنا كأسد- حماد نے شیر کی طرح آواز نکالی۔)

۲- کبھی تشارک پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: بايعت زبيراً يداً بيدٍ (متقابضَين- یعنی

---

(۱)- موسوعة النحو والصرف، ص: ۳۳۷

میں نے زبیر سے ہاتھوں ہاتھ بیچا۔)

۳۔ کبھی ترتیب یا تفصیل پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: ادخلوا الغرفة واحدا واحدا (مُتَرتِّبِین-یعنی ایک ایک کر کے ترتیب وار کمرے میں داخل ہو جاؤ۔) اور جیسے: علمته النحو بابًا بابًا (مفصلاً-یعنی میں نے اسے باب باب کر کے تفصیل سے نحو سکھایا۔)

حال جامد غیر موؤل کی صورتیں:

۱۔ کبھی موصوف ہوتا ہے۔ جیسے: "اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا"[۱] (بے شک ہم نے اس کو عربی قرآن نازل فرمایا۔)

۲۔ کبھی عدد پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: "فَتَمَّ مِيۡقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرۡبَعِيۡنَ لَيۡلَةً"[۲] (تو اس کے رب کا وعدہ چالیس راتوں کا پورا ہو گیا۔)

۳۔ کبھی بیع کے بھاؤ تاؤ پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: اشتریت الثوب ذراعا بدرهم (میں نے ایک گز کپڑا ایک درہم میں بیچا۔)

۴۔ کبھی ذو الحال کی نوعیت، فرعیت یا اصلیت کو بیان کرتا ہے۔ جیسے: اشتریت الساعة فضة، لبست الحریر قمیصا اور هذا بابك حديداً (میں نے چاندی کی گھڑی خریدی۔ میں نے ریشم کو بطور قمیص پہنا۔ یہ تمھارا لوہے کا دروازہ ہے۔)[۳]

حال کے استعمال کی چند دیگر صورتیں:

۱۔ کبھی حال مفردہ ہوتا ہے یعنی جملہ یا شبہ جملہ نہیں ہوتا ہے۔ جیسے: اشتریت الثوب ذراعاً (میں نے ایک گز کپڑا خریدا۔)

۲۔ کبھی جملہ فعلیہ ہوتا ہے۔ جیسے: شاهدتُ المريضَ يتمنى الشفاء (میں نے

(۱)-[سورة يوسف:۲]
(۲)-سورة الأعراف:۱۴۲]
(۳)-موسوعة النحو والصرف ص:۳۳۶

مریض کوشفا کی تمنا کرتے دیکھا۔)

۳- کبھی جملہ اسمیہ ہوتا ہے۔ جیسے: شاھدتُ النجمَ والليل مظلم (میں نے رات کی تاریکی کی حالت میں ستارہ دیکھا۔)

۴- کبھی مفعول فیہ عامل محذوف کا متعلق ہو کر حال ہوتا ہے۔ جیسے: شاهدت العصفور فوق الشجرة (كائنا فوق الشجرة- میں نے درخت پر گوریا کو دیکھا۔)

۵- کبھی جار مجرور عامل محذوف کا متعلق ہو کر حال ہوتا ہے۔ جیسے: "فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ" (كائنا فی زينته -تو وہ اپنی زینت میں اپنی قوم کے سامنے نکلا۔) یہاں خرج کی ضمیر مستتر مرفوع سے حال واقع ہے۔[1]

فعل کے متعدّی ہونے کے کچھ اسباب:

فعل کے متعدّی ہونے کی مندرجہ ذیل وجہیں ہو سکتی ہیں۔

۱- ہمزہ کا آنا، جیسے: أكرمَ جنيدٌ عزيرا (جنید نے عزیر کی تعظیم کی۔)

۲- عین کلمہ کا مکرر آنا، جیسے: فرّرتُ أسدا (میں نے شیر کو بھگا دیا۔)

۳- الف مفاعلہ کی زیادتی، جیسے: جالس طلحةُ العلماء (طلحہ نے علما کی صحبت اختیار کی۔)

۴- حرف جر کی زیادتی، جیسے: "ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ"[2] (اللہ ان کا نور لے گیا۔)

۵- ہمزہ، سین اور تاء کی زیادتی، جیسے: استخرج اللص المال (چور نے مال نکالا۔)

۶- تضمین: یعنی کسی ایک فعل کو کسی دوسرے فعل کے معنی کے اعتبار سے استعمال کرنا۔ یہاں لازم فعل کو متعدّی فعل کے معنی میں استعمال کرنا مراد ہے۔ جیسے: "لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ"[3][4] (نوى ينوى کے معنیٰ میں -اور عقد نکاح کو پختہ نہ کرنا۔)

---

(۱)-موسوعة النحو والصرف ص:۳۴۰

(۲)-سورة البقرة:۱۷]

(۳)-سورة البقرة:۲۳۵]

(۴)-شذا العرف فی فن الصرف ص:۸۸

فعل کے لازم ہونے کے چند اسباب:

فعل کے لازم ہونے کی مندرجہ ذیل وجہیں ہو سکتی ہیں:

۱- مفعول سے تعلق مقصود نہ ہونا، جیسے: "هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ"(۱) (کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان؟) علم اگرچہ اصلاً فعل متعدّی ہے، مگر اس آیت میں مفعول سے تعلق مقصود نہیں ہے اس لیے فعل لازم ہے۔

۲- فعل متعدّی کو مبالغہ یا تعجب کے لیے فَعُلَ کے وزن پر لانا، جیسے: نَصُرَ محمود (محمود نے بہت مدد کی۔)

۳- کسی سے متاثر ہونے کا معنی پایا جانا، جیسے: کسرته فانکسر (میں نے اس کو توڑا تو وہ ٹوٹ گیا۔)(۲)

فعل کی تذکیر کی وجوبی صورتیں:

۱- فاعل مذکر ہو، جیسے: قام التلمیذ

۲- فاعل مؤنث ہو مگر فعل و فاعل کے درمیان إلا کے ذریعے فاصلہ ہو۔ جیسے ما نجح إلا زینب

فعل کی تانیث کی وجوبی صورتیں:

۱- فاعل مؤنث حقیقی اسم ظاہر ہو اور فعل سے متّصل ہو، جیسے: فازت التلمیذة

۲- فاعل مؤنث حقیقی یا غیر حقیقی کی ضمیر ہو، جیسے: الفتاة نجحت، الشمس طلعت

۳- فاعل ایسی ضمیر ہو جس کا مرجع جمع مؤنث سالم، جمع مکسر مؤنث، یا جمع مکسر مذکر غیر عاقل ہو، جیسے: التلمیذات / النساء / الجِمال جاءت

فعل کی تذکیر و تانیث کی جوازی صورتیں:

۱- فاعل مؤنث غیر حقیقی اسم ظاہر ہو۔ جیسے: طلع / طلعت الشمس. (تانیث بہتر ہے۔)

(۱)- ترجمہ: کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں۔ [الزمر:۹]
(۲)- شذا العرف فی فن الصرف ص:۸۹

۲- فاعل مؤنث حقیقی ہو اور فعل فاعل میں إلا کے علاوہ کے ذریعے فاصلہ ہو۔ جیسے:
زار/زارت القریةَ زینب (تانیث بہتر ہے۔)

۳- فاعل مؤنث کی ضمیر منفصل ہو۔ جیسے: إنما زارنی / زارتنی ھی (تذکیر بہتر ہے۔)

۴- فاعل مؤنث لفظی ہو اور فعل افعال مدح و ذم میں سے ہو۔ جیسے: نعم/نعمت المجتھدة زینب (تانیث بہتر ہے۔)

۵- فاعل مذکر جمع بالالف والتاء ہو۔ جیسے: جاء / جاءت الخزیمات. خزیمات جمع ہے خزیمه کی۔ (تذکیر بہتر ہے۔)

۶- فاعل جمع مکسر (مذکر یا مؤنث) ہو۔ جیسے: حضر/حضرت الفواطم، الأولاد (مذکر کے ساتھ تذکیر اور مؤنث کے ساتھ تانیث بہتر ہے۔)

۷- فاعل جمع سالم (مذکر یا مؤنث) کے ملحقات (أولو، أولات، عشرون، بنون) میں سے ہو، جیسے: جاء/جاءت البنون. جاء /جاءت أولات الاجتھاد

۸- فاعل اسم جمع ہو، جیسے: جاء/ جاءت القوم

۹- فاعل اسم جنس ہو، جیسے: قال / قالت العرب[1]

فعل ماضی کے مبنی ہونے کی صورتیں:

۱- فعل ماضی مبنی مندرجہ ذیل صورتوں میں علی الفتح ہوتا ہے:

- جب اس سے کوئی چیز متّصل نہ ہو، جیسے: نصرَ
- جب اس سے تاے تانیث ساکنہ متّصل ہو، جیسے: نصرَتْ
- جب اس سے الف تثنیہ متّصل ہو، جیسے: نصَرَا، نصرَتَا

۲- مندرجہ ذیل صورت میں مبنی علی الضم ہوتا ہے۔

- جب کہ اس سے واو جمع متّصل ہو، جیسے: نصرُوا

(۱)-موسوعة النحو والصرف ص:۴۸۱

۳۔ مندرجہ ذیل صورتوں میں مبنی علی السکون ہوتا ہے:

- جب اس سے ضمیر مرفوع متحرک (تاء، نون نسوہ، نا) متّصل ہو۔ جیسے: نصرْتُ، نصرْتِ، نصرْتما، نصرْتم، نصرْن، نصرْتُنَّ، نصرْنا[1]

فعل کی تقسیم بطور متصرف وجامد:

- **فعل جامد:** جو کسی ایک ہی صورت (ماضی) کے ساتھ خاص ہو، جیسے: لیس (افعال ناقصہ) قرب (افعال مقاربہ) عسی، حری، اخلولق (افعال رجاء) أنشأ، جعل، طفق، أخذ، علق (افعال شروع) نعم، حبذا (افعال مدح) "بئس، ساء (افعال ذم) خلا، عدا، حاشا (افعال استثنا)

- **فعل متصرف کی دو قسمیں ہیں:**

۱۔ **تام:** جس سے ماضی، مضارع، امر تمام کلمات آئیں۔ جیسے: نصر

۲۔ **ناقص:** صرف ماضی اور مضارع کے صیغے آئیں، جیسے: زال یزال، برح یبرح[2]

فعل کی تقسیم حروف علت ہونے نہ ہونے کے اعتبار سے:

اس اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں: صحیح اور معتل۔

پھر صحیح کی تین اقسام ہیں:

- **سالم:** جیسے: نصر
- **مہموز:** جیسے: أكل، سأل، قرأ
- **مضاعف:** جیسے: مدَّ

اور معتل کی چار اقسام ہیں:

- **مثال:** جیسے: وعد

---

(۱)۔ موسوعة النحو والصرف، ص: ۴۹۶

(۲)۔ شذا العرف فی فن الصرف، ص: ۸۵

- **اجوف:** جیسے: قال
- **ناقص:** جیسے: رمیٰ
- **لفیف:** جیسے: ولي[1]

مرجع کے لفظاورتبۃ موخر ہونے کی صورتیں:

۱- وہ ضمیر جو افعال مدح وذم کا فاعل ہو اور تمیز اس کی تفسیر کرے۔ جیسے: نعم رجلا ابو تراب (ابوتراب کیا ہی اچھا شخص ہے۔) اس مثال میں نعم فعل مدح میں پوشیدہ ضمیر ھو نعم کا فاعل ہے ۔اس کا مرجع ابو تراب ہے جو لفظ اور رتبہ کے اعتبار سے مؤخر ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ نعم کو اپنے مابعد سے مل کر جملہ انشائیہ بنایا جائے، اور أبو تراب کو ھو مبتداے محذوف کی خبر بناکر الگ جملہ خبریہ بنایا جائے۔

۲- تنازع فعلین کی صورت میں پہلا فعل فاعل کا متقاضی ہو اور عمل دوسرے فعل کو دلایا گیا ہو۔ جیسے: نصرني و أکرمت حامدا (حامد نے میری مدد کی اور میں نے حامد کی تعظیم کی۔) اس مثال میں نصرنی میں پوشیدہ ضمیر ھو کا مرجع حامد ہے جو لفظاورتبۃ مؤخر ہے۔

۳- ضمیر مخبر عنہ ہو اور اس کی تفسیر اس کی خبر کررہی ہو، جیسے: "اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا"[2] (زندگی تو صرف ہماری دنیا کی زندگی ہے۔) اس مثال میں ھی کا مرجع حَيَاتُنَا الدُّنْيَا ہے جو لفظاورتبۃ مؤخر ہے۔

۴- ضمیر شان وضمیر قصہ، جیسے: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ"،[3] اس مثال میں ھو کا مرجع اسم جلالت ہے جو لفظ میں اور رتبہ میں دونوں اعتبار سے مؤخر ہے۔ ایک قول کے مطابق ضمیر شان وقصہ کا کوئی مرجع ہی نہیں ہوتا۔

---

(۱)- شذا العرف فی فن الصرف، ص:۵۸

(۲)- [سورۃ المومنون:۳۷]

(۳)- ترجمہ: تم فرماؤ وہ اللہ ایک ہے۔ [الإخلاص:۱]

۵- وہ ضمیر جو رُبَّ کا مجرور ہو اور اس کی تفسیر تمیز کرے، جیسے: ربه رجلا لقیت. (کتنے ہی لوگوں سے میں نے ملاقات کی۔) اس مثال میں ربه میں "ہ" کا مرجع رجلا ہے جو لفظاً ورتبۃً مؤخر ہے۔

ضمیر مبدل منہ ہو اور بدل اسم ظاہر اس کی تفسیر کر رہا ہو، جیسے: نصرته حامدا. (میں نے اس کو یعنی حامد کو مارا۔)(۱) اس مثال میں نصرته میں "ہ" کا مرجع حامدا ہے جو "ہ" کا بدل بھی ہے اور لفظاً ورتبۃً مؤخر ہے۔

مفرد کے معانی:

اصطلاح نحو میں: "مفرد" کے مختلف معانی ہیں جن کا ذکر حسب ذیل ہے۔

۱- جملہ نہ ہو خواہ ایک ہی کلمہ ہو یا مرکب ناقص ہو۔ جیسے: عليٌّ أسد میں علی اور غلام عليّ قائم میں غلام علی

۲- مرکب مزجی نہ ہو۔ جیسے: بعلبك کے مقابلے میں مكة

۳- مرکب اضافی یا توصیفی نہ ہو۔ جیسے: غلامُ رجلٍ اور غلام ذکی کے مقابل میں الغلام مفرد مانا جاتا ہے۔

۴- تثنیہ وجمع نہ ہو۔ جیسے: مسلمان اور مسلمون کے مقابل میں مسلم

۵- مضاف ومشابہ مضاف نہ ہو۔ مفرد اس معنیٰ میں ندا اور نفی جنس کے محل میں پایا جاتا ہے، جیسے: یا خالد اور لا رجل فی الدار میں خالد اور رجل مفرد ہیں۔ جبکہ یا عبد الله اور لا غلام رجل فی الدار میں عبد الله اور غلام رجل مضاف ہونے کی وجہ سے اور یا طالعا جبلا میں طالعا جبلا مشابہ مضاف ہونے کی وجہ مفرد نہیں ہیں۔(۲)

❁❁❁❁❁❁

(۱)-الأشباه والنظائر فی النحو، ج:۳، ص:۵۱

(۲)-موسوعة النحو والصرف، ص:۶۳۸

معرب و منصرف کا ایک اہم قاعدہ:

سوال: ایک کلمہ پر الف لام و تنوین دونوں کیوں نہیں آتے؟

جواب: الف لام، تنوین، مضاف الیہ، نون تثنیہ، نون جمع، یہ الفاظ معرب منصرف کے متمم کہلاتے ہیں، ہر کلمہ پر کسی ایک کا ہونا ضروری ہے، دو بیک وقت ایک کلمہ پر نہیں آسکتے۔ سوائے نون تثنیہ، نون جمع کے کہ ان کے ساتھ الف لام آسکتا ہے۔

وضاحت:

مثال	درست/غلط	وجہ
الرجلٌ	غلط	الف لام اور تنوین جمع نہیں ہوسکتے۔
غلامٌ حامدٍ	غلط	تنوین و مضاف الیہ جمع نہیں ہوسکتے۔
رجلانٌ	غلط	نون تثنیہ اور تنوین جمع نہیں ہوسکتے۔
مسلمونٌ	غلط	نون جمع اور تنوین جمع نہیں ہوسکتے۔
الغلامُ حمادٍ	غلط	الف لام اور مضاف الیہ جمع نہیں ہوسکتے۔
رجلانِ بلد	غلط	نون تثنیہ اور مضاف الیہ جمع نہیں ہوسکتے۔
مسلمون بلد	غلط	نون جمع اور مضاف الیہ جمع نہیں ہوسکتے۔
الرجلان	درست	نون تثنیہ اور الف لام جمع ہوسکتے ہیں۔
المسلمون	درست	نون جمع اور الف لام جمع ہوسکتے ہیں۔
الرجل	درست	صرف الف لام موجود ہے۔
رجلٌ	درست	صرف تنوین موجود ہے۔
رجلانِ	درست	صرف نون تثنیہ موجود ہے۔
مسلمون	درست	صرف نون جمع موجود ہے۔

☆☆☆☆☆

مفعول مطلق کی صورتیں:

۱- **بطور مصدر:** جیسے: جلست جلسةَ القاری میں جلسة (میں قاری کے بیٹھنے کی طرح بیٹھا۔)

۲- **بطور مصدر کی صفت:** جیسے: اذکروا الله کثیرا میں کثیرا مصدر محذوف ذکراً کی صفت ہے۔(اللہ کا خوب ذکر کرو)

۳- **بطور مصدر کی ضمیر:** جیسے: اجتهدت اجتهادا لم یجتهده غیری اس جملہ میں یجتهده میں "ہ" ضمیر مفعول مطلق ہے۔ (میں نے ایسی محنت کی کہ ایسی محنت میرے علاوہ کسی نے نہ کی۔)

۴- **نوعیت بیان کرنے کے لیے:** جیسے: جلس الطفل القُرْفُصاء (بچہ اکڑو بیٹھا۔) (القرفصاء: اکڑو بیٹھنا)

۵- **تعداد بیان کرنے کے لیے:** جیسے: سبقتك ثلاثا (میں تجھ پر تین بار سبقت لے گیا۔)

۶- **آلۂ فعل کو بیان کرنے کے لیے:** جیسے: ضربت اللص عصًا، ضربت اللص سوطًا (میں نے چور کو لاٹھی ماری۔ میں نے چور کو کوڑا مارا۔)

۷- **لفظ کل، بعض یا أیّ جو مصدر کی طرف مضاف ہو۔** جیسے: فلا تمیلوا کل المیل. نِمت بعض النوم. قاتل واصفٌ أیّ قتال (پوری طرح مائل نہ ہو۔ میں کچھ نیند سویا۔ واصف نے کچھ جھگڑا کیا۔)

۸- **اسم اشارہ جس کا مشار الیہ مصدر ہو۔** جیسے: قلت ذلك القول (میں نے فلاں بات کہی۔)[1]

مفعول مطلق کے اپنے عامل کے قائم مقام ہونے کی چند صورتیں:

۱- کبھی امر کے قائم مقام ہوتا ہے۔ جیسے: صبرًا علی المکارہ (اصبر علی المکارہ۔

(۱)-موسوعة النحو والصرف، ص:۶۴۲

مصیبتوں پر صبر کر۔)

۲- کبھی نہی کے قائم مقام ہوتا ہے۔ جیسے: مهلاً (لا تعجل - جلدی نہ کر۔)

۳- کبھی دعا کے قائم مقام ہوتا ہے۔ جیسے: رحمةً (رحمك الله- اللہ تم پر رحم فرمائے۔)، سقیاً (سقاك الله- اللہ تمہیں سیراب فرمائے۔) اور رعیاً (رعاك الله- اللہ تمھاری حفاظت فرمائے۔)

۴- مصدر استفہام کے بعد واقع ہو، اور جملہ کا مقصد توبیخ یا تعجب کا اظہار کرنا ہو، جیسے: أَجُرأةً علی المعاصی؟ (گناہوں پر جرأت؟)

مؤنث کی اقسام:

۱- **مؤنث حقیقی:** جس میں توالد و تناسل کی صلاحیت ہو۔ جیسے: هند، فاطمة، عصفورة

۲- **مؤنث مجازی:** جس میں توالد و تناسل کی صلاحیت نہ ہو۔ جیسے: شمس، ورقة، دار

۳- **مؤنث لفظی فقط:** جس کے آخر میں علامت تانیث ظاہر ہو اور اس کا مدلول مذکر ہو۔ جیسے: حمزة

۴- **مؤنث معنوی فقط:** جس کے آخر میں علامت تانیث نہ ہو اور اس کا مدلول مؤنث ہو۔ جیسے: هند

۵- **مؤنث لفظی معنوی:** جس کے آخر میں علامت تانیث ظاہر ہو اور اس کا مدلول مؤنث ہو۔ جیسے: فاطمة، سعدیٰ

۶- **مؤنث تاویلی:** لفظ اصل میں مذکر ہو مگر مراد اس سے کوئی مؤنث کلمہ ہو۔ جیسے: أتتنی کتابك (رسالتك- میرے پاس تیرا خط آیا۔)

۷- **مؤنث حکمی:** جس کا صیغہ مذکر ہو مگر مؤنث کلمہ کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: "وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيْدٌ"(۱)(۲) میں لفظ کل

(۱)- **ترجمہ:** اور ہر جان یوں حاضر ہوگی کہ اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ ہوگا۔ [سورة قٓ:۲۱]
(۲)- موسوعة النحو والصرف ص:۶۰۱

تیسرا باب

باب اول کے کلمات ترکیب کے آئینے میں

ترکیب کا تعلق اس بات کو سمجھنے سے ہے کہ ایک جملے میں مختلف کلمات کی نحوی حیثیت کیا ہے۔ جب ہم ایک جملے میں مختلف کلمات کی نحوی حیثیتوں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو بہت سے مقامات ایسے بھی آتے ہیں جو پیچیدہ اور انتہائی توجہ طلب ہوتے ہیں۔ ان کو پوری طرح سمجھنے کے لیے ٹھہر کر غور کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پہلے باب میں ہم نے کلمات کے متعدّد معانی، صورتوں اور حیثیتوں میں استعمال کو دیکھا۔ ان کلمات کی بہت سی صورتیں ایسی ہیں جن کی ترکیب کو سمجھنا ایک مشکل امر ہے اور الجھن کا باعث ہوتا ہے۔ یہ باب ان کلمات کی اسی قسم کی پیچیدہ اور الجھن میں ڈال دینے والی صورتوں کی ترکیب سے تعلق رکھتا ہے۔

واعزیراہ:

«و» برائے ندبہ «عزیر» مفعول بہ جس کا فعل یعنی «ادعو» وجوباً محذوف، اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل «الف» برائے مد صوت «ہ» برائے وقف اور اس کا کوئی اعراب نہیں ہوتا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ:

«أ» برائے استفہام تقریری «لیس» فعل ناقص «اللہ» اسم جلالت اسم «ب» زائدہ «کاف» اسم فاعل، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل «عبدہ» بترکیب اضافی مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہوکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل

کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

أُبُنَيَّ! إجتهد فی درسك:

«أ» حرف ندا قائم مقام «ادعو» فعل، اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل «بني» بترکیب اضافی مفعول بہ، "ادعو" فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ «اجتهد» فعل امر حاضر اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل «في» حرف جر «درسك» بترکیب اضافی مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جواب ندا ہوا۔

زرتُ صديقي إذ هو فی بيته:

«زرت» فعل مع فاعل «صديقی» بترکیب اضافی مفعول بہ «إذ» ظرف زمان مضاف «هو» مبتدا «فی» حرف جر «بيته» بترکیب اضافی مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر ہوا «ثابت» اسم فاعل کا، اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وَاذْكُرُوٓا۟ إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ:

«واو» حرف عطف «أذكروا» فعل امر حاضر، «و» ضمیر بارز فاعل «إذ» مضاف «كنتم» فعل ناقص «تم» ضمیر بارز فاعل «قليلا» خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ «ف» حرف عطف «كثر» فعل، اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل «كم» ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مضاف الیہ، «إذ» مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا:

«و» حرف عطف «اذکر» فعل امر حاضر، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل «فی الکتاب» بترکیب جار مجرور ظرف لغو «مریم» مبدل منہ «إذ» مضاف «انتبذت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل «من» حرف جر «أهلها» بترکیب اضافی مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف لغو «مکانا شرقیا» بترکیب توصیفی مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ، «إذ» مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر بدل اشتمال، مبدل منہ اپنے بدل اشتمال سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔

یومئذ/حینئذ:

«یوم/حین» مضاف «إذ» مضاف الیہ مضاف، «إذ» پر تنوین "کان کذا" جملہ مضاف الیہ کے بدلے میں ہے، جس میں «کان» فعل ناقص، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ اسم «کذا» خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مضاف الیہ، «یوم/حین» مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ۔

بینما أنا أکتب إذ زارني جمال:

«بین» مضاف «ما» زائدہ «أنا» ضمیر مبتدا «أکتب» فعل اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ مقدم «إذ» فجائیہ «زار» فعل «نون» وقایہ «ی» مفعول بہ «جمال» فاعل، فعل اپنے فاعل، مفعول فیہ مقدم اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ضربت شھابا إذ سرق:

«ضربت» فعل مع فاعل «شھابا» مفعول بہ، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، «إذ» تعلیلیہ «سرق» فعل مع فاعل جملہ فعلیہ خبریہ معللہ ہوا۔

إذا طلعت الشمس وجد النهار:

(۱)-«إذا» ظرف زمان مضاف «طلعت الشمس» فعل مع فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ مقدم «وجد» فعل مجہول «النهار» نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۲)-«إذا» ظرف زمان مفعول فیہ مقدم متضمن معنیٔ شرط «طلعت» فعل «الشمس» فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر شرط، «وجد» فعل مجہول «النهار» نائب فعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر جزا۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

استكتمتَه السر إذا طلبت منه أن يستر:

«استكتمت» فعل مع فاعل «ہ» ضمیر مفعول بہ «السر» مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

«إذا» برائے تفسیر «طلبت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل «منه» بترکیب جار مجرور ظرف لغو «أن» ناصبہ موصول حرفی «يستر» فعل، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مفسرہ ہوا۔

فَأَلْقٰهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى:

«ف» برائے عطف «ألقا» فعل، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، «ها» مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔ «ف» برائے سببیت یا زائدہ یا عاطفہ «إذا» فجائیہ «هی» مبتدا «حية» موصوف «تسعیٰ» فعل مضارع، اس میں "ھی" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ مستانفہ یا معطوفہ ہوا۔

للطلاب معلم يعلمهم إذاً يرشدهم:

«للطلاب» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر ہوا "ثابت" اسم فاعل کا، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم «معلم» موصوف «یعلم» فعل مع فاعل «ھم» ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتداء مؤخر، مبتداء مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ «إذاً» حرف جواب «یرشد» فعل مع فاعل «ھم» ضمیر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ:

«ألا» حرف تنبیہ «إن» حرف مشبہ بالفعل «أولیاء الله» بترکیب اضافی اسم «لا» برائے نفی «خوف» مبتدا «علیھم» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر «ثابت» اسم فاعل کا، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر معطوف علیہ «واو» حرف عطف «لا» زائدہ «ھم» مبتدا «یحزنون» فعل مع فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبرِ «إن» کی، «إنَّ» حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ألا يا فراز انتبه:

«ألا» حرف تنبیہ «یا» حرف ندا قائم مقام "ادعو" فعل کے، اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل «فراز» منادیٰ مفرد معرفہ مبنی بر ضم محلا منصوب مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا.... «انتبه» فعل امر اس میں "أنت" ضمیر مستتر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جواب ندا۔

ألا درست جيدا:

«ألا» حرف توبیخ وانکار «درستَ» فعل مع فاعل «جیدا» صفت، موصوف مقدر "درسا" کی، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ألا رجلَ نلتقيه:

«أ» ہمزۂ استفہام «لا» برائے نفی جنس «رجل» اسم «نلتقی» فعل اس میں "نحن" ضمیر پوشیدہ فاعل «ہ» ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

علمتُ ألا بد من السفر:

«علمتُ» فعل مع فاعل «ألّا» جس میں أن مخففہ "ہ" ضمیر شان محذوف اس کا اسم «لا» برئے نفی جنس «بد» اس کا اسم «من السفر» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر "ثابت" اسم فاعل کا، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم و خبر سے مل کر خبر، «أن» مخففہ اپنے اسم و خبر سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

أريد ألا تتكاسل:

«أریدُ» فعل مع فاعل «ألّا» میں «أن» موصول حرفی «لا تتکاسل» فعل مضارع منفی، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جاء القوم إلا محمودا:

«جاء» فعل «القوم» مستثنیٰ منہ «إلا» حرف استثنا «محمودا» مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ما جاء إلا مزمل:

«ماجاء» فعل «إلا» حرف استثنا «مزمل» مستثنیٰ مفرغ ہو کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ:

«إِلّا» میں «إن» حرف شرط «لا تنصروا» فعل، اس میں «و» ضمیر بارز فاعل «ہ» ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط «ف» جزائیہ «قد» حرف تحقیق «نصر» فعل «ہ» ضمیر مفعول بہ «اللہ» اسم جلالت فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزاء، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا:

«لو» حرف شرط امتناعیہ «کان» فعل ناقص «فیھما» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر «متصرّ فین» اسم فاعل کا، اس میں "ھم" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم «آلھة» موصوف «إلّا» بمعنی "غیر" مضاف «اللہ» اسم جلالت مضاف الیہ، تقدیراً مجرور (اسم جلالت پر ضمہ إلّا کے اعراب محلی کو بیان کرنے کے لیے ہے۔) مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر اسم مؤخر۔ فعل ناقص اپنے اسم مؤخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط «لام» جوابیہ «فسدتا» فعل «الف» ضمیر بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

أما والذي يميت و يحي:

«أما» حرف تنبیہ «واو» حرف جر برائے قسم «الذی» اسم موصول «یمیت» فعل مع فاعل جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ «واو» حرف عطف «یحی» فعل مع فاعل جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر ہوا «أقسم» فعل کا اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل فعل اپنے فاعل

اور ظرف مستقر سے جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

أما تنزل بنا فتصيب خيرا:

اس میں «أماتنزل بنا» بمعنی "أمايكون منك نزولٌ" جس میں «أ» ہمزۂ استفہام «مايكون» نفی فعل مضارع فعل تام «منك» بترکیب جار مجرور ظرف لغو «نزول» معطوف علیہ «فاء» برائے عطف اس کے بعد "أن" ناصبہ موصول حرفی مقدر «تصيب» فعل، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل «خيرا» مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، فعل تام اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

أما أن الأمر كذا:

«أ» ہمزۂ استفہام «ما» نافیہ «أن» حرف مشبہ بالفعل «الأمر» اسم «كذا» خبر حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

سيزورني إما كامل أو سالم:

«سين» حرف استقبال «يزور» فعل نون وقایہ «ی» ضمیر مفعول بہ «إما» حرف تردید «كامل» معطوف علیہ «أو» حرف عطف «سالم» معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

إما تدرس أدرس:

«إما» میں "إن" حرف شرط "ما" نافیہ «تدرس» فعل، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل مع فاعل جملہ فعلیہ ہوکر شرط «أدرس» فعل، اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل مع فاعل جملہ فعلیہ ہوکر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ:

«أما» حرف شرط برائے تفصیل و تاکید جس کی شرط وجوباً محذوف یعنی "مهما يكن

من شیء" جس میں «مهما» اسم شرط «یکن» فعل تام «من» زائدہ «شیء» فاعل فعل تام مع فاعل جملہ فعلیہ ہوکر شرط «السائل» مفعول بہ مقدم «فاء» جزائیہ «لا تنهر» فعل اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ:

«أما» حرف شرط جس کی شرط وجوباً محذوف یعنی "مهما یکن من شیء" «الذین» اسم موصول «إسودت» فعل «وجوههم» بترکیب اضافی فاعل، فعل مع فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر مبتدا «أ» برائے استفهام «کفرتم» فعل «تُم» ضمیر بارز فاعل «بعد» ظرف زمان مضاف «إيمانكم» بترکیب اضافی مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر مقولہ مفعول بہ «فیقال لهم» کا «فاء» جوابیہ «یقال» فعل، اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل اور مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، شرط محذوف اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

أول المرض حرارة:

«أول المرض» بترکیب اضافی مبتدا، «حرارة» خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سافر أفضال منذ عامٍ أولَ:

«سافر» فعل، «أفضال» فاعل، «منذ» حرف جر «عام أول» بترکیب توصیفی مجرور، جار اپنے سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جئتُ أولَ الصباح:

«جئت» فعل مع فاعل، «أول الصباح» بترکیب اضافی مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل

اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جاء طلحة أولَ في صفّه:

«جاء» فعل «طلحة» فاعل «أول» مفعول فیہ «في» حرف جر [صفّه» بترکیب اضافی مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل، مفعول فیہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

درست أولا/أولُ:

«درست» فعل مع فاعل «أولا / أول» مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ادخلوا الأول فالأول:

«ادخلوا» فعل «و» ضمیر بارز ذوالحال «الأول فالأول» بترکیب عطف حال، ذوالحال حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ:

«أن» مصدریہ موصول حرفی «تصوموا» فعل «و» ضمیر بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر مبتدا «خیر» اسم تفضیل اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل «لکم» بترکیب جار مجرور ظرف لغو، اسم تفضیل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ:

«و» حرف عطف «نادینا» فعل «نا» ضمیر فاعل «ہ» ضمیر مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا «أن» حرف تفسیر «یا» حرف نداء قائم مقام "ادعو" کے، "ادعو" فعل اس میں "أنا" ضمیر فاعل «إبراھیم» منادی مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور منادی مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ:

«و» حرف عطف «آخر» مضاف «دعواهم» بترکیب اضافی مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا «أن» مخففہ "ہ" ضمیر شان محذوف اسم «الحمد» مبتدا «ل» حرف جر «الله» اسم جلالت موصوف «رب الغلمین» بترکیب اضافی صفت، موصوف مع صفت مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر "ثابت" اسم فاعل کا، اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبرِ «أن» مخففہ۔ «أن» مخففہ اپنے اسم و خبر سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

إن تجلس أجلس:

«إن» حرف شرط «تجلس» فعل مع فاعل شرط «أجلس» فعل مع فاعل جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ:

«إن» نافیہ «الكٰفرون» مبتدا «إلّا» حرف استثنا «في غرور» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر "ثابتون" اسم فاعل کا، اس میں "هم" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر مستثنیٰ مفرغ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

إنْ عثمان لكريم:

«إن» مخففہ «عثمان» مبتدا «ل» فارقہ «کریم» خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

خرجت فإذا إن/أن أديباً قائم:

«خرجت» فعل «تا» ضمیر بارز فاعل، فعل مع فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ پھر:

(ا)۔ «فإذا إن أديباً قائم» میں حرف مشبہ بالفعل کو بالکسر پڑھنے کی صورت میں

«فا» برائے سببیت یا زائدہ یا عاطفہ «إذا» برائے مفاجات مفعول فیہ فعل مقدر "فاجأتُ" کا «إن» حرف مشبہ بالفعل «أديباً» اسم «قائم» خبر۔ حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ مستانفہ یا عاطفہ ہوا۔

(۲)- «فإذا أن أديباً قائم» میں حرف مشبہ بالفعل کو بالفتح پڑھنے کی صورت میں «فاء» برائے سببیت یا زائدہ یا عاطفہ «أذا» ظرف زمان برائے مفاجات مفعول فیہ فعل مقدر "فاجأتُ" کا، فعل بافاعل اور مفعول فیہ سے مل خبر مقدم «أن» حرف مشبہ بالفعل موصول حرفی «أديباً» اسم «قائم» خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ مستانفہ یا عاطفہ ہوا۔

مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ:

«من» اسم شرط «عمل» فعل، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ ذوالحال «منکم» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر ہوا "ثابتا" اسم فاعل کا، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر حال اول «سوءا» مفعول بہ «بجھالة» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر ہوا "ثابتا" اسم فاعل کا، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر حال ثانی، ذوالحال اپنے دونوں حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر معطوف علیہ «ثم» حرف عطف «تاب» فعل، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل «من» حرف جر «بعدہ» بترکیب اضافی مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف «و» حرف عطف «أصلح» فعل، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر شرط۔

«فأنہ غفور رحیم» میں "ان" بالفتح پڑھنے کی صورت میں «ف» جزائیہ «أن» حرف

مشبہ بالفعل موصول حرفی «ہ» ضمیر اسم «غفور» خبر اول «رحیم» خبر ثانی، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم اور اپنی دونوں خبروں سے مل کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر خبر مبتدائے محذوف "أمرہ" کی، مبتدائے محذوف اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر جزا، شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

«فإنه غفور رحيم» میں "ان" بالکسر پڑھنے کی صورت میں «ف» جزائیہ «إن» حرف مشبہ بالفعل «ہ» ضمیر اسم «غفور» خبر اول «رحیم» خبر ثانی، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم اور دونوں خبروں سے مل کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

أول قولي أني/إني أحمد الله:

«أول» مضاف «قولی» بترکیب اضافی مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا۔ «أنی أحمد الله» میں "أن" بالفتح پڑھنے کی صورت میں «أن» حرف مشبہ بالفعل موصول حرفی «ی» ضمیر اسم «أحمد» فعل، اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل «الله» اسم جلالت مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم وخبر سے مل کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اور «إني أحمد الله» میں "إن" بالکسر پڑھنے کی صورت میں «إنی أحمد الله» مراد اللفظ خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

أيّ رجل تنصر أنصر:

«أیّ» اسم شرط مضاف «رجل» مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ مقدم «تنصر» فعل، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شرط «أنصر» فعل، اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل مع فاعل جزا، شرط و جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

أيّ رجل جاء:

«أيّ»اسم استفہام مضاف «رجل»مضاف الیہ، مضاف مع مضاف الیہ مبتدا «جاء»فعل مع فاعل خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا:

«ثم» عاطفہ یا مستانفہ «لام» لامِ ابتدا برائے تاکید «ننزعن» فعل، اس میں "نحن" ضمیر پوشیدہ فاعل «من» حرف جر «کل شیعة» بترکیب اضافی مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف لغو «أیّهم» بمعنی "الذی" اسم موصول «أشد» اسم تفضیل اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل «علی الرحمٰن» بترکیب جار مجرور ظرف لغو «عتیا» تمیز از نسبت ناقصہ، اسم تفضیل اپنے فاعل، ظرف لغو اور تمیز از نسبت ناقصہ سے مل کر خبر، مبتدائے محذوف "ھو" کی، مبتدائے محذوف اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب قسم قسم مقدر کی۔

یا أیها المزمل:

«یا» حرف ندا قائم مقام "أدعو" فعل «أيّ» موصوف «ها» حرف تنبیہ «المزمل» صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ "ادعو" فعل کا، اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

مررت برجل أيّ رجل:

«مررت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل «ب» حرف جر «رجل» موصوف «أيّ رجل» بترکیب اضافی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور، جار مجرور اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا:

«اعلموا» فعل امر حاضر، اس میں «و» ضمیر بارز فاعل «أن» حرف مشبہ بالفعل

موصول حرفی «الله» اسم جلالت اسم «یحی» فعل، اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل «الأرض» مفعول بہ «بعد» مضاف «موتها» بترکیب اضافی مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

سرت من بعد المدرسة إلىٰ ما بعد القرية:

«سرت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل «من» حرف جر «بعد المدرسة» بترکیب اضافی مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف لغو «إلیٰ» حرف جر «ما» اسم موصول «بعد القریة» بترکیب اضافی مفعول فیہ "ثبت" فعل مقدر کا، اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل، "ثبت" فعل مقدر اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سأقابلك بعدا:

«س» برائے استقبال «أقابل» فعل، اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل «ك» ضمیر منصوب مفعول بہ «بعدا» مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا:

«ت» حرف جر برائے قسم «الله» اسم جلالت مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر ہوا "أقسم" فعل کا، اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ قسمیہ ہوا «لام» ابتدا برائے جواب قسم «قد» حرف تحقیق «آثر» فعل «ك» ضمیر منصوب مفعول بہ مقدم «الله» اسم جلالت فاعل مؤخر «علينا» بترکیب جار مجرور ظرف

لغو، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب قسم۔

قرأت الدرس حتىٰ آخر كلمة فيه:

«قرأت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل «الدرس» مفعول بہ «حتىٰ» حرف جر «آخر» مضاف «کلمة» موصوف «فیه» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر "ثابتة" اسم فاعل کا، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر شبہ جملہ ہو کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قدم الطلاب حتىٰ الأول فيهم:

«قدم» فعل «الطلاب» معطوف علیہ «حتىٰ» حرف عطف «الأول» ذوالحال «فیھم» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر ہوا "ثابتا" اسم فاعل کا، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر شبہ جملہ ہو کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

زُلۡزِلُوۡا حَتّٰى يَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ مَتٰى نَصۡرُ اللّٰهِ :

«زلزلوا» فعل مجہول، اس میں «و» ضمیر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ «حتىٰ» حرف ابتدا «یقول» فعل «الرسول» فاعل "و" حرف عطف «الذین» اسم موصول «آمنوا» فعل، اس میں «و» ضمیر بارز فاعل «معه» بترکیب اضافی مفعول فیہ «متىٰ» مفعول فیہ "ثابت" اسم فاعل کا، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم «نصر اللہ» بترکیب اضافی مبتدا ے مؤخر، مبتدا ے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہو کر مقولہ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ اور مقولہ مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مستانفہ ہوا۔

لأقرأن حتىٰ أنجح:

«لام» ابتدائیہ برائے جواب قسم «أقرأن» فعل اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل «حتیٰ» حرف جر «أن» مقدرہ موصول حرفی «أنجح» فعل اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب قسم۔

لیس عامر بقائم:

«لیس» فعل ناقص «عامر» اسم «ب» حرف جر زائدہ «قائم» خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ:

«هل» حرف استفهام «من» حرف جر زائدہ «خالق» مبتدا کی قسم ثانی یا خبر مقدم «غیر الله» بترکیب اضافی خبر یا مبتداے مؤخر، مبتدا کی قسم ثانی اپنی خبر سے یا مبتداے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جمل اسمیہ انشائیہ ہوا۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ:

«لیس» فعل ناقص «ك» حرف جر زائدہ «مثله» بترکیب اضافی خبر «شیء» اسم، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ما إن أتيت شيئا تكرهه:

«ما» نافیہ «إن» زائدہ «أتیت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل «شیئا» موصوف «تکرہ» فعل، اس میں «أنتَ» ضمیر پوشیدہ فاعل «ہ» ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِه:

«ف» مستانفہ «لما» ظرف زمان متضمن معنیٰ شرط مفعول فیہ مقدم «أن» زائدہ «جاء» فعل «البشير» فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط «ألقاه علىٰ وجهه فارتد بصيرا» پورا جملہ جزا۔

بينما نحن بالمدينة قدم أخوك:

«بينما» ظرف زمان مضاف «ما» زائدہ «نحن» مبتدا «بالمدينة» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر "ثابتٌ" اسم فاعل کا، اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ، «بين» مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ مقدم، «قدم» فعل کا اس میں «أخوك» بترکیب اضافی فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ما جاء احتشام ولا هشام:

«ما» نافیہ «جاء» فعل «احتشام» معطوف علیہ «و» حرف عطف «لا» زائدہ «هشام» معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

إنما عبد الكريم قائم:

«إنما» "إنَّ" حرف مشبہ بالفعل "ما" کافہ، یا «إنما» برائے حصر «عبد الكريم» مبتدا «قائم» خبر مبتدا اپنے خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

جلست دون أستاذ:

«جلست» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل «دون استاذ» بترکیب اضافی مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الإنسان يموت من دون غذاء:

«الإنسان» مبتدا «يموت» فعل، اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل «من» حرف جر «دون غذاء» بترکیب اضافی مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اجلس دونًا:

[إجلس] فعل امر حاضر اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل [دونا] مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

هٰذا الرجل دونًا:

«هٰذا» اسم اشارہ موصوف «الرجل» ذوالحال «دونا» حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدا، جس کی خبر "موجود" محذوف، مبتدا اپنی خبر محذوف سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اجلس دونُ/من دونُ:

(ا)- اجلس دون «إجلس» فعل امر، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل «دون» مبنی علی الضم منصوب محلاً مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۲)- اجلس من دونُ «إجلس» فعل امر، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل «من» حرف جر «دون» مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

دونك كتابا:

«دونك» اسم فعل مبتدا بمعنی "خُذْ" فعل امر، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل قائم مقام خبر «كتابا» مفعول بہ، اسم فعل مبتدا اپنے فاعل قائم مقام خبر اور مفعول بہ سے جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

رأيت ذا العلم:

«رأيت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل «ذا» بمعنی "صاحب" مضاف «العلم» مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ماذا صنعت:

«ما» اسم استفہام مبتدا «ذا» بمعنی "الذی" اسم موصول «صنعت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

جاء ذو نجَحَ:

«جاء» فعل «ذو» بمعنی "الذی" اسم موصول «نجح» فعل، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جاءت ذات الطالبة:

«جاءت» فعل «ذات» اسم اشارہ للمؤنث موصوف «الطالبة» صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جاءت ذات العلم:

«جاءت» فعل «ذات» بمعنی "صاحبة" مضاف «العلم» مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

زرتك ذات مساء:

«زرت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل «ك» ضمیر منصوب مفعول بہ «ذات مساء» بترکیب اضافی مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ

خبریہ ہوا۔

رويدك/رويد قاسماً:

«روید» اسم فعل مبتدا بمعنی "امهل" فعل امر، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل «ك/قاسمًا» کاف ضمیر منصوب مفعول بہ یا «قاسمًا» منصوب مفعول بہ، اسم فعل مبتدا اپنے فاعل قائم مقام خبر اور مفعول بہ سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

سار الطلاب سيرا رويدا:

«سار» فعل «الطلاب» فاعل «سیرا روید ا» بترکیب توصیفی مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

رويدا يا أخي/رويدَ قاسمٍ:

«رو یدا/رو ید قاسم» بمعنی "مهلا/مهل قاسم" مفعول مطلق، امهل فعل امر کا، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ «یا» حرف ندا قائم مقام "أدعو" فعل اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل «أخی» بترکیب اضافی مفعول بہ، "ادعو" فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

جاء الطلاب رويدا:

«جاء» فعل «الطلاب» ذوالحال «روید ا» حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ:

«سواء» بمعنی "مستوٍ" اسم فاعل، اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل «علیهم» بترکیب جار مجرور ظرف لغو، "مستوٍ" اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر خبر مقدم [ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ» بتاویل «إنذارك وعدمه» جس میں «إنذارك» بترکیب اضافی معطوف علیہ «و» حرف عطف «عدمه» بترکیب اضافی معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف

سے مل کر مبتداے مؤخر، مبتداے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

هٰذا درهم سواء:

«هٰذا» اسم اشارہ مبتدا «درهم سواء» بترکیب توصیفی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ:

«ف» عاطفہ «لما» ظرف زمان متضمن معنیٔ شرط مفعول فیہ مقدم «آتیٰ» فعل، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل «ھما» ضمیر مفعول بہ «صالحا» صفت، موصوف محذوف «ولدا» کی، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط «جعلا» فعل، «الف» ضمیر بارز فاعل «له» بترکیب جار مجرور ظرف لغو «شرکاء» موصوف «فیما» "فی" حرف جر "ما" موصول حرفی «آتیٰ» فعل مع فاعل «ھما» مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر "ثابتۃ" اسم فاعل کا، اس میں "ھی" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ "فتعلیٰ" «ف» مستانفہ «تعلیٰ» فعل «الله» اسم جلالت فاعل «عما» "عن" حرف جر "ما" موصول حرفی «یشرکون» فعل، اس میں «و» ضمیر بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف لغو «تعلیٰ» فعل کا، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مستانفہ ہوا۔

إن تنصر وسيمًا فهو ليس بضاربك:

«إن» حرف شرط «تنصر» فعل اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل «وسیمًا»

مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شرط «ف» جزائیہ «هو» ضمیر منفصل مبتدا «ليس» فعل ناقص، اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ اسم «ب» زائدہ «ضار بك» بترکیب اضافی خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

قم فأقوم:

اس میں «قم» بمعنی "ليكن منك قيام" جس میں «ليكن» فعل امر غائب از فعل تام «منك» بترکیب جار مجرور ظرف لغو «قيام» معطوف علیہ «ف» حرف عطف، اس کے بعد «أن» مقدرہ موصول حرفی «أقوم» فعل اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ساعِد حامداً فإنه صديقك:

«ساعِد» فعل امر حاضر، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل «حامدا» مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ «ف» تعلیلیہ «إن» حرف مشبہ بالفعل «ہ» ضمیر اس کا اسم «صديقك» بترکیب اضافی خبر، حرف مشبہ اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معللہ ہوا۔

أعطيت عارفاً درهما فقط:

«أعطيت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل «عارفا» مفعول بہ اول «درهما» مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ «فقط» فاء زائدہ "قط" اسم فعل بمعنی "يكفي"، اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مستانفہ ہوا۔

إن تنصرني فأنا أنصرك:

«إن» حرف شرط «تنصرنی» فعل مضارع اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل، «ن» وقایہ «ی» ضمیر متکلّم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شرط «ف» جزائیہ «أنا» ضمیر مبتدا «أنصر» فعل، اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل «ك» ضمیر مخاطب مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔

إن تجتهد فعسیٰ أن تكون فائزا:

«إن» حرف شرط «تجتهد» فعل اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر شرط «ف» جزائیہ «عسیٰ» فعل رجاء تام «أن» موصول حرفی «تکون» فعل ناقص، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ اسم، «فائزا» خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہوکر فاعل، «عسیٰ» فعل اپنے فاعل سے مل کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ:

«إن» حرف شرط «یسرق» فعل اس میں "هو" ضمیر مستتر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر شرط «ف» جزائیہ «قد» حرف تحقیق «سرق» فعل ماضی «أخ» موصوف «له» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر «ثابت» اسم فاعل کا اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف صفت سے مل کر فاعل، «من قبل» بترکیب جار مجرور ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

إن تفسد فلن تكون صالحا:

«إن» حرف شرط «تفسد» فعل با فاعل شرط، «ف» جزائیہ «لن» حرف ناصب «تکون» فعل ناقص، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ اسم «صالحا» خبر، فعل ناقص اپنے اسم و

خبر سے مل کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

إن تجتهد فستكون محبوبا:

«إن» حرف شرط «تجتهد» فعل بافاعل شرط «ف» جزائیہ «س» برائے استقبال «تکون» فعل ناقص، اس میں "أنت" ضمیر مستتر اسم، «محبوبا» اسم مفعول مع ضمیرِ نائب فاعل خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

إذا زرتني فربما أكرمُك:

«إذا» ظرف زمان متضمن معنیٰ شرط مفعول فیہ مقدم، «زرت» فعل مع فاعل، «ن» وقایہ، «ی» ضمیر متکلّم مفعول بہ، فعل، اپنے فاعل، مفعول فیہ اور مفعول بہ سے مل کر شرط، «ف» جزائیہ «رب» حرف جر «ما» کافہ، «أکرم» فعل اس میں "أنا" ضمیر فاعل اور «ك» مفعول بہ سے مل کر جزا، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

لو زرتني فكأنما أكرمتك:

«لو» حرف شرط «زرتنی» فعل مع فاعل و مفعول بہ شرط «ف» جزائیہ «کأن» حرف مشبہ بالفعل مکفوفہ عن العمل «ما» کافہ، «أکرمتك» فعل "ت" ضمیر بارز مرفوع فاعل اور «ك» مفعول بہ سے مل کر جزا۔ جملہ شرطیہ ہوا۔

من يلاقيك فإن كان صالحا فالملاقاة حسنة:

«من» مبتدا متضمن معنیٰ شرط «یلاقی» فعل، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، «ك» مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر۔ مبتدا خبر سے مل کر شرط اول۔ «ف» جزائیہ، «إن» حرف شرط «کان» فعل ناقص، اس میں "ھو" ضمیر اس کا اسم، «صالحا» خبر، فعل ناقص اسم خبر سے مل کر شرط ثانی، «ف» جزائیہ، «الملاقاۃ» مبتدا «حسنۃ» خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر شرط ثانی کی جزا۔ شرط ثانی اپنی جزا سے مل کر شرط اول کی جزا۔ جملہ شرطیہ ہوا۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ:

«واو» حرف عطف «سبّح» فعل امر، اس میں "أنت" ضمیر ذوالحال «ب» حرف جر «حمد» مضاف «ربك» بترکیب اضافی مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر ہوا "ثابتا" اسم فاعل کا، اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل «قبل» مضاف «طلوع الشمس» بترکیب اضافی مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، «قبل الغروب» بترکیب اضافی معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

وصلت إلى المدرسة من قبل أن يجيء المعلم:

«وصلت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل «إلى المدرسة» بترکیب جار مجرور ظرف لغو «من» حرف جر «قبل» «وصلت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل «إلى المدرسة» بترکیب جار مجرور ظرف لغو «من» حرف جر «قبل» مضاف «أن» ناصبہ موصول حرفی «يجيء» فعل «المعلم» فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور دونوں ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جئت قبلا:

«جئت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل «قبلا» مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ:

«لله» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر اول، «من قبل» بترکیب جار مجرور معطوف علیہ «و» حرف عطف «من بعد» بترکیب جار مجرور معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل

کر ظرف مستقر ثانی "ثابت" اسم فاعل کا، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور دونوں ظرف مستقر سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر مقدم «الأمر» مبتداے مؤخر، مبتداے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قدْكَ/قدني:

«قد» اسم فعل مبتدا بمعنی "كفاك/كفاني" یا "يكفيك/يكفيني" اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل قائم مقام خبر «ك/ی» ضمیر منصوب مفعول بہ۔ یا بمعنی "اكتف" فعل امر، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل قائم مقام خبر، اسم فعل مبتدا اپنے فاعل قائم مقام خبر اور مفعول بہ سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

قدْ ساجدٍ كلمةُ شكرٍ:

«قد» اسم فعل بمعنیٰ "كفیٰ" مضاف «ساجد» مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، «كلمة شكر» بترکیب اضافی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا:

«قد» حرف تحقیق «أفلح» فعل «من» اسم موصول «زكیٰ» فعل، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل «ھا» ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ:

«لقد» میں لام ابتدا برائے تاکید «قد» حرف تحقیق «کان» فعل ناقص «لکم» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر اول «فی» حرف جر «رسول الله» بترکیب اضافی مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر ثانی "ثابتةً" اسم فاعل کا، اس میں "ھی" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور دونوں ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم «أسوة حسنة» بترکیب توصیفی اسم، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب قسم، قسم مقدر کا۔

إِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ:

«إن» حرف مشبہ بالفعل «ك» ضمیر اسم «لام» برائے تاکید «علی» حرف جر «خلق عظیم» بترکیب توصیفی مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر ہوا "ثابتٌ" اسم فاعل کا، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

والله لأقرأن كتابا:

«و» حرف جر «الله» اسم جلالت مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر ہوا «أقسم» فعل کا اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ قسمیہ ہوا «لأقرأن» لام ابتدا برائے تاکید، «أقرأن» فعل اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل «کتابا» مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جواب قسم۔

لو كان محمود لما ضربتُ قاسما:

«لو» حرف شرط «کان» فعل تام «محمود» فاعل، فعل تام اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر شرط «لام» جوابیہ «ما ضربت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل «قاسما» مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

لولا علی لهلك عمر:

«لولا» امتناعیہ «علیؓ» مبتدا، اور اس کی خبر «موجودٌ» اسم مفعول وجوباً محذوف، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ نائب فاعل، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا «لام» حرف تاکید «هلك» فعل «عمر» فاعل، فعل مع فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جواب "لولا" ہوا۔

جئت لأكرمك:

«جئت» فعل «ت» ضمیر فاعل «لام» حرف جر «أكرم» فعل، اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل «ك» ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر صلہ "أن مقدرہ" موصول حرفی کا، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ:

«ما» نافیہ «کان» فعل ناقص «الله» اسم جلالت اسم «لام» حرف جر «یعذب» فعل اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل «هم» ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر صلہ "أن مقدرہ" موصول حرفی کا، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر ہوا "ثابتاً" اسم فاعل کا، اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

يا لَأُسَيدٍ لِبلال:

«یا» حرف ندا قائم مقام "ادعو" فعل کے «لام» حرف جر «أسید» مجرور لفظاً، منصوب محلاً مفعول بہ «أدعو» فعل کا، اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل «ل» حرف جر «بلال» مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

يا لِعلم أبي يوسف!:

«یا» حرف ندا قائم "أدعو" فعل «ل» حرف جر برائے تعجب «علم» مضاف «أبی یوسف» مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور لفظا، منصوب محلا مفعول بہ "أدعو" فعل کا، اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ:

«إن» مخففه عن المثقله "ها" ضمیر محذوف اس کا اسم «کانت» فعل ناقص، اس میں "هی" ضمیر پوشیدہ «لام» فارقہ «کبیرۃ» صفت مشبہ، اس میں "هی" ضمیر پوشیدہ فاعل، «إلا» حرف استثنا «علیٰ» حرف جر «الذین» اسم موصول «هدی» فعل «الله» فاعل، فعل مع فاعل صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر مجرور، جار مع مجرور مستثنیٰ مفرغ ہوکر ظرف لغو، صفت مشبہ اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، «إنْ» مخففہ اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

لا شرب أبو ذر ولا أكل:

«لا» نافیہ «شرب» فعل «أبو ذر» فاعل، فعل مع فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا «و» حرف عطف «لا» زائدہ «أکل» فعل اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل مع فاعل جملہ فعلیہ، خبریہ معطوفہ ہوا۔

ماجاء محمود لا قاسم:

«ماجاء» فعل «محمود» معطوف علیہ «لا» حرف عطف «قاسم» معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، فعل مع فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

لا أحد قائما:

«لا» مشابہ بلیس «أحد» اسم «قائما» اسم فاعل مع ضمیر فاعل خبر، «لا» مشابہ بلیس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

لا رجل فی الدار:

«لا» برائے نفی جنس «رجل» اسم «فی الدار» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر، «ثابت» اسم فاعل کا، اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

أقام حامد؟لا:

«أ» ہمزۂ استفہام «قام» فعل «حامد» فاعل، فعل مع فاعل جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

«لا» برائے ایجاب (جوابیہ) جس کے بعد فعل وفاعل جوازاً محذوف یعنی «قام حامد» فعل مع فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قارب محسن المدينة ولما يدخلْها:

«قارب» فعل «محسن» فاعل «المدينة» مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا «و» حرف عطف «لما» حرف جازم «يدخل» فعل، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل «ھا» ضمیر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ:

«إن» نافیہ «كل» مضاف «نفس» مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا «لما» حرف استثنا بمعنی "إلا" «عليها» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر ہوا "ثابت" اسم فاعل کا، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم «حافظ» مبتداے مؤخر، مبتداے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر خبر، «كل نفس» مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ:

«ف» حرف عطف «لما» ظرف زمان متضمن معنیٔ شرط مفعول فیہ مقدم «نجا» فعل اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل «كم» ضمیر منصوب مفعول بہ «إلى البر» بترکیب جار مجرور ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط «أعرضتم» فعل «تم» ضمیر بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

اِتقوا النار ولو بشق تمرة:

«اِتقوا»فعل امر حاضر «النار» مفعول بہ «و» ضمیر بارز ذوالحال «و»حالیہ «لو»وصلیہ «ب» حرف جر «شق تمرة» بترکیب اضافی مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر ہوا ”ثابتا“ اسم فاعل کا، اس میں ”ھو“ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے اور ظرف مستقر سے مل کر خبر ”کان“ فعل محذوف کی «کان» فعل ناقص، اس میں ”ھو“ضمیر پوشیدہ اسم، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل امر اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ:

«ف» مستانفہ «لو» برائے تمنی «أن» حرف مشبہ بالفعل موصول حرفی «لنا» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر «ثابتة» اسم فاعل کا، اس میں ”ھی“ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم «کرة» اسم مؤخر، ”أن“ حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم مؤخر و خبر مقدم سے مل کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر معطوف علیہ «ف» حرف عطف برائے سبب «أن» مقدرہ موصول حرفی «نکون» فعل ناقص، اس میں ”نحن“ضمیر پوشیدہ اسم «من المؤمنین» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر «ثابتین» اسم فاعل کا، اس میں ”ھم“ ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل ”ثبت“فعل مقدر کا ”ثبت“فعل مقدر اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

لو اجتهدت لنجحت:

«لو» حرف شرط «اجتهدت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط «ل» برائے جواب ”لو“، [نجحت» فعل، اس میں «ت» ضمیر بارز

فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

لَوْ يُطِيعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ:

«لو» حرف عرض متضمن بمعنیٰ شرط «يطيع» فعل، اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل «كم» ضمیر مفعول بہ، «في» حرف جر «كثير» موصوف «من الأمر» جار مجرور سے مل کر "ثابت" کا متعلق ہوکر صفت، موصوف صفت سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط «ل» برائے جواب "لو"، «عنتم» فعل، اس میں «تم» ضمیر بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

لو تحدثنا قليلا:

«لو» حرف عرض «تحدث» فعل، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل «نا» ضمیر مفعول بہ «قليلا» صفت موصوف محذوف «تحديثا» کی، موصوف محذوف اپنی صفت سے مل کر مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ:

«يود» فعل «أحدهم» بترکیب اضافی فاعل «لو» مصدریہ موصول حرفی «يعمر» فعل اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ نائب فاعل «ألف سنة» بترکیب اضافی مفعول فیہ، فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر مفعول بہ، "يود" فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ:

«لولا» حرف امتناع «أنتم» مبتدا، خبر محذوف "موجودون" اسم مفعول، اس میں "هم" ضمیر پوشیدہ نائب فاعل، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا «لام» حرف تاکید «كنا» فعل ناقص اس میں «نا» ضمیر اسم،

«مؤمنین» اسم فاعل، اس میں "هم" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جواب "لو لا" ہوا۔

لولا الله تستغفرونه:

«لو لا» حرف عرض «الله» اسم جلالت مفعول بہ، «تستغفرون» فعل مقدر کا، اس میں «و» ضمیر بارز فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ «تستغفرون» فعل مع فاعل «ہ» ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ مفسرہ ہوا۔

لولا اجتهدت:

«لو لا» حرف توبیخ و تندیم «اجتهدت» فعل اس میں «ت» ضمیر بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ:

«سبح» فعل «لله» بترکیب جار مجرور ظرف لغو «ما» اسم موصول «فی السمٰوٰت» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر ہوا "ثبت" فعل کا، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ما أحسن سليما:

«ما» اسمیہ استفہامیہ برائے تعجب مبتدا «أحسن» فعل ماضی، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل «سلیما» مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

أعطني كتابا ما:

«أعط» فعل امر، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل «نون» وقایہ «ی» ضمیر

مفعول بہ، «کتابا» موصوف «ما» بمعنی "عاما" صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

مَا هٰذَا بَشَرًا:

«ما» مشابہ بلیس «هٰذا» "ها" برائے تنبیہ "ذا" اسم اشارہ اسم «بشرا» خبر، «ما» مشابہ بہ لیس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ:

«ضاقت» فعل «علیکم» بترکیب جار مجرور ظرف لغو «الأرض» فاعل «ب» حرف جر «ما» مصدریہ موصول حرفی «رحبت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور دونوں ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

إنما أنا قاسم:

«إن» حرف مشبہ بالفعل «ما» کافہ «أنا» ضمیر منفصل مبتدا «قاسم» اسم فاعل مع ضمیر فاعل خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ:

«أ» برائے استفہام «لم تر» فعل نفی جحد بلم، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل «أن» حرف مشبہ بالفعل موصول حرفی «الله» اسم جلالت اسم «یسجد» فعل «له» بترکیب جار مجرور ظرف لغو «من» اسم موصول «فی السمٰوٰت» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر «ثبت» فعل کا، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر خبر، "أنّ" کا اسم اپنی خبر سے مل کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ:

«من» اسم استفہام مبتدا «ذا» اسم اشارہ موصوف یا مبدل منہ «الذی» اسم موصول «یشفع» فعل، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ ذوالحال «عندہ» بترکیب اضافی مفعول فیہ «إلا» حرف استثنا «ب» حرف جر «إذنہ» بترکیب اضافی مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر ہوا "ثابتا" اسم فاعل کا، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے اور ظرف مستقر سے مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر صفت یا بدل کل، موصوف اپنی صفت سے مل کر یا مبدل منہ اپنے بدل کل سے مل کر خبر، اسم استفہام اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

من ذا الرجل؟:

«من» اسم استفہام مبتدا «ذا» اسم اشارہ موصوف یا مبدل منہ «الرجل» صفت یا بدل کل، موصوف اپنی صفت یا مبدل منہ اپنے بدل کل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

من ذا ضحك؟:

«من» اسم استفہام مبتدا «ذا» اسم موصول «ضحك» فعل مع فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

ليتني كنتُ عالما:

«لیت» حرف مشبہ بالفعل، نون وقایہ «ی» ضمیر متکلّم اسم «کنت» فعل ناقص «ت» ضمیر بارز اسم «عالما» اسم فاعل مع ضمیر فاعل خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

إنني رأيت قاسما:

«إن» حرف مشبہ بالفعل نون وقایہ «ی» ضمیر اسم «رأيت قاسما» پورا جملہ خبر، «إنَّ» اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ها قد رجعت:

«ها» حرف تنبیہ «قد رجعت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ورجل عالم لقيته:

«و» بمعنی "رُبّ" حرف جر «رجل» موصوف «عالم» صفت، موصوف صفت سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر بر مذہب نحاۃ بصریین ظرف لغو مقدم «لقيت» فعل مع فاعل «ہ» ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور ظرف لغو مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اور بر مذہب نحاۃ کوفیین "رُبّ" اسم ہے۔ شارح رضی نے اسی مذہب کو قوی کہا ہے۔ اس مذہب پر ترکیب یوں ہوگی: «رب» مضاف «رجل» موصوف «عالم» صفت اول «لقيته» فعل مع فاعل و مفعول بہ صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا۔ شارح رضی نے فرمایا: یہ مبتدا ہے جس کی کوئی بھی خبر نہیں۔

جاء الأستاذ وهو مبتسم:

«جاء» فعل «الأستاذ» ذوالحال «و» حالیہ «هو» ضمیر مبتدا «مبتسم» اسم فاعل مع ضمیر فاعل خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جاء البرد والجبات:

«جاء» فعل «البرد» فاعل «و» بمعنی مع «الجبات» مفعول معہ، فعل اپنے فاعل

اور مفعول معہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الطلاب جاءوا:

«الطلاب» مبتدا «جاءوا» فعل واو ضمیر بارز فاعل، فعل مع فاعل خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

كان أبو حنيفة ـ ورحمه الله ـ عالما:

«كان» فعل ناقص «أبو حنيفة» اسم «عالما» خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ «واو» اعتراضیہ «رحم» فعل «ہ» ضمیر مفعول بہ مقدم «الله» اسم جلالت فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ دعائیہ معترضہ ہوا۔

چوتھا باب

باب دوم کی مصطلحات ترکیب کے آئینے میں

یہ باب پچھلے باب سے اس طرح مختلف ہے کہ پچھلے باب میں باب اول میں شامل مختلف کلمات کی صورتوں کی اہم تراکیب نحویہ کو سمجھایا گیا تھا اور اس باب میں باب دوم میں شامل کی گئیں نحوی و صرفی اصطلاحات کی صورتوں کی اہم تراکیب نحویہ کو سمجھایا جائے گا۔ باب دوم میں یہ واضح کیا گیا تھا کہ ایک ہی نحوی یا صرفی اصطلاح جیسے جارومجرور کا مجموعہ کس طرح کبھی صفت بن کر، کبھی حال بن کر، کبھی صلہ بن کر اور کبھی کچھ اور مختلف صورتوں میں آسکتا ہے۔ ان اصطلاحات کی بہت سی صورتوں کی تراکیب خصوصی توجہ کی طالب ہیں۔ اگر ان کی طرف خصوصی توجہ نہ کی جائے تو غلط فہمیوں کا پیدا ہو جانا ایک فطری بات ہے۔ اس باب کا مقصد باب دوم کی مصطلحات کو ان کی تراکیب کے ذریعے سے مزید واضح کرنا اور ان سے متعلق مشکل مقامات کو قدرے آسان بنانا ہے۔

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ:

«أو» حرف عطف «ك» حرف جر «صيّب» موصوف «من السماء» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر "ثابتٍ" اسم فاعل کا اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر "ثابتٌ" اسم فاعل کا۔ اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، مبتداے محذوف «مثلهم» کی، «مثلهم» بترکیب اضافی مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔

فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ:

«ف» حرف عطف «خرج» فعل، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ ذوالحال، «علی» حرف جر «قومه» بترکیب اضافی مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو خرج فعل کا «فی» حرف جر «زینته» بترکیب اضافی مجرور جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر "ثابتا" اسم فاعل کا، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر حال ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔

وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ:

«و» مستانفہ، «لام» حرف جر، «ہ» ضمیر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر "ثابت" سے متعلق، "ثابت" اسم فاعل، اس میں "ھو" ضمیر فاعل سے مل کر خبر مقدم «من» اسم موصول «فی» حرف جر «السمٰوٰت» معطوف علیہ «و» حرف عطف «الأرض» معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر "ثبت" فعل کا اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر صلہ۔ موصول صلہ سے مل کر مبتداے مؤخر۔

وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ:

«و» حرف عطف «فی الأرض» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر، "ثابتات" اسم فاعل کا اس میں "هُنَّ" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم «آیٰت» موصوف «للموقنین» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر "ثابتات" اسم فاعل کا، اس میں "هُنَّ" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتداے مؤخر، مبتداے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اَفِي اللهِ شَكٌّ:

«أ» ہمزۂ استفہام «فی الله» بترکیب جار مجرور ظرف مستقر "ثابتٌ" اسم فاعل کا، «ثابت» اسم فاعل مبتدا کی قسم ثانی «شك» فاعل قائم مقام خبر، «ثابتٌ» اسم فاعل اپنے ظرف مستقر اور قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا:

«و» حرف جر برائے قسم «الشمس» معطوف علیہ «و» حرف عطف «ضُحٰهَا» بترکیب اضافی معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور، مقسم بہ جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر ہوا "أقسم" فعل کا، اس میں "أنا" ضمیر پوشیدہ فاعل، «أقسم» فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

جاء الطفل مسرعا:

«جاء» فعل «الطفل» ذوالحال «مسرعا» اسم فاعل مع ضمیر فاعل حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

شرب الطفل الحليب ساخنا:

«شرب» فعل «الطفل» فاعل «الحليب» ذوالحال «ساخنا» اسم فاعل مع ضمیر فاعل حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

شُرِب الماء صافيا:

«شرب» فعل «الماء» ذوالحال «صافيا» اسم فاعل مع ضمیر فاعل حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

أعجبتُ بالطفل نظيفا:

«أعجبت» فعل مجہول مع نائب فاعل «ب» حرف جر «الطفل» ذوالحال «نظيفا»

اسم فاعل مع ضمیر فاعل حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے نائب فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

أعجبني رائحة الورود مفتحة:

«أعجب» فعل «نون» وقایہ «ی» ضمیر مفعول بہ «رائحة» مضاف «الورود» ذوالحال «مفتحة» حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

حماد مبتسما قادم:

«حماد» ذوالحال «مبتسما» اسم فاعل مع ضمیر فاعل حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مبتدا، «قادم» اسم فاعل مع ضمیر فاعل خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

هٰذا كتابك فی المحفظة:

«هٰذا» اسم اشارہ مبتدا «کتابك» ذوالحال «فی الحفظة» بترکیب اضافی ظرف مستقر "ثابتا" اسم فاعل کا، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مشار الیہ خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

کر حماد أسدا:

«کرّ» فعل «حماد» ذوالحال «أسدا» بتاویل "کأسد" جس میں «ك» حرف جر «أسد» مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر ہوا «کائنا» اسم فاعل کا، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

بایعت زبیرا یدا بید:

«بایعت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل ذوالحال «زبیرا» مفعول بہ ذول الحال «یدا

بید» بتاویل "متقابضَین" اسم فاعل، اس میں "ھما" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر فاعل و مفعول بہ دونوں سے حال، دونوں ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل و مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ادخلوا الغرفة واحدا واحدا:

«ادخلوا» فعل امر حاضر، اس میں «و» ضمیر بارز ذوالحال «الغرفة» مفعول بہ «واحدا واحدا» بتاویل "مترتِّبین" اسم فاعل، اس میں "ھم" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

علّمته النحو بابا بابا:

«علمت» فعل مع فاعل «ہ» مفعول بہ اول «النحو» ذوالحال «بابا بابا» بتاویل "مفصلا" اسم فاعل، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا:

«إن» حرف مشبہ بالفعل «نا» ضمیر اسم «أنزلنا» فعل مع فاعل «ہ» ذوالحال «قرآنا عربیا» بترکیب توصیفی حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً:

«فاء» حرف عطف «تم» فعل «میقات» مضاف «ربہ» بترکیب اضافی مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ذوالحال «أربعین» اسم عدد ممیز «لیلة» تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اِشتريت الثوب ذراعا بدرهم:

«اشتريت» فعل مع فاعل «الثوب» ذوالحال «ذراعا» حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ «بدرهم» بترکیب جار مجرور ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

هٰذا بابك حديدا:

«هٰذا» "ها" برائے تنبیہ "ذا" اسم اشارہ مبتدا «بابك» بترکیب اضافی ذوالحال «حديدا» حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

شاهدت المريض يتمنى الشفاء:

«شاهدت» فعل مع فاعل «المريض» ذوالحال «يتمنى» فعل اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل «الشفاء» مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

شاهدت النجم والليل مظلم:

«شاهدت» فعل مع فاعل «النجم» ذوالحال «و» حالیہ «الليل» مبتدا «مظلم» اسم فاعل مع ضمیر فاعل خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

شاهدت العصفور فوق الشجرة:

«شاهدت» فعل مع فاعل «العصفور» ذوالحال «فوق الشجرة» بترکیب اضافی مفعول فیہ، "كائنا" اسم فاعل کا، اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

لَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ:

«لاتعزموا» متضمن بمعنیٰ "لاتنووا" فعل نہی حاضر، اس میں «و» ضمیر بارز فاعل «عقدة النكاح» بترکیب اضافی مفعول بہ، "لاتعزموا" فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ:

«فاء» فصیحہ «ليحذر» فعل امر غائب «الذين» اسم موصول «يخالفون» متضمن بمعنیٰ "یخرجون" فعل، اس میں «و» ضمیر بارز فاعل «عن» حرف جر «أمره» بترکب اضافی مجرور، جار مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا "إذا كان الأمر كذا" شرط مقدر کی جس میں «إذا» ظرف زمان متضمن بمعنیٰ شرط مفعول فیہ مقدم «كان» فعل ناقص «الأمر» اسم «كذا» خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

كسرتُه فانكسر:

«كسرتُ» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل «ه» ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا «ف» حرف عطف «انكسر» فعل اس میں "هو" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔

مانجح إلا زينب:

«مانجح» فعل ماضی منفی «إلا» حرف استثنا «زينب» مستثنیٰ مفرغ ہوکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نعم/نعمت المجتهدة زينب:

(ا)۔ «نعم/نعمت» فعل مدح «المجتهدة» فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر خبر

مقدم «زینب» مبتداے مؤخر، مبتداے مؤخر اپنے خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

(۲)- «نعم/نعمت» فعل «المجتهدة» فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا «زینب» خبر مبتداے محذوف "ھی" کی، مبتداے محذوف اپنے خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

نعم رجلا أبو تراب:

(ا)- «نعم» فعل مدح، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ ممیز «رجلا» تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر خبر مقدم «أبو تراب» مبتداے مؤخر، مبتداے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

(۲)- «نعم» فعل، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ ممیز «رجلا» تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا «أبو تراب» خبر مبتداے محذوف "ھو" کی، مبتداے محذوف اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

نصرني وأكرمت حامدا:

«نصرنی» فعل، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل راجع بسوئے حامد، جو مابعد مذکور ہے نون وقایہ «ی» ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر معطوف علیہ «و» حرف عطف «أکرمت» فعل «ت» ضمیر فاعل «حامدا» مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا:

«إن» نافیہ «ھی» ضمیر منفصل مبتدا «إلا» حرف استثنا «حیاتنا» بترکیب اضافی موصوف «الدنیا» صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مستثنیٰ مفرغ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ:

«قل» فعل امر حاضر، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل «ھو» ضمیر شان مبتدا «اللہ» مبتدائے ثانی «أحد» خبر مبتدائے ثانی کی، مبتدائے ثانی اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر مبتدائے اول کی۔ مبتدائے اول اپنی خبر سے مل کر مقولہ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مقولہ مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ربه رجلا لقيتُ:

«رب» حرف جر «ہ» ضمیر ممیز راجع بسوے "رجلا" جو مابعد مذکور ہے «رجلا» تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو مقدم ہوا «لقیت» فعل کا، "لقیت" میں «ت» ضمیر بارز فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نصرته حامدا:

«نصرت» فعل مع فاعل «ہ» مبدل منہ راجع بسوے حامد «حامدا» بدل کل، مبدل منہ اپنے بدل کل سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جلست جِلسةَ القاري:

«جلست» فعل «تاء» ضمیر بارز فاعل «جلسة القاری» بترکیب اضافی مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اُذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا:

«اذکروا» فعل امر حاضر، اس میں «واو» ضمیر بارز فاعل «اللہ» اسم جلالت مفعول بہ، «کثیرا» موصوف محذوف «ذکرا» کے ساتھ بترکیب توصیفی مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اجتهدت اجتهادا لم يجتهده غيري:

«اجتهدت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل «اجتهادا» موصوف «لم» جازمہ «یجتهد» فعل «ہ» ضمیر مفعول مطلق «غیری» بترکیب اضافی فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جلس الطفل القرفصاء:

[جلس] فعل [الطفل] فاعل [القرفصاء] مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سبقتك ثلاثا:

«سبقت» فعل «ت» ضمیر بارز فاعل «ك» ضمیر منصوب مفعول بہ «ثلاثا» مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ضربت اللص عصا:

«ضربت» فعل مع فاعل «اللص» مفعول بہ «عصا» مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول مطلق سے مل کر سے جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ:

«ف» فصیحہ «لا تمیلوا» فعل نہی، اس میں «و» ضمیر بارز فاعل «کل المیل» بترکیب اضافی مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا، شرط محذوف "إذا كان الامر كذا" اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

قاتل واصفٌ أي قتال:

«قاتل» فعل «واصف» فاعل «أي قتال» بترکیب اضافی مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قلت ذٰلك القول:

«قلت» فعل مع فاعل «ذٰلك» اسم اشارہ موصوف «القول» مشار الیہ صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

صبرا على المكاره:

«صبرا» مصدر «على المكاره» بترکیب جار مجرور ظرف لغو، مصدر اپنے ظرف لغو سے مل کر مفعول مطلق فعل محذوف سماعا «اصبر» کا، "اصبر" فعل امر، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

مهلا:

«مهلا» مفعول مطلق «لاتمهل» فعل نہی کا، اس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل نہی اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

رحمة/سقيا/رعيا:

«رحمة / سقيا / رعيا» مفعول مطلق فعل محذوف «رحمك الله / سقاك الله / رعاك الله» فعل کا جس میں «ك» ضمیر منصوب مفعول بہ «الله» اسم جلالت فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

أَجُرأةً علىٰ المعاصي:

«أ» ہمزۂ استفہام، «جرأة» مصدر «على المعاصي» جار مجرور سے مل کر ظرف لغو مصدر کا۔ مصدر ظرف لغو سے مل کر مفعول مطلق فعل محذوف «تجرأ» کا، جس میں "أنت" ضمیر پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيْدٌ:

«و» حرف عطف «جاءت» فعل «كل نفس» بترکیب اضافی موصوف «معها»

بترکیب اضافی مفعول فیہ، «ثابت» اسم فاعل کا، اس میں "ھو" ضمیر پوشیدہ فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم «سائق و شهيد» بترکیب عطف مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔

پانچواں باب

مصطلحات اور کلمات کے درمیان فرق

فاعل اور اسم فاعل، مصدر اور اسم مصدر اور اسی طرح فعل اور اسم فعل اگرچہ بظاہر یہ اصطلاحیں ایک ہیں لیکن ان کے درمیان فرق ہے۔اسی طرح "ما" اگرچہ ایک ہی کلمہ ہے لیکن یہ کبھی استفہامیہ ہوسکتا ہے، کبھی نافیہ ہوسکتا ہے اور کبھی موصولہ ہوسکتا ہے۔وہیں دو اصطلاحیں جو اپنے نام کے اعتبار سے آپس میں بہت مختلف ہوسکتی ہیں لیکن اپنے معنیٰ کے اعتبار سے ان کے درمیان کا فرق بہت ادنیٰ سا ہوسکتا ہے۔یہ باب اصطلاحات اور کلمات کے مابین اسی قسم کے فرقوں کو ان کی مثالوں کے ساتھ واضح کرتا ہے۔اس باب کا مطالعہ بہت سی مصطلحات اور کلمات کے حوالہ سے بصیرت عطا کرے گا۔

(ا)-صفت اور حال کے درمیان فرق:

- صفت کا تعلق موصوف سے اس کے عامل کے تعلق سے قبل ہوتا ہے جب کہ حال کا تعلق ذوالحال سے عامل کے تعلق کے وقت ہوتا ہے، جیسے جاء الرجل العالم (عالم شخص آیا۔) کا مطلب ہوگا کہ علم کا تعلق الرجل سے مجیئة کے پہلے سے ہے جب کہ حال میں فی الحال کو بتانا ہوتا ہے، جیسے: جاء الرجل ضاحکا (آدمی ہنستے ہوئے آیا۔) اس مثال میں ضحك کا تعلق الرجل سے مجیئة کے وقت ہے۔
- صفت کے دو موصوف (جن کا اعراب الگ ہو) نہیں ہوسکتے، جب کہ حال کے دو الحال دو ہوسکتے ہیں، یعنی فاعل و مفعول۔لہٰذا نصر سلیم قاسما راکبین درست

ہے، مگر نصر سلیم قاسما العالمَین درست نہیں۔ در اصل صفت اعراب میں موصوف کے مطابق ہوتی ہے، اب اگر دو موصوف (فاعل و مفعول) ہوں تو کسی ایک کی مطابقت سے دوسرے موصوف کی مطابقت نہیں ہو پائے گی، اور حال کی اعراب میں ذوالحال سے مطابقت ہوتی ہی نہیں۔

- صفت کا موصوف کے اعراب و تعریف و تنکیر میں مطابق ہونا ضروری ہے جب کہ حال ہمیشہ منصوب اور نکرہ ہوگا۔ صفت کی مثال: جاء الرجلُ العالمُ—حال کی مثال: جاء الرجل راكباً
- حال ذوالحال پر مقدم ہو سکتا ہے جب کہ صفت موصوف پر نہیں۔ لہٰذا جاء راکباً الرجل درست ہے، مگر جاء العالم الرجل بترکیب توصیفی درست نہیں۔
- حال ضمیر کا بھی ہو سکتا ہے، جیسے: مررت به راكبا. راکباً ضمیر مجرور متّصل سے حال ہے۔ جب کہ صفت ضمیر کی نہیں ہو سکتی، کیوں کہ ضمیر موصوف نہیں بن سکتی۔ لہٰذا مررت به العالم درست نہیں۔
- صفت میں عائد کا ہر حال میں ہونا ضروری ہے، جیسے جاء الرجل العالم میں العالم میں ضمیر عائد ہے، جب کہ حال سے پہلے اگر واؤ آجائے تو عائد ضروری نہیں، جیسے: رأيت القمرَ والنهار موجود (میں نے چاند دیکھا اس حال میں کہ دن موجود تھا۔)[1]

(۲)—حال اور تمیز کے درمیان فرق:

- حال اسم کے علاوہ جملہ، جار مجرور اور ظرف بھی ہو سکتا ہے، جیسے ''لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى''[2] میں انتم سکٰرىٰ۔ ''فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ''[3] میں فی

(۱)- الأشباه والنظائر فی النحو، جلد:۳، ص:۲۶۶
(۲)- ترجمہ: نشے کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ۔ [النساء:۴۳]
(۳)- ترجمہ: تو وہ اپنی زینت میں اپنی قوم کے سامنے نکلا۔ [القصص:۷۹]

زینته۔ رأیت العصفور فوق الشجرۃ میں فوق الشجرۃ حال ہے جب کہ تمیز صرف اسم ہوگی، جیسے طاب علیٌ علمًا میں علمًا تمیز ہے۔

- کبھی حال پر معنیٔ کلام موقوف ہوتا ہے جیسے: "لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْتُمْ سُکٰرٰی" اگر اس مثال سے حال کو ختم کردیا جائے تو کلام کا معنی ہی خراب ہوجائے گا جب کہ تمیز میں معنی پہلے سے ہی حاصل ہوتا ہے، تمیز لانے کا مقصد صرف ابہام دور کرنا ہوتا ہے۔ جیسے طاب علیٌ علمًا میں اگر علمًا کو حذف بھی کردیں تو کلام کا معنی خراب نہیں ہوگا البتہ ابہام باقی رہے گا۔
- حال متعدّد ہوسکتے ہیں، جیسے: رأیت عزیزًا راکبًا ضاحکًا جب کہ تمیز نہیں۔
- حال ذو الحال پر مقدم ہوسکتا ہے جب کہ عامل فعل یا شبہ فعل ہو، جیسے: رأیت ضاحکا عزیزًا۔ اس مثال میں عزیز ذوالحال اور ضاحك حال ہے۔ جب کہ تمیز ممیز پر مقدم نہیں ہوسکتی۔
- حال عمومًا مشتق ہوتا ہے، جب کہ تمیز عموما جامد، البتہ کبھی اس کا برعکس بھی ہوتا ہے۔[1]

(۳)۔عطف بیان اور صفت کے درمیان فرق:

- صفت عمومًا مشتق ہوتی ہے جب کہ عطف بیان عمومًا جامد ہوتا ہے۔
- صفت کا متبوع معرفہ و نکرہ دونوں ہوسکتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ جیسا متبوع ہوگا صفت بھی ویسی ہی ہوگی، جیسے: جاء الرجل العالم، جاء رجل عالم۔ جب کہ عطف بیان کا متبوع صرف معرفہ ہوگا۔ لہٰذا جاء تاجر محمودٌ کہنا درست نہیں، بلکہ جاء التاجر محمود درست ہوگا۔
- صفت اپنے متبوع سے زیادہ خاص نہیں ہوسکتی، کیوں کہ موصوف صفت سے اعلیٰ ہوتا ہے۔ اگر صفت زیادہ خاص ہوگی تو صفت کا اعلیٰ ہونا لازم آئے گا۔ لہذا جاء

(۱)۔الأشباہ والنظائر فی النحو، جلد:۳، ص:۲۳۹

غلامُ رجلِ العالمُ درست نہیں ہوگا اس لیے کہ العالم معرف باللام ہونے کی وجہ سے غلام رجل کے مقابلے میں زیادہ خاص ہے، کیونکہ غلام رجل محض نکرۂ مخصوصہ ہے۔ جب کہ عطف بیان اپنے متبوع سے زیادہ خاص ہوسکتا ہے۔ اسی وجہ سے مررت بأخيك حامد درست ہے اگرچہ حامد علمیت کی وجہ سے اپنے متبوع أخيك سے زیادہ خاص ہے، کیوں کہ أخيك معرف باالاضافت ہے اور معرف باالاضافت خصوصیت بتانے میں علمیت سے کم ہوتا ہے۔ (۱)

(۴)-عطف بیان اور بدل کے درمیان فرق:

- عطف بیان میں تکرار عامل نہیں ہوتا جب کہ بدل میں ہوتا ہے۔

فائدہ: تکرار عامل کا مطلب یہ ہے کہ تابع کے لیے الگ سے عامل ہوتا ہے اگرچہ اس کو ظاہر نہیں کیا جاتا۔ ایسا صرف دو قسم کے تابع میں ہوتا ہے، معطوف بحرف اور بدل، جیسے: جاء أفضل و أفضال کی اصل ہوگی جاء أفضل و جاء أفضال. اسی طرح جاء أخوك أفضال کی اصل ہوگی جاء أخوك جاء أفضال.

- عطف بیان کے متبوع کا معرفہ ہونا ضروری ہے جب کہ بدل کا متبوع نکرہ بھی ہوسکتا ہے۔ جیسے: جاء رجل رجل عدلٌ میں پہلا رجل جو رجل عدلٌ عدل کا متبوع ہے اور نکرہ ہے۔
- عطف بیان کا متبوع ضمیر نہیں ہوسکتا جب کہ بدل کا ہوسکتا ہے، جیسے: زرته حامدا میں "ہ" ضمیر بدل کا متبوع ہے۔
- بدل میں غلطی کا تدارک ممکن ہے اور بدل الغلط اسی مقصد کے لیے ہوتا ہے جب کہ عطف بیان میں غلطی کا تدارک ممکن نہیں۔ (۲) کیونکہ عطف بیان محض وضاحت کے لیے ہوتا ہے۔

---

(۱)-الأشباه والنظائر فی النحو، جلد:۳، ص:۲۵۹
(۲)-الأشباه والنظائر فی النحو، جلد:۳، ص:۲۶۰

(۵)-بدل اور صفت کے درمیان فرق:

- صفت کا مشتق یا مشابہ مشتق ہونا ضروری ہے جب کہ بدل عموماً جامد یا مصدر ہوتا ہے۔
- صفت کی تعریف و تنکیر میں متبوع کی مطابقت ضروری ہے جب کہ بدل میں نہیں۔ بدل کا متبوع معرفہ بھی ہوسکتا ہے نکرہ بھی، خواہ بدل معرفہ ہو یا نکرہ۔
- صفت کا متبوع ضمیر نہیں ہوسکتا، کیوں کہ ضمیر موصوف نہیں بن سکتی۔ جب کہ بدل کا ہوسکتا ہے۔ جیسے: زرته حامداً
- صفت کا استعمال مدح وذم کے لیے ہوتا ہے بدل کا نہیں۔
- صفت میں تکرار عامل نہیں ہوتا ہے جب کہ بدل میں ہوتا ہے۔[1]

(۶)-کلام اور جملہ کے درمیان فرق:

ایک کا دوسرے پر اطلاق ہوتا ہے لیکن ان دونوں کے درمیان اعتباری فرق ہے۔

- کلام کے لیے ضروری ہے کہ وہ مفید ہو اور مفید سے مراد یہ ہے کہ اس پر احسن انداز میں سکوت درست ہو، کسی چیز کا انتظار نہ ہو۔ جب کہ جملہ کے لیے فقط فعل فاعل یا مبتدا خبر کا پایا جانا کافی ہے، لہذا اگر انتظار باقی ہے تو جملہ تو کہہ سکتے ہیں مگر کلام نہیں

مثلاً:

مثالیں	کلام/جملہ	وجہ
نصر خالد قاسمًا	دونوں	کسی چیز کا انتظار نہیں
نَصَرَ خالدٌ	جملہ	مفعول کا انتظار باقی ہے
أعطيت خالداً درهما	دونوں	کسی چیز کا انتظار نہیں
أعطيت خالداً	جملہ	مفعول ثانی کا انتظار باقی ہے
سمعت خطيبًا يخطب	دونوں	کسی چیز کا انتظار نہیں

(۱)-الأشباه والنظائر فی النحو، جلد:۳، ص:۲۶۴

سمعت خطيبًا	جملہ	صفت مفعول کا انتظار باقی ہے
طاب أحمد علمًا	دونوں	کسی چیز کا انتظار نہیں
طاب أحمد	جملہ	تمیز کا انتظار باقی ہے۔

یہ سمجھنے کے لیے چند مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ انھیں مثالوں پر دوسرے جملوں کو قیاس کرلیں۔

- دوسرا فرق یہ ہے کہ کلام اسی کو کہیں گے جس میں اسناد مقصود لذاتہ ہو (یعنی بلا واسطہ اسناد ہو) جب کہ جملہ کے لیے فقط اسناد کافی ہے خواہ لذاتہ ہو یا نہ ہو، مثلاً عليٌّ أسد میں أسد کی اسناد، قام عليٌّ میں قام کی اسناد لذاتہ یعنی بنا کسی واسطے کے ہے، لہٰذا اس طرح کی مثالوں کو کلام بھی کہیں گے اور جملہ بھی کہیں گے ـــــ عليٌّ قائم یا عليٌّ قام جیسی مثالوں میں قائم اور قام کی اسناد پہلے ضمیر کی طرف ہے پھر جملہ یا شبہ جملہ ہو کر علی کی طرف۔ اسی طرح أو يس قائم أبوه میں۔ لہٰذا اس طرح کی مثالوں کو جملہ تو کہیں گے کہ اسناد تو ہے بھلے ہی بالواسطہ ہے۔ مگر اس طرح کی مثالوں کو کلام نہیں کہیں گے کیوں کہ اسناد بلا واسطہ نہیں بلکہ بالواسطہ ہے۔

(۷)۔ صفت اور وصف کے درمیان فرق:

وصف کا اطلاق ایسے معنی پر ہوتا ہے جس کا قیام یا وقوع کسی کے ساتھ نہ ہو۔ جب کہ صفت کا اطلاق ایسے معنی پر ہوتا ہے جس کا قیام یا وقوع کسی ذات غیر معین کے ساتھ ہوتا ہے۔ مثلاً عدلٌ، نصرٌ، سمعٌ، علمٌ وغیرہ یہ وصف تو ہیں مگر صفت نہیں کیوں کہ جس معنی پر یہ دلالت کرر ہے ہیں، ان کا تعلق کسی ذات سے نہیں، كما هو الظاهر۔ جب کہ عالم، سامع، عادل، ناصر، منصور وغیرہ اس طرح کی مثال صفت تو ہیں مگر وصف نہیں؛ کیوں کہ ان کی دلالت ایسے معنی پر ہو رہی ہے جس کا قیام یا وقوع کسی ذات غیر معین کے ساتھ ہے، جیسا کہ ان

کے معنٰی سے واضح ہے۔

(۸)۔نعت اور صفت کے درمیان فرق:

نعت کا اطلاق اس معنی پر کیا جاتا ہے جو معنی وقتی طور پر نہ پایا جائے بلکہ اس میں بقا یا دوام ہو، جب کہ صفت کا اطلاق مطلقًا کیا جاتا ہے، خواہ معنی میں بقا و دام ہو یا نہ ہو۔ جیسے ضاحك، اس کو صفت تو کہا جائے گا مگر نعت نہیں، کیوں کہ ہنسنا وقتی طور پر ہوتا ہے۔ عالم کو صفت بھی کہا جائے گا اور نعت بھی کیوں کہ عالم وقتی طور پر کوئی نہیں ہوتا۔

(۹)۔فاعل اور اسم فاعل کے درمیان فرق:

- فاعل معمول ہوتا ہے جب کہ اسم فاعل بالذات عامل ہوتا ہے۔ جیسا کہ نصر رجل میں رجل فاعل تو ہے مگر اسم فاعل نہیں اور یہ نصر کا معمول ہے۔ ـــــ رأیت ناصرَ ضعیفٍ (میں نے ضعیف کی مدد کرنے والے کو دیکھا۔) میں ناصر اسم فاعل ہے جو بالذات عامل ہے اور اپنے معمول کی طرف مضاف ہے، پھر مل ملا کر رأیت کا معمول (مفعول بہ) ہے۔
- اسم فاعل کا مشتق ہونا ضروری ہے کیوں کہ یہ قسم ہی مشتق کی ہے جب کہ فاعل کا مشتق ہونا ضروری نہیں۔

(۱۰)۔مصدر اور اسم مصدر کے درمیان فرق:

مصدر بالذات معمول ہوتا ہے مفعول مطلق یا مفعولہ لہ بن کر، جب کہ اسم مصدر بالذات عامل ہوتا ہے۔ جیسے نصرت نصرا، جئت إکراما میں نصرا اور إکراما مصدر ہیں۔ ـــــ رایت جلوسَ عامرٍ (میں نے عامر کے بیٹھنے کو دیکھا۔) میں جلوس اسم مصدر ہے، اور بالذات عامل ہے جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہے، البتہ پھر اپنے معمول سے مل کر رأیت فعل کا معمول (مفعول بہ) ہے۔

(۱۱)۔ظرف لغو اور ظرف مستقر کے درمیان فرق:

- ظرف لغو کا عامل عبارت میں مذکور ہوتا ہے جب کہ ظرف مستقر کا محذوف، جیسے الرجل قائم علی السطح میں علی السطح ظرف لغو ہے جس کا عامل قائم ہے،اور علی السطح میں علی السطح ظرف مستقر ہے جس کا عامل اس جملہ میں لفظی طور پر موجود نہیں ہے۔
- ظرف لغو کو حذف کر دیا جائے تو تب بھی جملہ مکمل ہوتا ہے جب کہ ظرف مستقر کو حذف کر دیا جائے تو جملہ جملہ نہیں رہتا۔جیسے الرجل قائم علی السطح میں اگر علی السطح کو حذف بھی کر دیا جائے تب بھی الرجل قائم مکمل جملہ باقی ہے،جب کہ الرجل علی السطح میں سے اگر علی السطح حذف کر دیا تو صرف الرجل باقی رہے گا۔
- ظرف لغو، لغو (زائد) ہوتا ہے یعنی جملہ میں فضلہ کی حیثیت رکھتا ہے جب کہ ظرف مستقر مستقر (ٹھہرا ہوا، قرار پکڑا ہوا) ہوتا ہے یعنی جملہ میں عمدہ کی حیثیت رکھتا ہے۔
- ظرف مستقر کا عامل افعال عامہ (کان ، ثبت ، وجد ، استقر) یا ان سے مشتق ہوتا ہے جب کہ ظرف لغو کا عامل ان کے علاوہ مخصوص افعال یا ان کے مشتق ہوتے ہیں۔جیسے الرجل فی الدار میں جو عامل متعلق پوشیدہ نکالا جاتا ہے اس کا تعلق افعال عامہ سے ہوتا ہے،جب کہ الرجل قائم فی الدار میں عامل قائم ہے جو مخصوص فعل (قام) سے مشتق ہے۔

(۱۲)۔اعراب لفظی، تقدیری اور اعراب محلی کے درمیان فرق:

اسم کی دو قسمیں ہیں: معرب اور مبنی۔

معرب پر آنے والا اعراب اگر لفظوں میں ظاہر ہے اور پڑھنے میں آرہا ہے تو وہ اعراب لفظی کہلاتا ہے، مثلاً: جاء رجلٌ. رایت رجلاً. مررت برجل. اور اگر آخری حرف کے اندر

اعراب کو قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہ ہو یا پھر صلاحیت تو ہو لیکن ثقالت پیدا ہوتی ہو تو اعراب تقدیری ہوتا ہے۔ اعراب کی صلاحیت ہی نہ ہو اس کی مثال اسم مقصور اور غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلّم ہے۔ اسم مقصور کے آخر میں الف مقصورہ ہوتا ہے اور الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے، اگر اس پر اعراب ظاہر کیا جائے تو وہ الف نہ رہ کر ہمزہ ہو جائے گا۔ جیسے: جاءت عطشیٰ، رأیت عطشیٰ، مررت بعطشیٰ ــــ غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلّم چوں کہ یاے متکلّم کی طرف مضاف ہوتا ہے اور یا اپنے ماقبل کسرہ چاہتی ہے، اگر اعراب ظاہر کیا جائے تو آخری حرف پر دو حرکتوں کا جمع ہونا لازم آئے گا جو کہ محال ہے۔ اس وجہ سے اس پر کوئی دوسری حرکت نہیں آسکتی۔ جیسے: جاء غلامِی، رأیت غلامِی. مررت بغلامِی

اعراب کی صلاحیت تو ہو مگر ثقالت پیدا ہوتی ہو اس کی مثال اسم منقوص ہے، جیسے: جاء القاضی، رأیت القاضیَ، مررت بالقاضی۔ پہلی مثال میں یا پر ضمہ اور تیسری مثال میں کسرہ آنا چاہیے، اور یہ دونوں یا پر ثقیل ہوتے ہیں، لہٰذا ان دونوں صورتوں میں اعراب تقدیری ہوگا، جب کہ حالت نصبی والی صورت میں یا پر فتحہ آنا چاہیے اور وہ ثقیل بھی نہیں، لہٰذا اعراب لفظی ہوگا۔

الحاصل اعراب لفظی ہو یا اعراب تقدیری، یہ دونوں اعراب معرب کے ساتھ مخصوص ہیں، جب کہ اعراب محلی مبنی کے ساتھ مخصوص ہے۔ اعراب محلی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ مبنی کے آخری حرف پر اعراب آنا متعذر یا ثقالت کا باعث ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کلمہ مبنی ہے، اگر اس کی محل (جگہ) پر کوئی معرب لفظ ہوتا تو اس پر اعراب لفظا یا تقدیرا ضرور آتا، اسی لیے اس کا نام ہی اعراب محلی ہے، جیسے: جاء ھٰؤلاء. رأیت ھٰؤلاء. مررت بھٰؤلاء[1]

(۱۳)۔ ضمیر شان اور ضمیر غائب کے درمیان فرق:

ضمیر شان و ضمیر غائب دونوں ضمیریں غائب کے لیے ہی ہوتی ہیں، البتہ ان کے درمیان کچھ

(۱)۔ الأشباہ والنظائر فی النحو، جلد:۳، ص:۲۱۸

فرق ہیں:

- ضمیر شان کا سابق میں کوئی مرجع نہیں ہوتا جب کہ ضمیر غائب کا مرجع ہونا ضروری ہے، خواہ وہ لفظاً ہو تقدیراً۔ جیسے: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ"(۱) اس میں ھو ضمیر شان ہے اس کا سابق میں کوئی مرجع نہیں، جب کہ عمیرٌ رأی عزیرا میں رأی کے اندر ضمیر غائب پوشیدہ ہے اس کا مرجع عمیر ہے، جو لفظاً مذکور ہے۔ "اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى"(۲) میں ھو کا مرجع عدل ہے جو کہ فعل امر کے ضمن میں تقدیراً موجود ہے۔
- ضمیر شان کا کوئی تابع نہیں آسکتا جب کہ ضمیر غائب کا آسکتا ہے۔ جیسے: رأیته ھو. اس مثال میں ضمیر متّصل کا تابع بطور تاکید موجود ہے، جب کہ قل ھو ھو الله أحد کہنا درست نہیں۔
- ضمیر شان کے بعد ایسے جملے کا ہونا ضروری ہے جو اس کی تفسیر بیان کرے جیسے کہ سابقہ مثال میں، جب کہ ضمیر غائب میں ایسا ہوتا ہی نہیں۔
- ضمیر شان کی جگہ اسم ظاہر کا لانا ہرگز درست نہیں، لہٰذا قل الله أحد نہیں کہا جاسکتا، جب کہ ضمیر غائب کی جگہ اسم ظاہر لانا بالکل درست ہے، جیسے: إعدلوا، العدل أقرب للتقوی میں ھو کی جگہ العدل اسم ظاہر لایا گیا ہے۔ جاء عبید و رأی عبید میں جاء، رأی میں پوشیدہ ضمیر کی جگہ اسم ظاہر کو لایا گیا ہے۔
- ضمیر شان کو حذف کردیں تب بھی جملہ کامل ہوتا ہے جب کہ ضمیر غائب اگر حذف کردیں تو جملہ ناقص ہوجائے گا، جیسا کہ سابق مثالوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔(۳)

(۱۴)-افعال ناقصہ اور افعال تامہ کے درمیان فرق:

- افعال ناقصہ کو اگر حذف کردیا جائے تب بھی جملہ مکمل ہوتا ہے، جیسے کان حامد

(۱)-ترجمہ: تم فرماؤ وہ اللہ ایک ہے۔[الإخلاص:۱]
(۲)-ترجمہ: یہ پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے۔[المائدۃ:۸]
(۳)-الأشباہ والنظائر فی النحو، جلد:۳، ص:۲۱۹

قائما سے حامد قائم جب کہ افعال تامہ کو اگر حذف کر دیا جائے تو جملہ ناقص ہو جائے گا۔ جیسے قام حامد سے حامد

- افعال ناقصہ کی تاکید بالمصدر درست نہیں، لہٰذا کان حامد قائما کونًا درست نہیں، جب کہ افعال تامہ میں درست ہے، جیسے: قام حامد قیامًا
- افعال ناقصہ مبنی للفاعل (فعل معروف) کے طور پر ہی مستعمل ہوتے ہیں جب کہ افعال تامہ مبنی للفاعل و مبنی للمفعول (معروف و مجہول) دونوں طرح مستعمل ہیں۔ لہٰذا کان حامد قائما میں کین قائما نہیں کہا جا سکتا، جب کہ نَصَرَ الرجل حماداً میں نُصِرَ حمادٌ کہا جا سکتا ہے۔
- افعال ناقصہ کے لیے ضروری ہے کہ ان کا کوئی مرفوع ہو اور کوئی منصوب ہو جیسے: کان حامدٌ قائمًا. جب کہ افعال تامہ اگر لازم ہیں تو ان کو صرف مرفوع چاہیے اور متعدّی ہیں تو ان کے لیے منصوب لانا ضروری نہیں مگر بہتر ہے۔[1]

(۱۵)-ما نافیہ مشابہ بلیس اور لیس فعل ناقص کے درمیان فرق:

یہ دونوں مبتدا و خبر پر داخل ہونے اور نفی حال کا فائدہ دینے میں شریک ہیں مگر کچھ دیگر چیزوں میں فرق ہیں:

- ما نافیہ حرف ہے جب کہ لیس فعل ناقص ہے۔
- ما نافیہ چوں کہ حرف ہے اس میں ضمیر پوشیدہ نہیں ہو سکتی جب کہ لیس میں ہو سکتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ عمّارٌ لیس قائمًا درست ہے لیکن عمّارٌ ما قائمًا کہنا درست نہیں۔
- ما نافیہ کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا مناسب نہیں، جب کہ لیس کی خبر کو مقدم کرنے میں حرج نہیں۔ لہٰذا ما بقائم عمّارٌ کہنا نہیں چاہیے جب کہ لیس بقائم

---

(۱)-الأشباہ والنظائر فی النحو، جلد:۳، ص:۲۲۶

عمّارٌ کہنا بالکل بجا ہے۔

- ما نافیہ کی خبر فعل ماضی نہیں ہو سکتی جب کہ لیس کی خبر فعل ماضی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ماعمّارٌ قام کہنا درست نہیں، لیس عمّارٌ قام درست ہے۔(۱)

(۱۶)-لا مشابہ بلیس اور لیس فعل ناقص کے درمیان فرق:

- لا حرف ہے جب کہ لیس فعل ناقص ہے۔
- لا چوں کہ حرف ہے اس میں ضمیر پوشیدہ نہیں ہو سکتی جب کہ لیس کے اندر ہو سکتی ہے، تو حمّاد لیس قائمًا درست ہے لیکن حمّادٌ لا قائمًا کہنا درست نہیں۔
- لا کا عمل سماعی ہے جب کہ لیس کا عمل قیاسی ہے۔
- لا کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا مناسب نہیں، جب کہ لیس کی خبر کو مقدم کرنے میں حرج نہیں، لہٰذا لا بقائم حمادٌ کہنا نہیں چاہیے جب کہ لیس بقائم حمادٌ کہنا بالکل بجا ہے۔
- لا کا استعمال صرف نکرہ کے ساتھ مخصوص ہے، جب کہ لیس معرفہ اور نکرہ دونوں کے ساتھ مستعمل ہے۔ لہٰذا لا حمادٌ قائمًا درست نہیں جب کہ لیس حمّادٌ قائمًا درست ہے۔(۲)

(۱۷)-غَیْر برائے صفت اور غَیْر برائے استثنا کے درمیان فرق:

- غیر جب صفت بنے تو جو حکم ماقبل کے لیے ہے اس کا غیر کے مابعد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اور جب استثنا کے طور پر استعمال ہو تو جس حکم کا ماقبل کے لیے اثبات ہے اس حکم کی مابعد سے نفی ثابت ہوگی اور اگر ماقبل کے لیے نفی ہے تو مابعد کے لیے اس حکم کا اثبات ہوگا، جیسے: جاءنی القوم غیر سلیم. اس مثال میں اگر صفت کے لیے مانیں تو مطلب ہوگا قوم آئی، سلیم آیا یا نہیں، اس کا کچھ پتہ نہیں۔ اور اگر استثنا کے لیے

(۱)-الأشباه والنظائر فی النحو، جلد:۳، ص:۲۲۸

(۲)-الأشباه والنظائر فی النحو، جلد:۳، ص:۲۲۹

مانیں تو مطلب ہوگا قوم آئی مگر سلیم نہیں آیا، اور ما جاءنی القوم غیر سلیم کا مطلب ہوگا: قوم نہیں آئی مگر سلیم آیا۔[1]

- غیر جب صفت کے طور پر استعمال ہو تو مابعد ماقبل میں داخل نہیں ہوگا، اور اگر استثنا کے لیے استعمال ہو تو مابعد ماقبل میں داخل ہوگا جس کا استثنا غیر کے ذریعے کیا گیا ہوگا۔ جیسے: جاء نی القوم غیر أصحابك. اس مثال میں اگر غیر کو صفت مانیں تو اصحاب قوم میں داخل نہیں ہوں گے، اور اگر استثنا کے لیے مانیں تو داخل ہوں گے۔
- غیر جب صفت ہو تو اس کا اعراب ماقبل موصوف کے مطابق ہوگا، اور اگر استثنا کے لیے ہو تو اس کا اعراب مستثنیٰ بہ "إلا" والا ہوگا، جیسے مذکورہ مثال میں صفت ماننے کی صورت میں غیرُ أصحابك اور استثنا کے لیے ماننے کی صورت میں غیرَ أصحابك پڑھیں گے۔[2]

(۱۸)-اضافت لفظیہ اور اضافت معنویہ کے درمیان فرق:

- اضافت لفظیہ میں صرف لفظوں کی اضافت ہوتی ہے معنی کے اعتبار سے مضاف اور مضاف الیہ عامل اور معمول ہوتے ہیں۔ جیسے رأیتُ رجلا ناصرَ ضعیفٍ (میں نے کمزور کی مدد کرنے والے شخص کو دیکھا۔) میں مضاف ناصر عامل اور مضاف الیہ ضعیف اس کا معمول ہے۔ جب کہ اضافت معنویہ میں لفظ اور معنی دونوں اعتبار سے اضافت ہوتی ہے، اور اس میں مضاف اور مضاف الیہ عامل و معمول نہیں ہوتے۔ جیسے رأیتُ غلا مَ رجلٍ میں مضاف غلام اور مضاف الیہ رجل عامل و معمول نہیں۔
- اضافت لفظیہ صرف تخفیف کا فائدہ دیتی ہے، یعنی مضاف میں تنوین، نون تثنیہ و نون جمع کو حذف کر دیتی ہے، جیسے: ناصرُ ضعیفٍ، ناصرا ضعیفٍ، ناصرو ضعیف

(۱)- الأشباه والنظائر فی النحو، جلد:۳، ص:۲۳۸

(۲)-عناية النحو في هداية النحو، ص:۱۰۰

ـــــاور مضاف الیہ سے ضمیر کو حذف کر دیتی ہے، جیسے: حسن الوجہ (جو کہ اصل میں حسنٌ وجهه تھا۔) جب کہ اضافت معنویہ تعریف (معرفہ بنانے) یا تخصیص (نکرہ مخصوصہ بنانے) کا فائدہ دیتی ہے، نکرہ کی اضافت اگر معرفہ کی طرف ہو تو تعریف کا، جیسے: غلامُ علیٍّ۔ نکرہ کی طرف ہو تو تخصیص کا، جیسے: غلام رجلٍ

- اضافت لفظیہ میں اگر مضاف تثنیہ یا جمع مذکر سالم کا صیغہ ہو یا مضاف الیہ معرف باللام ہو تو مضاف پر الف لام آسکتا ہے، جیسے: الناصرا عميرٍ، الناصرو عميرٍ، الناصر الرجل. جب کہ اضافت معنویہ میں کسی بھی صورت میں مضاف پر الف لام نہیں آسکتا۔ (۱)

(۱۹)۔ فعل اور اسم فعل کے درمیان فرق:

- فعل کے لیے علامات فعل کا ہونا ضروری ہے جب کہ اسم فعل لفظاً کسی بھی علامت فعل (نصب، جزم، نون تاکید، یاے مخاطبہ، تاے فاعل وغیرہ) کو قبول نہیں کرتا۔
- فعل کا معمول مقدم ہو یا مؤخر، بہر صورت فعل اس میں عمل کرتا ہے، جب کہ اسم فعل کے معمول کا مؤخر ہونا ضروری ہے، مقدم ہونے کی صورت میں اسم فعل اس میں عمل نہیں کر سکتا، اس کے لیے الگ سے عامل مقدر ماننا ہوگا۔ جیسے عزیرًا رأیت، رأیت عزیرًا دونوں میں رأیت عمل کرے گا۔ اور اسی طرح دونك الكتاب (خذ الكتاب) میں دونك عمل کرے گا، لیکن الكتاب دونك میں دونك عمل نہیں کرے گا بلکہ اس کے لیے الكتاب سے پہلے الگ سے عامل دونك مقدر ماننے کی ضرورت ہوگی۔
- فعل عموماً متصرف ہوتا ہے، یعنی اس سے دیگر صیغے بھی آتے ہیں۔ مثلا: اسكت، اسكتا، اسكتوا وغیرہ، جب کہ اسم فعل ایک ہی صیغہ پر آتا ہے۔ مثلاً "صه" واحد،

---

(۱)۔ کافیۃ لابن حاجب، ص:۱۰۸

تثنیہ، جمع، مذکر و مؤنث سب کے لیے اسی صیغے کے ساتھ مستعمل ہے۔

- فعل کی تاکید اسم فعل کے ساتھ آسکتی ہے مگر اسم فعل کی تاکید فعل کے ساتھ نہیں آسکتی، مثلاانزِل نزالِ درست ہے، مگرنزالِ اِنزِلْ درست نہیں۔(۱)

(۲۰)-اسم فاعل اور صفت مشبہ کے درمیان فرق:

- اسم فاعل فعل لازم و متعدّی دونوں سے مشتق ہوتا ہے جب کہ صفت مشبہ صرف فعل لازم سے مشتق ہوتی ہے۔
- اسم فاعل تجدد و حدوث پر دلالت کرتا ہے، جب کہ صفت مشبہ ثبوت پر دلالت کرتی ہے، اور قرینہ ہو تو دوام کا بھی فائدہ دیتی ہے۔
- اسم فاعل کا فاعل اور مفعول بہ دونوں ہو سکتا ہے، جب کہ صفت مشبہ کا فاعل تو ہوتا ہے مگر مفعول بہ نہیں ہوتا، البتہ مشابہ مفعول بہ کبھی کبھی آتا ہے۔ جیسے: عثمان حسن الوجه. اس مثال میں الوجه مشابہ مفعول بہ ہے، یہی صفت مشبہ کا منصوب کہلاتا ہے۔
- اسم فاعل کے منصوب کو اسم فاعل پر مقدم کرسکتے ہیں جیسے أحمد مكرِمٌ سعيداً میں أحمد سعيداً مكرم بھی کہا جاسکتا ہے، مگر عثمان حسن الوجهَ میں عثمان الوجهَ حسن کہنا درست نہیں۔
- اسم فاعل اور اس کے معمول کے درمیان فصل جائز ہے، جب کہ صفت مشبہ اور اس کے معمول کے درمیان فصل جائز نہیں، لہٰذا أحمد مكرمٌ فی الدار سعيداً درست ہے، مگر عثمان حسن فی الدار الوجهَ درست نہیں۔
- اسم فاعل کی اضافت اس کے فاعل کی طرف جائز نہیں جب کہ صفت مشبہ کی اضافت اس کے فاعل کی طرف درست ہے۔ لہٰذا رأيت قائم محمودٍ درست نہیں ، مگر

(۱)-مجلة كلية التربية الأساسية، ص:۵۵۵

رأیت حسن الوجہ درست ہے۔

- اسم فاعل پر اگر الف لام داخل ہو تو وہ کبھی الذی کے معنی میں ہوتا ہے جب کہ صفت مشبہ پر فقط حرف تعریف کے طور پر ہوتا ہے۔(۱)

(۲۱)-لام جحود ولام کَي کے درمیان فرق:

- لام جحود کان منفیہ کی تاکید کے لیے استعمال ہوتا ہے، جیسے: "مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ"،(۲) جب کہ لام کي ماقبل فعل کے سبب کو بیان کرتا ہے، جیسے: أسلمت لأدخل الجنة
- لام جحود کے بعد والے فعل کا فاعل وہی ہوگا جو کان منفیہ کا اسم ہو، جب کہ لام کي کے بعد والے فعل کا فاعل ماقبل فعل کے فاعل کے علاوہ بھی ہوسکتا ہے، لہٰذا ما کان أو یش لیذھب سعید کہنا درست نہیں، جب کہ قام أو یس لیذھب اور قام عمر لیجلس علیٌّ دونوں درست ہیں۔
- لام جحود کے ماقبل فعل مضارع نفی تاکید بلن نہیں ہوسکتا جب کہ لام کي میں ہوسکتا ہے، لہٰذا لن یکون أحمد لِیُدرَسَ درست نہیں، مگر لن أعصی ربی لیغفر لی ربی درست ہے۔
- لام جحود سے پہلے إلّا کا استعمال درست نہیں جب کہ لام کي سے پہلے درست ہے، لہٰذا ما کان علی إلا لیکرم قاسما درست نہیں، مگر ما جاء علی إلا لیکرم قاسما درست ہے۔
- لام جحود کا عامل محذوف ہوتا ہے جب کہ لام کي کا عامل فعل ظاہر ہوتا ہے، جیسے: "مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ" کی اصل ہے: "ماکان الله مریدًا لیعذبھم" اور جاء

---

(۱)-مجلة كلية التربية الأساسية، ص:۵۵۵

(۲)-ترجمہ: اللہ انھیں عذاب دینے والا نہیں۔ [الأنفال:۳۳]

طلحة لیقرأ میں لیقرأ سابق فعل جاء ہی سے متعلق ہے۔

- لام جحود کا ماقبل مستقل کلام نہیں ہوتا، جب کہ لام کي کا ماقبل مستقل کلام ہوتا ہے جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہے۔
- لام جحود کے بعد أن مقدر ہی ہوتا ہے، اس کو ظاہر کرنا جائز نہیں، جب کہ لام کي کے بعد اگر لا آجائے تو أن کا ظاہر کرنا واجب ہے، جیسے: أسلمت لئلا أدخل النار اور لا نہ آئے تو ظاہر کرنا نہ کرنا دونوں جائز ہے، جیسے أسلمت لأدخل الجنة اور أسلمت لأن أدخل الجنة دونوں جائز ہے۔[1]

(۲۲)-إذا شرطیہ اور إذا فجائیہ کے درمیان فرق:

- إذا شرطیہ کے لیے لازم ہے کہ اس کے بعد جملہ فعلیہ ہو، خواہ اس کا فعل ظاہر ہو، جیسے: "وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ"[2] یا محذوف ہو، جیسے: "اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ"[3] جو کہ اصل میں "إذا انشقت السماء انشقت" ہے، جب کہ إذا فجائیہ کے بعد جملہ اسمیہ ہوتا ہے، جیسے: "فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی"[4]
- إذا شرطیہ کے لیے جواب شرط (جزا) کا ہونا ضروری ہے جیسے: "وَ اِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا"[5] جب کہ إذا فجائیہ کے لیے جواب (جزا) نہیں آتا۔
- إذا شرطیہ کے لیے صدر کلام ضروری ہے، إذا فجائیہ کے لیے ضروری نہیں۔
- إذا شرطیہ زمانۂ مستقبل پر دلالت کرتا ہے، جب کہ إذا فجائیہ زمانۂ حال پر کرتا ہے۔[6]

---

(۱)-مجلة كلية التربية الأساسية، ص:۵۵۸

(۲)-ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو۔[الأعراف:۲۰۴]

(۳)-ترجمہ: جب آسمان پھٹ جائے گا۔[الانشقاق:۱]

(۴)-ترجمہ: تو موسیٰ نے اسے (نیچے) ڈال دیا تو اچانک وہ سانپ بن گیا جو دوڑ رہا تھا۔[طه:۲۰]

(۵)-ترجمہ: اور جب تمھیں کسی لفظ سے سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر لفظ سے جواب دو یا وہی الفاظ کہہ دو۔ [النساء:۸۶]

(۶)-مجلة كلية التربية الأساسية، ص:۵۶۱

(۲۳)-مصدر صریح اور مصدر مؤول کے درمیان فرق:

- مصدر صریح کی صفت آسکتی ہے، جیسے: أعجبني نجاحك الباهر، لیکن مصدر مؤول کی نہیں آسکتی، لہٰذا أعجبني أن تنجح الباهر کہنا درست نہیں۔
- مصدر صریح صرف مفرد کی حیثیت رکھتا ہے جب کہ مصدر مؤول مسند اور مسند الیہ دونوں کی رکھتا ہے، جیساکہ سابقہ مثال سے ظاہر ہے۔
- مصدر صریح ظرف زمان بن سکتا ہے جیسے: جئتك صلاة العصر یعنی جئتك وقت صلاة العصر. جب کہ مصدر مؤول ظرف زمان نہیں بن سکتا، لہٰذا اسی مفہوم کو ادا کرنے کے لیے جئتك أن تصلي العصر کہنا درست نہیں۔
- مصدر مؤول فعل رجاء کا فاعل یا اس کی خبر بن سکتا ہے، جیسے: "عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ "[۱] یہاں فاعل واقع ہے، اور "عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ "[۲] یہاں خبر واقع ہے، جب کہ مصدر صریح فعل رجاء کا نہ فاعل بن سکتا ہے اور نہ خبر۔
- مصدر صریح مفعول مطلق بن سکتا ہے لیکن مصدر مؤول نہیں بن سکتا، لہٰذا انطلقت انطلاقًا تو درست ہے مگر انطلقت أن أنطلق درست نہیں۔
- مصدر صریح زمانہ سے عاری ہوتا ہے یعنی اس کی دلالت کسی زمانہ پر نہیں ہوتی جب کہ مصدر مؤول کی دلالت حسب فعل زمانۂ ماضی یا زمانہ حال و مستقبل پر ہوتی ہے، جیسے: یعجبني أن نجحت اور یعجبني أن تنجح[۳]

(۲۴)-معرفہ اور نکرہ کے درمیان فرق:

- معرفہ میں مخصوص فرد پر دلالت ہوتی ہے جب کہ نکرہ میں فرد غیر مخصوص پر دلالت ہوتی ہے۔

---

(۱)-ترجمہ: اور قریب ہے کہ کوئی بات تمھیں ناپسند ہو حالاں کہ وہ تمھارے حق میں بہتر ہو۔[البقرة:۲۱۶]
(۲)-ترجمہ: عنقریب اللہ ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔[التوبة:۱۰۲]
(۳)-مجلة كلية التربية الأساسية، ص:۵۶۲

- نکرہ بلا تخصیص مبتدا نہیں بن سکتا جب کہ معرفہ بن سکتا ہے، لہٰذا رجل قائم درست نہیں جب کہ الرجل قائم درست ہے۔
- نکرہ سے استثنا درست نہیں جب کہ معرفہ سے درست ہے، لہٰذا جاء رجال إلا رجلا درست نہیں، مگر جاء الرجال إلا رجلا درست ہے، اسی لیے ''لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا''(۱) میں إلا استثنا کے لیے نہیں بلکہ غیر کے معنیٰ میں ہے۔
- نکرہ کے بعد اگر جملہ یا شبہ جملہ آئے تو صفت بنتا ہے، جیسے: رأیت رجلا ینشد المدیح النبوی۔ معرفہ کے بعد آئے تو حال بنتا ہے، جیسے: ''لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى''
- معرفہ کی طرف اگر کسی نکرہ کی اضافت ہو تو وہ خود معرفہ بن جاتا ہے، جیسے: کتاب حامد اور نکرہ کی طرف اضافت ہو تو نکرہ مخصوص بن جاتا ہے، جیسے: کتاب رجل
- نکرہ کی تاکید معنوی درست نہیں جب کہ معرفہ کی درست ہے، لہٰذا جاء رجل نفسہ درست نہیں، مگر جاء الرجل نفسہ درست ہے۔
- نکرہ پر الف لام داخل ہو سکتا ہے، جیسے رجلٌ سے الرجل مگر معرفہ پر داخل نہیں ہو سکتا، جیسے عمر سے العمر درست نہیں۔
- من حرف جر زائدہ جو استغراق پر دلالت کرتا ہے، نکرہ پر تو داخل ہو سکتا ہے مگر معرفہ پر داخل نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ''هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ''(۲) درست ہے، مگر ھل من الخالق غیر اللہ درست نہیں۔
- لا برائے نفی جنس اور لا مشابہ بلیس نکرہ پر داخل ہو سکتے ہیں مگر معرفہ پر نہیں، لہٰذا ''لَا

---

(۱)- ترجمہ: اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو ضرور آسمان و زمین تباہ ہو جاتے۔ [الأنبیاء:۲۲]

(۲)- ترجمہ: کیا اللہ کے سوا اور کوئی بھی خالق ہے؟ [الفاطر:۳]

عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللهِ "(۱) درست ہے، لیکن لا عمرَ قائمًا درست نہیں۔

- نکرہ پر حرف ندا بلا واسطہ داخل ہوسکتا ہے، جیسے: یا رجل، معرف باللام پر داخل نہیں ہوسکتا، فاصلہ ضروری ہے، لہٰذا یا الرجل درست نہیں، یا أیھا الرجل درست ہے۔
- نکرہ پر تنوین داخل ہوسکتی ہے، معرفہ باللام پر نہیں، لہٰذا رجلٌ درست ہے مگر الرجلٌ درست نہیں۔
- معرفہ یعنی متعیّن پر تعجب کیا جاسکتا ہے نکرہ (غیر متعیّن) پر نہیں، ہاں اگر نکرہ مخصوصہ ہو تو کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا ما احسن أو یسا اور ما أحسن رجلا أتقی اللہ درست ہیں، مگر ما أحسن رجلا کہنا درست نہیں۔(۲)

(۴۵)- "س" اور سوف کے درمیان فرق:

- دونوں استقبال پر دلالت کرتے ہیں مگر "س" کی دلالت میں کم فاصلہ ہوتا ہے، جب کہ سوف میں زیادہ ہوتا ہے۔
- سوف پر لام تاکید داخل ہوسکتا ہے، "س" پر نہیں، لہٰذا "وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى "(۳) درست ہے، مگر لسیقول السفھاء درست نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سوف تین حرفی ہونے کی وجہ سے فعل اور اسم کے زیادہ مشابہ ہے، تو جس طرح فعل اور اسم پر لام تاکید داخل ہوسکتا ہے، اسی طرح اس پر بھی، جب کہ "س" کے یک حرفی ہونے کی وجہ سے اس میں حرفیت کا پہلو غالب ہے۔(۴)

(۴۶)- لم اور لمّا کے درمیان فرق:

- لم صرف ماضی میں نفی پر دلالت کرتا ہے جب کہ لمّا ماضی سے لے کر فی الحال تک

(۱)- ترجمہ: آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں مگر (وہی بچے گا) جس پر وہ رحم فرمادے۔ [ھود: ۴۳]

(۲)- مجلۃ کلیۃ التربیۃ الأساسیۃ، ص: ۵۶۴

(۳)- ترجمہ: اور بے شک قریب ہے کہ تمھارا رب تمھیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ [الضحیٰ: ۵]

(۴)- الأشباہ والنظائر فی النحو، جلد: ۳، ص: ۲۷۱

نفی پر دلالت کرتا ہے، جیسے لم یدخل عبید فی البیت (عبید گھر میں داخل نہیں ہوا۔) قرب عبید المدینة ولما یدخلها (عبید شہر کے قریب ہوا، اور ابھی تک شہر میں داخل نہیں ہوا۔)

- لم کے ساتھ إن شرطیہ متّصل ہوسکتا ہے، لما کے ساتھ نہیں، لہٰذا إن لم تقرأ لم تنجح درست ہے، مگر إن لمّا تقرأ لم تنجح درست نہیں۔
- لم سے جس فعل کی نفی کی جاتی ہے اس کے ثبوت کی امید نہیں ہوتی، جب کہ لما کے ذریعے جس فعل کی نفی کی جاتی ہے اس کے ثبوت کی امید ہوتی ہے، جیسے: لم یدخل عبید فی البیت (عبید گھر میں داخل نہیں ہوا۔)—یہاں داخل ہونے کی کوئی امید کا اشارہ نہیں مل رہا، جب کہ اگر لما یدخل عبید فی البیت (عبید ابھی تک گھر میں داخل نہیں ہوا۔) کہا جائے، پتہ چل رہا ہے کہ داخل ہوا تو نہیں مگر داخل ہونے کی امید ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ لمّا متوقع کی نفی کے لیے آتا ہے اور لم مطلق نفی کے لیے آتا ہے۔
- لم کے مابعد فعل کو بلا ضرورت حذف کرنا جائز نہیں، لما کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے لہٰذا قرب عبید المدینة ولم کہنا درست نہیں، قرب عبید المدینة ولما کہنا درست ہے۔[1]

(۲۷)۔مبتدا اور مبتدا کی قسم ثانی کے درمیان فرق:

- مبتدا ہمیشہ مسند الیہ ہوتا ہے جیسے الولد حاضر میں الخادم۔ جب کہ مبتدا کی قسم ثانی مسند ہوتی ہے۔ جیسے کہ أقائم تلمیذ میں قائم
- مبتدا کی قسم ثانی کے لیے ضروری ہے کہ حرف نفی یا کلمۂ استفہام کے بعد واقع ہو، جیسے: أقائم تلمیذ اور ماقائم تلمیذ. جب کہ مبتدا کے لیے ایسا کچھ ضروری نہیں۔

(۱)۔الأشباه والنظائر فی النحو، جلد:۳، ص:۲۷۶

- مبتدا کی قسم ثانی کے لیے ضروری ہے کہ صفت کا صیغہ ہو جیسا کہ اوپر کی مثالوں میں واضح ہے۔ جب کہ مبتدا کے لیے ایسا ضروری نہیں۔
- مبتدا خود معمول ہوتا ہے جب کہ مبتدا کی قسم ثانی بعد والے اسم ظاہر کے لیے عامل ہوتی ہے اور اس کو رفع دیتی ہے، جیسے: هل ذاهب ولدان، ما موجود رجال میں ذاهب اور موجود، ولدان اور رجال میں عمل کر رہے ہیں۔[1]

(۲۸)۔فعل اور اسم فاعل کے درمیان فرق:

- اسم فاعل کے لیے ضروری ہے کہ اس پر الف لام ہو، جیسے: رأيت الناصر ضعيفًا أمس. اور اگر نہ ہو تو دو شرطیں ہیں: (۱) حال یا استقبال کے معنی میں ہو، (۲) اس سے پہلے مبتدا، موصوف، ذوالحال، نفی یا استفہام ہو۔ جیسے: عبيد قائم أبوه، جاء ولد قائم أبوه، جاء عبيد راكبًا غلامه، ما ذاهب أحد، أذاهب أحد. فعل کے لیے ایسا کچھ ضروری نہیں۔
- اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر مفرد ہی کی منزل میں ہوتا ہے مگر فعل جملہ ہوتا ہے۔
- اسم فاعل میں الف اور واو جیسے ناصران، ناصرون فقط علامت تثنیہ و جمع ہوتے ہیں، جب کہ فعل میں علامت تثنیہ و جمع ہونے کے ساتھ ساتھ ضمیر فاعل بھی ہوتے ہیں۔ جیسے: الرجال جاءوا، المسلمان نصرا[2]

(۲۹)۔نون نسوہ اور نون تاکید کے درمیان فرق:

- نون نسوہ اسم ہوتا ہے یعنی ضمیر مرفوع متصل، جب کہ نون تاکید حرف ہوتا ہے۔
- نون نسوہ کا استعمال صرف جمع مؤنث غائب و حاضر کے صیغوں کے ساتھ ہوتا ہے، جب کہ نون تاکید اگر ثقیلہ ہو تو تمام صیغوں کے ساتھ، اور اگر نون خفیفہ ہو تو نون اعرابی اور نون نسوہ کے صیغوں کے علاوہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

---

(۱)۔شرح الجامی، ص:۱۵۱

(۲)۔الأشباه والنظائر فی النحو، جلد:۳، ص:۲۵۰

- نون نسوہ ترکیب میں فاعل یا نائب فاعل بنتا ہے، جب کہ نون تاکید ترکیب میں کچھ نہیں بنتا۔
- نون نسوہ کے ماقبل والا حرف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے، جب کہ نون تاکید کے ماقبل والا حرف کبھی مفتوح، کبھی مضموم اور کبھی مکسور ہوتا ہے۔
- نون نسوہ ماضی، مضارع اور امر تینوں میں آتا ہے جب کہ نون تاکید صرف مضارع اور امر میں آتا ہے۔

(۳۰)-یائے متکلّم اور یائے مخاطبہ کے درمیان فرق:

- یائے متکلّم ضمیر منصوب متّصل یا مجرور متّصل ہوتی ہے، جیسے: نصرنی عبد القادر، مرّ عادل بی. جب کہ یائے مخاطبہ صرف ضمیر مرفوع متّصل ہوتی ہے، جیسے: تنصرین
- یائے متکلّم کا استعمال ماضی میں جیسے: ساعَدَنی، مضارع میں جیسے: یساعدُنی، امر میں جیسے: ساعِدنی، تینوں افعال میں ہوتا ہے، جب کہ یائے مخاطبہ کا استعمال صرف مضارع میں میں ہوتا ہے جیسے: تنصرین اور امر میں میں ہوتا ہے جیسے: انصری
- یائے متکلّم جب فعل سے متّصل ہو تو اس کے اور فعل کے درمیان نون وقایہ سے فصل کیا جاتا ہے، جب کہ یائے مخاطبہ میں نہیں کیا جاتا، جیسے مذکورہ بالا مثالیں۔
- یائے متکلّم محل نصب میں ہوتی ہے جب کہ فعل یا حروف مشبہ بالفعل سے متّصل ہو، جیسے: نصرنی، إنی قائم. اور محل جر میں ہوتی ہے جب کہ اسم یا حرف جر سے متّصل ہو، جیسے: غلامی، لی. جب کہ یائے مخاطبہ صرف محل رفع میں ہوتی ہے، یعنی فعل معروف سے متّصل ہونے کی صورت میں فاعل، فعل مجہول سے متّصل ہونے کی صورت میں نائب فاعل، جیسے: تَنصُرِینَ، تُنْصَرِیْنَ اور کان وغیرہ سے متّصل ہونے کی صورت میں ان کا اسم، جیسے: "یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ"(۱)

(۱)-ترجمہ: اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر۔[الأنبیاء:۶۹]

(۳۱)۔مفعول مطلق اور مفعول لہ کے درمیان فرق:

- مفعول مطلق لفظاً یا معنیً اپنے فعل کے مطابق ہوتا ہے جب کہ مفعول لہ اپنے فعل سے لفظاً یا معنیً کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔
- مفعول مطلق اپنے فعل کی نوعیت، تاکید یا اس کے عدد کو بیان کرتا ہے جب کہ مفعول لہ اپنے فعل کے سبب کو بیان کرتا ہے۔
- مفعول لہ لماذا، لِمَ وغیرہ کا جواب بنتا ہے، مفعول مطلق میں ایسا نہیں ہوتا۔
- مفعول لہ کے ساتھ لام تعلیل مقدر ہوتا ہے جب کہ مفعول مطلق کے ساتھ نہیں۔

(۳۲)۔استثنا اور حصر کے درمیان فرق:

- استثنا تعمیم کا فائدہ دیتا ہے، جیسے: خرج القوم إلا عبيداً، جب کہ حصر تخصیص کا فائدہ دیتا ہے، جیسے: ماخرج إلا عبيد
- استثنا میں عموماً مستثنیٰ منہ مذکور ہوتا ہے جب کہ حصر میں مذکور نہیں ہوتا، جیسے مذکورہ بالا مثالیں۔
- استثنا کی صورت میں اگر جملہ مثبتہ ہے تو مستثنیٰ پر نصب واجب ہوتا ہے، جملہ منفیہ ہو تو نصب وبدل دونوں جائز ہیں، جب کہ حصر میں عامل کے مطابق اعراب ہوتا ہے۔
- کلمات استثنا کا استعمال حصر کے لیے بھی کیا جاسکتا ہے جب کہ کلمات حصر کا استعمال استثنا کے لیے ہو یہ ضروری نہیں۔ جیسے: إنما کا استعمال حصر کے لیے تو ہوتا ہے مگر استثنا کے لیے نہیں ہوتا۔
- استثنا کی صورت میں اگر مثبت میں صرف إلا اور منفی کی صورت میں حرف نفی اور إلا کو حذف کردیا جائے تو جملہ بے معنی ہوجاتا ہے جیسے: خرج القوم إلا عبيد اور "ماخرج القوم إلا عبيد سے خرج القوم عبيد جب کہ حصر میں معنی درست رہتا ہے جیسے: ماخرج إلا عبيد سے خرج عبيد

(۳۳)-إن شرطیہ اور إذا شرطیہ کے درمیان فرق:

- إذا کا استعمال اس وقت کیا جاتا ہے جب شرط کا وقوع راجح ہو یعنی اس کے پائے جانے کی صورتیں زیادہ ہوں، جب کہ إن کا استعمال جب کیا جاتا ہے جب کہ شرط غیر راجح الوقوع ہو یعنی پائے جانے کی صورتیں کم ہوں۔ جیسے: "فَإِذَا جَآءَتۡهُمُ الۡحَسَنَةُ قَالُوۡا لَنَا هٰذِهٖ وَ اِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوۡا بِمُوۡسٰى وَ مَنۡ مَّعَهٗ"[1] اس آیت میں ظاہر ہے کہ اچھائی کا پہنچنا راجح اور کثیر الوقوع ہے، جب کہ برائی یا آزمائش کا پہنچنا نادر الوقوع ہے۔
- إن حرف ہے، جب کہ إذا اسم ہے۔
- إذا کا دخول عموماً ماضی پر ہوتا ہے، تاکہ وقوع پر دلالت زیادہ سے زیادہ ہو، جب کہ إن کا استعمال عموماً مضارع کے ساتھ ہوتا ہے تاکہ وقوع پر دلالت کم سے کم ہو۔
- إن کا مابعد مجزوم یا محل جزم میں ہوتا ہے جب کہ إذا کا مابعد محل جر میں مضاف الیہ ہوتا ہے۔
- إن حرف ہونے کی وجہ سے مبنی الاصل ہے جب کہ إذا کی بنا عارضی ہے یعنی معنیٔ شرط دینے میں إن کے مشابہ ہونے کی وجہ سے مشابہ مبنی الاصل ہے۔

(۳۴)-مصدر اور اسم فاعل کے درمیان فرق:

- مصدر فاعل اور مفعول دونوں کی طرف مضاف ہوسکتا ہے، جیسے: عجبت من نصر عمیرٍ جب کہ عمیر کو فاعل مانیں۔ اور عجبت من نصر عزیرٍ جب کہ عزیر کو مفعول مانیں۔ جب کہ اسم فاعل کی اضافت صرف مفعول کی طرف ہوسکتی ہے، فاعل کی طرف نہیں۔ لہٰذا رأیت ناصر عبید میں عبید کو ناصر کا مفعول تو مان سکتے ہیں مگر فاعل نہیں مان سکتے۔

(۱)- ترجمہ: تو جب انھیں بھلائی ملتی کہتے یہ ہمارے لیے ہے اور جب برائی پہنچتی تو موسیٰ اور اس کے ساتھ والوں سے بدشگونی لیتے۔ [الأعراف:۱۳۱]

- اسم فاعل میں ضمیر پوشیدہ ہوتی ہے، مگر مصدر میں نہیں۔
- اسم فاعل میں الف لام الذي کے معنی میں ہو سکتا ہے مگر مصدر میں نہیں۔
- اسم فاعل کے معمول کو اس پر مقدم کرنا جائز ہے، مگر مصدر کے معمول کو اس پر مقدم نہیں کر سکتے، لہٰذا هذا ضعيفاً ناصرٌ (یہ کمزور کی مدد کرنے والا ہے۔) درست ہے مگر أعجبني ضعيفاً نصرٌ درست نہیں۔
- اسم فاعل فعل کی مشابہت کی بنیاد پر عمل کرتا ہے جب کہ مصدر خود ہی عمل کرتا ہے کیوں کہ وہ اصل ہے۔
- مصدر صرف معنی حدثی پر دلالت کرتا ہے جب کہ اسم فاعل معنی حدثی کے ساتھ ساتھ کسی ذات کے ساتھ قیام پر دلالت کرتا ہے۔
- اسم فاعل کے عمل کے لیے ضروری ہے کہ اس پر الف لام ہو، جیسے: رأيت الناصر عمرًوا أمس. اور اگر نہ ہو تو دو شرطیں ہیں: (۱) حال یا استقبال کے معنی میں ہو (۲) اس سے پہلے مبتدا، موصوف، ذو الحال، نفی یا استفہام ہو، جیسے: عبيد قائم أبوه، جاء ولد قائم أبوه، جاء عبيد راكباً غلامه، ما ذاهب أحد، أذاهب أحد. مصدر کے لیے ایسا کچھ ضروری نہیں۔[۱]

(۳۵)- کم استفہامیہ اور کم خبریہ کے درمیان فرق:

- کم استفہامیہ والا جملہ جملہ انشائیہ ہوتا ہے جب کہ کم خبریہ والا جملہ جملہ خبریہ ہوتا ہے۔
- کم استفہامیہ والا جملہ جواب کا محتاج ہوتا ہے، کم خبریہ والا جملہ جواب کا محتاج نہیں ہوتا۔
- کم استفہامیہ کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے، جیسے: کم أخًا لك؟ اور کم خبریہ کی تمیز

(۱)- الأشباه والنظائر، جلد:۳، ص:۲۴۴

مفرد مجرور یا جمع مجرور ہوتی ہے جیسے: کم کتابٍ اشتریت، کم کتبٍ اشتریت

- کم خبریہ کی تمیز تمیز ہونے کے ساتھ ساتھ مضاف الیہ بھی ہوتی ہے، جب کہ کم استفہامیہ کی تمیز صرف تمیز ہوتی ہے۔ (۱)

(۳۶)- کأین اور کذا کے درمیان فرق:

- کذا کے ذریعے قلیل و کثیر دونوں کے متعلق خبر دی جاتی ہے جب کہ کأین کے ذریعے صرف کثیر کے متعلق خبر دی جاتی ہے۔
- کذا کے لیے صدارت کلام (ابتدائے کلام میں آنا) نہیں ہے، جب کہ کأین صدر کلام میں آتا ہے جیسے: جاء کذا عالمًا، وَكَأَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا'' (۲)
- کذا کی تمیز منصوب ہوتی ہے، جب کہ کأین کی تمیز مجرور بہ ''من'' ہوتی ہے۔ (۳)

(۳۷)- مَن اور أيّ کے درمیان فرق:

- من ہمیشہ مبنی ہوتا ہے، جب کہ أيّ ہمیشہ معرب ہوتا ہے، صرف ایک صورت میں أيّ کو مبنی بر ضم پڑھنا جائز ہے اور وہ یہ ہے کہ أيّ مضاف ہو اور صدر صلہ محذوف ہو جیسے: ''ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا'' (۴) یہ اصل میں ''أيهم هو'' تھا۔
- من کا استعمال عموماً ذوی العقول کے لیے ہوتا ہے، جب کہ أيّ کا استعمال ذوی العقول و غیر ذوی العقول دونوں کے لیے ہوتا ہے۔ (۵)

(۳۸)- الفِ تانیث اور تاے تانیث کے درمیان فرق:

- تاے تانیث اگر مذکر پر داخل ہو تو اس کا وزن سلامت رہتا ہے جیسے: قائم سے

(۱)- الأشباہ والنظائر، جلد:۳، ص:۲۸۱
(۲)- ترجمہ: اور زمین کتنے ہی چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے۔ [العنکبوت:۶۰]
(۳)- الأشباہ والنظائر، جلد:۳، ص:۲۸۳
(۴)- ترجمہ: پھر ہم ہر گروہ سے نکالیں گے جو ان میں رحمٰن پر سب سے زیادہ بے باک ہوگا۔ [مریم:۶۹]
(۵)- الأشباہ والنظائر، جلد:۳، ص:۲۸۴

قائمة جب کہ الف تانیث اگر داخل ہو تو مذکر کا وزن بدل جاتا ہے جیسے: سکران سے سکریٰ

- تاے تانیث منع صرف کا سبب علمیت کے ساتھ بنتی ہے، جیسے: عائشة، جب کہ الف تانیث تنہا ہی دو سبب کے قائم مقام ہوتا ہے۔ جیسے: حمراء
- تاے تانیث اگر چوتھی جگہ ہو تو جمع مکسر بناتے وقت سلامت نہیں رہتی۔ جیسے: طلحة سے طلاح جب کہ الف تانیث ہو تو باقی رہتا ہے جیسے: حبلیٰ سے حبالیٰ
- تاے تانیث فعل پر بھی داخل ہو جاتی ہے جیسے: قامت ھند الف تانیث فعل پر نہیں آتا۔
- تاے تانیث مبالغہ کے لیے مذکر پر بھی آجاتی ہے جیسے: علامة مگر الف تانیث مبالغہ کے لیے نہیں آتا۔ (۱)

(۳۹)-منادی اور مندوب کے درمیان فرق:

- منادی میں توجہ مطلوب ہوتی ہے جب کہ مندوب میں فقط گریہ و زاری کرنا مقصود ہوتا ہے۔
- "وا" کا استعمال مندوب میں ہوتا ہے مگر منادی میں نہیں، جیسے: واعزیراہ
- منادی معرفہ و نکرہ دونوں ہو سکتا ہے، جیسے: یاعزیر، یا رجل، جب کہ مندوب کا معرفہ یا مشہور ہونا ضرروری ہے، اجنبی پر گریہ و زاری نہیں کی جاتی۔
- منادی سے حرف ندا کا حذف جائز ہے مگر مندوب سے حذف جائز نہیں۔ (۲)

(۴۰)-اضافت لامیہ اور اضافت منیہ کے درمیان فرق:

- اضافت لامیہ میں مضاف الیہ مضاف کا غیر ہوتا ہے جیسے: غلام أویس میں اویس غلام کا غیر ہے، جب کہ اضافت منیہ میں مضاف الیہ مضاف کی جنس ہوتا ہے، جیسے:

(۱)-الأشباہ والنظائر، جلد:۳، ص:۲۸۴

(۲)-شرح الجامی، ص:۲۳۲

خاتم فضۃ میں خاتم کی جنس فضۃ (چاندی) ہے۔

- اضافت لامیہ میں مضاف اور مضاف الیہ کو موصوف صفت اور مبتدا اور خبر نہیں بنا سکتے، جب کہ اضافت منیہ میں بطور مبالغہ بنا سکتے ہیں، جیسے: ھذا غلامُ أو یسٍ کی جگہ ھذا غلام أو یسٌ یا ھذا الغلامُ او یسٌ نہیں کہہ سکتے، جبکہ ھذا خاتمُ فضۃٍ کی جگہ ھذا خاتمٌ فضۃٌ یا ھذا الخاتمُ فضۃٌ کہہ سکتے ہیں۔
- اضافت لامیہ میں مضاف الیہ کو تمیز بنا کر منصوب نہیں بنا سکتے جب کہ اضافت منیہ میں بنا سکتے ہیں۔ [1] لہٰذا ھذا غلامُ او یسٍ کی جگہ ھذا غلامٌ او یساً نہیں کہہ سکتے جبکہ ھذا خاتمُ فضۃٍ کی جگہ ھذا خاتمٌ فضۃً کہہ سکتے ہیں۔

(۱)-الأشباہ والنظائر، جلد:۳، ص:۲۴۲

چھٹا باب

آیات قرآنی میں ترکیبی شبہات کا ازالہ

ماخوذ از: النحو في ظلال القرآن

ظاہر ہے قرآن عربی زبان کے لیے معیار کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سے زیادہ بلند پایہ کوئی کلام نہیں۔ اور ایسا ہو بھی کیوں نہ، آخر وہ کلام خداوندی ہے۔ ہم اس کے معانی اور اس کے نحوی و صرفی پہلوؤں کو کتنا سمجھ پاتے ہیں یہ ہماری علمی صلاحیتوں پر موقوف ہے۔ نحو کا ایک طالب علم قرآنی آیات کو جب نحوی نقطۂ نظر سے پرکھنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ بہت سے شبہات کا شکار ہو سکتا ہے۔ مثلاً اس کے ذہن میں اس قسم کے سوالات اٹھ سکتے ہیں کہ اس آیت میں یہ کلمہ مرفوع ہونا چاہیے تھا، اس کو منصوب کیوں رکھا گیا؟ یا اس کلمہ میں اس سے قبل اس کے عامل کے ہوتے ہوئے بھی عمل کیوں نہیں ہو رہا ہے یا اس کے برعکس۔ اس باب کا مقصد اسی قسم کے شبہات کا ازالہ ہے۔

(۱)- وَإِذْ وٰعَدْنَا مُوسٰى أَرْبَعِينَ لَيْلَةً [البقرة: ۵۱]

شبہہ: اس آیت میں أربعين ليلة کو مفعول فیہ ہونا چاہیے کیوں کہ یہ زمانہ پر دلالت کر رہا ہے۔

ازالۂ شبہہ: أربعين ليلة فعل کے زمانہ پر دلالت نہیں کر رہا، اگر کرتا تو معنیٰ اس طرح ہوتا: ”چالیس راتوں میں وعدہ کیا۔“ جو کہ غلط ہے، بلکہ أربعين ليلة پر وٰعد فعل واقع ہے۔ لہٰذا درست ترکیب کے مطابق أربعين ليلة کو وٰعد فعل کا مفعول بہ ثانی بنایا جائے گا اور درست ترجمہ اس طرح ہوگا: ”اور یاد کرو جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ فرمایا۔“

(۲)۔ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ [البقرة:۱۲۴]

شبہہ: اس آیت میں الظلمین کو ینال کا فاعل ہونا چاہیے، اور الظلمون آنا چاہیے، اور معنیٰ اس طرح ہو: ''میرا عہد ظالم لوگ حاصل نہیں کرتے۔'' ـــ یا پھر اگر یہ فاعل نہیں تو فاعل کیا ہے؟

ازالۂ شبہہ: نال، ینال کا استعمال ''حاصل کرنا'' اور ''پہنچنا'' دونوں معنوں میں ہے، یہاں ''پہنچنا'' کے معنی میں ہے، لہٰذا الظلمین اس آیت میں فاعل نہیں بلکہ ینال فعل کا مفعول بہ واقع ہے، فاعل عہدی ہے جو مضاف الیٰ یاء المتکلّم ہونے کی وجہ سے تقدیراً مرفوع ہے۔ درست ترجمہ اس طرح ہو گا: ''میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔''

(۳)۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ [البقرة:۸۳]

شبہہ: اس آیت میں لا تعبدون میں نون اعرابی موجود ہے، حالاں کہ لا حرف نہی ہے جس کا لفظی عمل ایک یہ ہے کہ وہ افعال جن کے آخر میں نون اعرابی ہو، ان سے نون اعرابی کو گرا دیتا ہے، اگر یہ حرف نہی ہے اور فعل فعلِ نہی ہے تو نونِ اعرابی کیوں نہیں گرا؟

ازالۂ شبہہ: اس آیت میں لا حرف نہی نہیں بلکہ حرف نفی ہے، اور فعل، فعلِ مضارع منفی ہے، اور جملہ خبریہ ہے۔ ظاہر ہے حرف نفی کوئی لفظی عمل نہیں کرتا۔ اسی وجہ سے یہاں سے نونِ اعرابی نہیں گرا۔ البتہ یہ فعل مضارع منفی فعل نہی کے معنیٰ میں ہے، یعنی جملہ خبریہ بمعنی انشائیہ ہے جو کہ اہل بلاغت کے نزدیک تاکید کے ساتھ نہی کا ایک بہترین طریقہ ہے۔ مثلاً: والد بیٹے سے کہے: ''بیٹے! یقیناً تم جھوٹ نہیں بولو گے۔'' اس طرح کے جملے سے مقصد جھوٹ سے منع کرنا ہوتا ہے۔

(۴)۔ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ

[البقرة:۱۷۷]

شبہہ: اس آیت میں الصٰبرین جمع مذکر سالم حالت نصبی یا جری میں یا ماقبل مکسور کے

ساتھ واقع ہے، جب کہ اس کا والموفون بعهدهم پر عطف ہونے کی وجہ سے حالت رفعی میں یا ماقبل مضموم کے ساتھ الصٰبرون ہونا چاہیے۔ اور اگر یہ حالت نصبی یا جری ہی میں ہے تو اس کی کیا وجہ سے ہے؟

ازالۂ شبہہ: الصٰبرین حالت رفعی میں بعهدهم پر معطوف نہیں، بلکہ یہ حالت نصبی میں واقع ہے، اور فعل محذوف أمدح کا مفعول بہ بن رہا ہے، یہ قرآن پاک کا اپنا ایک نرالا انداز ہے، اور اس طرح متعدّد مقامات پر واقع ہے۔ اس طرح کی ترکیب کو "اعتبار قرآنی" کا نام دیا جاتا ہے۔

(۵)- كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ [البقرة:۲۱۲]

شبہہ: اس آیت میں النبيين جمع کے صیغے کے ساتھ ہے، اور اسی طرح أنزل معهم میں هم ضمیر بھی جمع کی ہے، مگر الكتاب مفرد ہے، ایسا کیوں؟ جب کہ اس کو بھی جمع كتب آنا چاہیے۔

ازالۂ شبہہ: آسمانی کتابیں اگر چہ ہر نبی علیہ السلام کے لیے ان کے دور کے مسائل و ضروریات کے احکام کے اعتبار سے الگ الگ تھیں، مگر وہ تمام کتابیں لب لباب، اصلِ شریعت اور کلام الٰہی ہونے میں ایک ہی ہیں۔ جیسا کہ ایک دوسری آیت اس کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ فرمان الٰہی ہے: "شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَ مَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ" [الشوریٰ:۱۳] **ترجمہ:** "اس نے تمھارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر فرمایا ہے جس کی اس نے نوح کو تاکید فرمائی اور جس کی ہم نے تمھاری طرف وحی بھیجی اور جس کی ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ (علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو تاکید فرمائی کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو۔" ـــــ جس طرح اس آیت میں متعدّد انبیاء کے دین کے لیے ادیان کی بجائے دین آیا اسی طرح اول الذکر آیت میں کتاب

کی جمع کے بجائے مفرد کا صیغہ آیا۔

(٦)۔ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ ۚ وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ [البقرة:٢٧٢]

شبہہ: اس آیت میں ۳/بار ما آیا ہے، پہلے اور تیسرے کے بعد والے فعل سے نون اعرابی حذف ہے مگر دوسرے والے کے بعد والے فعل سے نون اعرابی کیوں حذف نہیں؟

ازالۂ شبہہ: پہلا اور تیسرا ما کلمۂ شرط ہے جو اپنے بعد والے فعل پر اِن جازمہ والا عمل کر رہا ہے، یعنی اس نے نون اعرابی والے افعال سے نون اعرابی کو گرادیا۔ جب کہ دوسرا ما کلمۂ شرط نہیں بلکہ حرف نفی ہے جو بعد میں مذکور إلّا کے ساتھ حصر کا فائدہ دے رہا ہے، اور حرف نفی فعل پر کسی طرح کا عمل نہیں کرتا۔ یعنی دو جملہ شرطیہ کے درمیان ایک جملہ معترضہ موجود ہے۔ مزید وضاحت ترجمہ سے ہو جائے گی۔ (ترجمہ: اور جو تم اچھی چیز دو تو تمھارا ہی بھلا ہے - اور تمھیں خرچ کرنا مناسب نہیں مگر اللہ کی مرضی چاہنے کے لیے - اور جو مال دو تمھیں پورا ملے گا اور نقصان نہ دیے جاؤ گے۔)

(٧)۔ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ [البقرة:٢٧٢]

شبہہ: فا جزائیہ تو جملہ پر داخل ہوتا ہے، جب کہ اس آیت میں حرف جر پر داخل ہے، ایسا کیوں؟

ازالۂ شبہہ: فا جزائیہ اس آیت میں بھی جملہ پر ہی داخل ہے، اور اصل عبارت اس طرح ہے: "فَهُوَ لِأَنْفُسِكُمْ" جملہ اسمیہ جزا واقع ہے۔

(٨)۔ إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ [یوسف:٢٦] أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ ـــــ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ ـــــ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ [الکہف:٧٩، ٨٠، ٨٢]

شبہہ: شرط و جزا کا ایک قاعدہ ہے: اگر جزا بغیر قد کے فعل ماضی ہو یا لَم کے ساتھ فعل

مضارع ہو تو جزا پر فاء داخل کرنا جائز نہیں۔ ان آیتوں میں جزا فعل ماضی ہے اور بغیر قد کے بھی ہے پھر بھی فاء داخل ہے، ایسا کیوں؟

ازالۂ شبہہ: شرط و جزا میں عموماً مستقبل کا معنی بتانا ہوتا ہے مگر یہاں ماضی کا معنی بتانا مقصود ہے، کیوں کہ تینوں مقامات پر ماضی کی خبر دی گئی ہے، ان تینوں مقامات پر قد مقدر ہے، لہٰذا فاء کا دخول درست ہے۔

تقدیری عبارت اس طرح ہوگی: "اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَقَدْ صَدَقَتْ" (اگر ان کا کرتا آگے سے پھٹا ہوا ہے تو عورت سچی ہے۔) ــــــ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَقَدْ كَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ (وہ جو کشتی تھی تو وہ کچھ مسکین لوگوں کی تھی) ــــــ وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَقَدْ كَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ (اور وہ جو لڑکا تھا تو اس کے ماں باپ مسلمان تھے۔) ــــــ وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَقَدْ كَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِی الْمَدِيْنَةِ (اور وہ جو دیوار تھی تو وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی۔)

(۹)۔وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ [البقرۃ:۱۵۴]

شبہہ: اس آیت میں أموات مرفوع واقع ہے، جب کہ لا تقولوا کا مقولہ مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب "أمواتاً" ہونا چاہیے۔

ازالۂ شبہہ: أموات مرفوع ہی ہے، اور ھم مبتدا ے محذوف کی خبر واقع ہے، تقدیری عبارت "هُمْ اَمْوَاتٌ" ہے، جملہ مقولہ مفعول بہ محل نصب میں واقع ہے۔

(۱۰)۔ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖۚ اِلْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ [البقرۃ:۱۸۰]

شبہہ اس آیت میں الوصیۃ مرفوع کیوں ہے؟ کتب فعل مجہول کا نائب فاعل علیکم موجود ہے۔ اگر مبتدا کی بنیاد پر مرفوع ہے تو خبر کہاں ہے؟

ازالۂ شبہہ: یہاں دو صورتیں ہے، ایک تو یہ کہ الوصیۃ کو ماقبل خیرا سے ملا کر پڑھا جائے، اور دوسری یہ ہے کہ ماقبل پر وقف کر دیا جائے جیساکہ "صلے" اور "ج" کی علامت سے

واضح ہے، ''صلے'' کا نشان ملا کر پڑھنے کی علامت ہے، اور ''ج'' کا نشان وقف کے جواز کی علامت ہے۔ لہٰذا اگر ملا کر پڑھیں تو کتب کا نائب فاعل علیکم کی بجائے الوصیة ہوگا۔ اور اگر وقف کیا جائے تو کتب کا نائب فاعل علیکم ہی ہوگا۔ پھر سوال مقدر ہوگا ماذا کتب؟ (کیا فرض کیا گیا؟) اس کا جواب ہوگا الوصیةُ جو فعل محذوف کُتِب کا نائب فاعل ہوگا۔

اس کی نظیر کافیہ کی اس عبارت میں ہے: ''وقد يحذف الفعل لقيام قرينة جوازا في مثل [زيد] لمن قال: [من قام؟] و لِيُبْكَ زيد. ضارع لخصومة.''[1]

ایک قول کے مطابق الوصیة فعل محذوف فلتوص کا نائب فاعل ہوگا، اصل عبارت: ''فَلْتُوْصَ الْوَصِيَّةُ'' ہوگی۔

(۱۱)- اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ [البقرة:۱۸۴]

شبہہ: اس آیت میں أيّاماً معدودات منصوب واقع ہے، جب کہ ابتداے کلام میں واقع ہے، اور بعد میں بھی کوئی عامل ناصب موجود نہیں، پھر وجہ نصب کیا ہے؟

ازالۂ شبہہ: أياما معدودات فعل محذوف صوموا کا مفعول بہ واقع ہے اسی وجہ سے منصوب ہے۔ صوموا کے حذف پر قرینہ سابقہ کلام میں موجود کتب علیکم الصیام ہے۔ معدودات صفت ہے أياماً کی، اور مکسور ہے کیوں کہ جمع مؤنث سالم کی حالت نصبی کسرہ کے ساتھ ہوتی ہے۔

(۱۲)- يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ [البقرة:۲۱۶]

شبہہ: اس آیت میں ایک شبہہ المسجد الحرام کے حوالے سے یہ ہوتا ہے کہ اس کا تعلق نئے جملے سے ہے یا ماقبل پر عطف ہے؟ اگر نئے جملے سے تعلق ہے تو مجرور کیوں؟ اور اگر ماقبل ''ہ'' (ضمیر مجرور) پر عطف ہے تو بصریین کے نزدیک ایسی صورت میں حرف جر کا اعادہ

(۱)- الکافیة مع شرحها الناجية، ص: ۳۴

لازمی ہوتا ہے، اور یہاں حرف جر کا اعادہ بھی نہیں، پھر کس پر عطف ہے؟

دوسرا شبہہ یہاں یہ ہے کہ إخراجُ أهله اگر المسجد الحرام پر معطوف ہے تو یہ مجرور کے بجائے مرفوع کیوں؟ اگر المسجد الحرام پر عطف نہیں تو پھر وجہ رفع کیا ہے؟

ازالۂ شبہہ: پہلے شبہہ کا حل یہ ہے کہ المسجد الحرام کا عطف "ہ" (ضمیر مجرور) پر نہیں بلکہ سبیل اللہ پر ہے، اسی بنیاد پر مجرور ہے، یعنی: "صد عن سبیل الله و المسجد الحرام"

دوسرے شبہہ کا حل یہ ہے کہ إخراج أهله کا عطف المسجد الحرام پر نہیں کہ مجرور ہو، بلکہ اس کا عطف صدٌّ پر ہے۔ اسی بنیاد پر مرفوع ہے[1] جیسا کہ ترجمہ سے واضح ہے۔ ترجمہ: "آپ سے ماہ حرام میں جہاد کرنے کے بارے میں سوال کرتے ہیں، تم فرماؤ: اس مہینے میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس پر ایمان نہ لانا، اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے رہنے والوں کو وہاں سے نکال دینا اللہ کے نزدیک ــــ اس سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے۔"

(۱۳)۔ وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ [البقرۃ:۲۳۷]

شبہہ: اس آیت میں اول نظر میں یہ شبہہ ہوتا ہے کہ یعفون پر أن ناصبہ بھی داخل ہے، اس کے باوجود نون ساقط نہیں ہوا، ایسا کیوں؟

ازالۂ شبہہ: یعفون جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے اور اس میں نون "نونِ نسوہ" ہے جس کو "نون ضمیر" بھی کہتے ہیں، یہ نون نونِ اعرابی نہیں۔ قاعدہ ہے کہ نواصب و جوازم نون نسوہ والے صیغے (جمع مؤنث غائب و حاضر) پر کچھ عمل نہیں کرتے، اس وجہ سے یہ نون ساقط نہیں ہوا۔

---

(۱)۔النحو فی ظلال القرآن، ص:۳۲

(۱۴)- حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝۲۳۸ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا[البقرة:۲۳۹]

شبہہ: اس آیت میں رجالًا پر فا جزائیہ داخل ہے، جب کہ فا جزائیہ تو جملہ پر داخل ہوتا ہے، مزید یہ کہ رجالاً منصوب کیوں ہے؟ یہاں تو کوئی عامل ناصب ہے ہی نہیں، اگر خفتم سے متعلق کریں تو معنیٰ خراب ہو جائے گا، اور عامل و معمول کے درمیان فا کے ذریعے فصل لازم آئے گی۔

ازالۂ شبہہ: رجالاً فعل محذوف حافظوا علیھا کے فاعل واؤ ضمیر مرفوع متّصل سے حال واقع ہونے کی بنیاد پر منصوب ہے،(۱) اور فا در حقیقت رجالاً پر نہیں بلکہ حافظوا پر داخل ہے، اور تقدیری عبارت یوں ہوگی: "فحافظوا علیھا رجالًا او رکبانًا"، یہ جملہ إن خفتم کی جزا واقع ہے۔ جزا جب جملہ انشائیہ ہو تو اس پر فا لانا واجب ہے۔

(۱۵)- وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا[آل عمران:۸۰]

شبہہ: اس آیت میں ولا یأمرکم منصوب ہے، جب کہ لا عامل ناصب ہے نہیں، پھر منصوب کیوں؟

ازالۂ شبہہ: ولا یأمرکم سابقہ آیت میں موجود يُّؤْتِيَهُ پر معطوف ہے، اور وہ أن ناصبہ کی وجہ سے منصوب ہے۔

(۱۶)- وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ[آل عمران:۸۱]

شبہہ: اس آیت میں لَمَا کے حوالے سے شبہہ ہوتا ہے کہ آخر یہ کیا ہے؟ اور کس معنی میں ہے؟

ازالۂ شبہہ: لما میں لام ابتدائیہ برائے تاکید ہے، اور ما موصولہ ہے جو اپنے مابعد

(۱)- النحو فی ظلال القرآن، ص:۳۴

صلہ سے مل کر مبتدا واقع ہے۔ اور "لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ" اس کی خبر ہے۔

(۱۷)- فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ [آل عمران:۱۰۶]

شبہہ: اس آیت میں أمّا حرف شرط ہے، اور جزا جب جملہ انشائیہ ہو تو اس پر فا کا دخول واجب ہے، مگر یہاں أکفرتم جملہ استفہامیہ انشائیہ تو ہے مگر فا داخل نہیں، ایسا کیوں؟

ازالۂ شبہہ: "اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ" جملہ انشائیہ تو ہے مگر جزا نہیں، جزا تو فعل محذوف فیقال لھم ہے، اور جزا جب فعل مضارع مثبت ہو تو فا کا داخل کرنا نہ کرنا دونوں جائز ہے، اور یہ جملہ انشائیہ اسی کا مقولہ ہے۔ یقال لھم کو حذف کیا گیا تو ساتھ ساتھ فا کو بھی حذف کردیا اور مقولہ کو فعل کے قائم مقام کردیا گیا۔ ترجمہ ملاحظہ ہو: "تو وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا تم ایمان لانے کے بعد کافر ہوئے تھے؟"

(۱۸)- وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ [آل عمران:۱۱۷]

شبہہ: اس آیت میں لٰکِنْ مخففہ ہے، اور قاعدہ ہے کہ لکنْ جب مخففہ ہو تو عمل نہیں کرتا، مگر اس کے باوجود أنفسَھم منصوب ہے، ایسا کیوں؟

ازالۂ شبہہ: اس آیت میں أنفسَھم حرف مشبہ بالفعل لکنْ کی وجہ سے منصوب نہیں وہ تو مخففہ ہونے کی وجہ سے غیر عامل ہے، بلکہ یظلمون کا مفعول بہ مقدم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

(۱۹)- اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ یَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ [آل عمران:۱۴۲]

شبہہ: اس آیت میں پہلا یعلم تو لَمّا جازمہ کی وجہ سے مجزوم ہے، اور دوسرا بھی اسی پر معطوف ہونے کی وجہ سے مجزوم ہونا چاہیے تھا مگر وہ منصوب ہے، آخر اس کی وجہ نصب کیا ہے؟

ازالۂ شبہہ: دوسرے یعلم سے پہلے "واو" واوِ عطف نہیں بلکہ واوِ معیت ہے، اور اس کے بعد أن مقدر ہے جس کی وجہ سے یعلم منصوب ہے۔ قاعدہ ہے کہ واؤ کے بعد أن مقدر ہوتا

ہے جب کہ اس کے ماقبل امر، نہی، دعا، استفہام، نفی، تحضیض، تمنی یا عرض ہو۔ اور یہاں اس کے ماقبل استفہام موجود ہے۔ آیت کا ترجمہ: "کیا تم اس گمان میں ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالاں کہ ابھی اللہ نے تمھارے مجاہدوں کا امتحان نہیں لیا اور نہ (ہی) صبر والوں کی آزمائش کی (امتحان لیا) ہے؟" واوِ معیت کے اعتبار سے یہ آیت اس معنی میں ہے: "لا تدخلوا الجنة حتى يعلم الله المجاهدين منكم مع الصابرين على الشدائد" (یعنی تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے مجاہدین اور صابرین کا امتحان نہ لے لے۔)

(۲۰)۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ [آل عمران:۱۶۹]

شبہہ: اس آیت میں بل حرف عطف ہے اس کے باوجود مابعد أحياءٌ مرفوع ہے، جب کہ اس کو ماقبل أمواتاً پر عطف کی بنیاد پر منصوب ہونا چاہیے، اس کی وجہ رفع کیا ہے؟

ازالۂ شبہہ: أحياءٌ ماقبل پر معطوف نہیں بلکہ یہاں سے نیا جملہ ہے اور یہ مبتدا محذوف هم کی خبر واقع ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

(۲۱)۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ھُوَ خَيْرًا لَّھُمْ ۭ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ

[آل عمران:۱۸۰]

شبہہ: اس آیت میں دو بار ھو آیا ہے، مگر پہلے کے بعد خیراً منصوب ہے، اور دوسرے کے بعد شرٌّ مرفوع ہے۔ بظاہر پہلے کے مابعد کو دوسرے کی طرح ھو کی خبر ہونے کی بنیاد پر مرفوع ہونا چاہیے۔

ازالۂ شبہہ: پہلا ھو ضمیر فصل ہے جو راجح قول کے مطابق ترکیب میں کچھ واقع نہیں ہوتا، اور خیراً اس کی خبر ہونے کے بجائے لا تحسبن کا مفعول بہ واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، البتہ دوسرا ھو ضمیر فصل نہیں، لہٰذا اس کا مابعد اس کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

(۲۲)- وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ[آل عمران:۱۱۰]

شبہہ: شرط و جزا کا ایک قاعدہ ہے کہ اگر شرط و جزا دونوں مضارع ہوں تو دونوں پر جزم (نون اعرابی والے صیغوں سے نون اعرابی کا حذف، رفع والے صیغوں پر جزم) واجب ہے، اس آیت میں لا ینصرون نون اعرابی کے ساتھ موجود ہے جب کہ اس کا عطف یولّوکم پر ہے، جس سے إن شرطیہ کی وجہ سے نون اعرابی محذوف ہے، لہٰذا لا ینصرون سے بھی حذف ہونا چاہیے۔

ازالۂ شبہہ: بظاہر حذف ہونا چاہیے، مگر یہاں اعتبار قرآنی کا لحاظ کیا گیا ہے، اور تقدیر کلام یوں ہوگی "ثم هم لا ينصرون" اس طرح یہ مستقل جملہ ہے لاینصرون یولّوا پر عطف نہیں۔

(۲۳)- اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ[النساء:۹۷]

شبہہ: اس آیت میں ظالمی أنفسهم جمع مذکر سالم یا ماقبل مکسور کے ساتھ حالت نصبی یا جری میں واقع ہے، جب کہ یہ ماقبل میں موجود إنّ کی خبر ہونے کی بنیاد پر واؤ ماقبل مضموم کے ساتھ ظالمو أنفسهم حالت رفعی میں ہونا چاہیے۔

ازالۂ شبہہ: ظالمی أنفسهم حالت نصبی میں ہی واقع ہے، اور إنّ کی خبر نہیں، بلکہ توفاهم میں هم ضمیر منصوب متّصل مفعول بہ سے حال واقع ہے۔ إنّ کی خبر یا تو هلكوا محذوف ہے یا پھر بعد والا جملہ "قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ" ہے۔

(۲۴)- فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا[النساء:۱۳۵]

شبہہ: اس آیت میں أن تعدلوا کے تعلق سے شبہہ ہوتا ہے کہ آخر یہ ترکیب میں کیا واقع ہے؟ کیوں کہ ماقبل میں فلا تتبعوا کا فاعل اور مفعول بہ دونوں ہی موجود ہیں۔

ازالۂ شبہہ: أن تعدلوا مصدر مؤول ہے، اور ترکیب میں فلا تتبعوا کا مفعول لہ واقع ہے، آیت "فلا تتبعوا الهوىٰ عدولا عن العدل" کے معنیٰ میں ہے۔ ترجمہ: "تو (نفس کی)

خواہش کے پیچھے نہ چلو کہ حق سے الگ پڑو۔"

(۲۵)- لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ [النساء:١٦٢]

شبہہ: اس آیت میں لکن حرف مشبہ بالفعل موجود ہے اس کے باوجود اس کا مابعد الرّاسخون واو ماقبل مضموم کے ساتھ حالت رفعی میں واقع ہے، جب کہ حرف مشبہ بالفعل کا اسم ہونے کی وجہ سے حالت نصبی میں یا ماقبل مکسور کے ساتھ الرّاسخین ہونا چاہیے۔ دوسری بات یہ کہ المقیمین کا عطف واو کے ذریعے الرّاسخون پر ہے، اس کے باوجود یہ حالت نصبی میں ہے، جب کہ اس کو حالت رفعی میں المقیمون ہونا چاہیے۔

ازالۂ شبہہ: لکن حرف مشبہ بالفعل ضرور ہے مگر یہاں مخففہ ہے اور یہ مخففہ ہونے کی صورت میں عمل نہیں کرتا، لہٰذا مابعد الرّاسخون اس کا اسم نہیں، بلکہ مبتدا ہونے کی وجہ سے حالت رفعی میں ہوگا۔ رہا المقیمین تو اس کا عطف بظاہر الرّاسخون پر ہونے کی وجہ سے حالت رفعی میں المقیمون ہونا چاہیے، مگر یہاں اعتبار قرآنی کا لحاظ کیا گیا ہے، اور اس کو ماقبل پر معطوف نہیں مانا گیا ہے بلکہ فعل محذوف أمدح کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، البتہ المؤتون کا عطف الرّاسخون پر ہی مانا گیا ہے۔

(۲۶)- يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ [النساء:١٧٠]

شبہہ: اس آیت میں خیراً کو فآمنوا کا مفعول بہ بنانا تو درست نہیں، کیوں کہ اٰمن فعل باصلہ کے ساتھ متعدّی ہوتا ہے، پھر اس کی وجہ نصب کیا ہے؟ اسی طرح دوسری آیت: "وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ "[النساء:١٧١] میں خیراً کو انتھوا کا مفعول بہ بنانے کی صورت میں معنی فاسد ہو جائے گا، پھر اس کی بھی وجہ نصب کیا ہے؟ مزید اسی آیت میں ثلثة مرفوع کیوں ہے؟ اس کو تو لا تقولوا کا مقولہ مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہونا چاہیے۔

ازالۂ شبہہ: دونوں آیت میں خیراً ماقبل فعل کا مفعول بہ واقع نہیں ہے، بلکہ یکن فعل

ناقص محذوف کی خبر واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، اور ثلٰثة مبتدا ے محذوف الھتنا کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، اور یہ پورا جملہ محل نصب میں لاتقولوا کا مقولہ مفعول بہ واقع ہے۔

(۲۷)۔ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ

[النساء:۱۷۱]

شبہہ: اس آیت سے بعض عیسائی یہ شبہہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ خود اللہ پاک نے قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنا جز قرار دیا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے "روح منه" فرمایا ہے، اور مِن تبعیض یعنی جزئیت بتانے کے لیے آتا ہے۔

ازالۂ شبہہ: مِن کا اصل معنیٰ تو ابتدا ے غایت ہے یعنی کس چیز کی ابتدا کہاں سے ہوئی، تبعیض کے لیے تو کبھی کبھی استعمال ہوتا ہے، ہمیشہ نہیں۔ مذکورہ آیت میں تبعیض کے لیے نہیں بلکہ ابتدا ے غایت کے لیے ہے، مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کی ابتدا ے خلق اللہ عزوجل کی طرف سے ہے، اس کے بعد اللہ کے حکم سے حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گریبان میں اس کو پھونک دیا تھا، پھر آپ کی ولادت ہوئی۔

واقعہ: ایک نصرانی طبیب مشہور مؤرخ امام واقدی علیہ الرحمہ کے پاس حاضر ہوا، مذکورہ بالا شبہہ پیش کرنے لگا تو آپ نے الزامی جواب دیتے ہوئے یہ آیت "وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ" [الجاثية:۱۳] سنائی اور فرمایا کہ اگر مِن ہر جگہ تبعیض کے لیے ہے تو پھر تو ساری کائنات اللہ کا جز ہوگی، کیا تم اس کو مانتے ہو؟ وہ نصرانی طبیب یہ سن کر مسلمان ہوگیا۔ والحمد للہ.

(۲۸)۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ [المائدة:٦]

شبہہ: اس آیت میں أرجلكم سے پہلے واو حرف عطف موجود ہے، اور اس کے

ماقبل رؤوسکم حرف جر با کی وجہ سے مجرور ہے، لہٰذا اس کو بھی اسی پر معطوف ہو کر مجرور ہونا چاہیے۔ پھر یہ منصوب کیوں؟ اور اگر اس کو مجرور پڑھا جائے تو لازم آئے گا کہ وضو میں پاؤں پر صرف مسح کافی ہو؟

ازالۂ شبہہ: أرجلکم کا عطف رؤوسکم پر نہیں بلکہ وجوھکم پر ہے۔ اور وجوھکم فعل امر فاغسلوا کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے لہٰذا یہ بھی منصوب ہوگا۔ البتہ بعض قراءتوں میں رؤوسکم پر عطف کے ساتھ أرجلِکم مجرور بھی پڑھا گیا ہے، اس صورت میں پاؤں پر مسح کرنے کا ثبوت ہوگا، مگر یہ حکم خفین (موزے) پہننے کے ساتھ مخصوص ہوگا۔

(۲۹)- قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ [طٰہٰ:۱۲۳]

شبہہ: اس آیت میں خطاب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا سے ہے، اور دونوں کے اعتبار سے اھبطا تثنیہ کا صیغہ بھی آیا ہے، مگر بعد میں یأتینکم میں کم جمع کی ضمیر آئی ہے، ایسا کیوں؟

ازالۂ شبہہ: حضرت آدم و حواء چوں کہ نسل انسانی کی اصل ہیں تو ان کے ضمن میں پوری نسل انسانی کو خطاب کیا گیا اس لیے جمع کی ضمیر آئی۔

(۳۰)- اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ [الروم:۴۸]

شبہہ: اس آیت میں کیف کس طور پر ہے؟ اسم استفہام ہے یا اسم شرط؟ اسم استفہام تو یقیناً نہیں ورنہ معنیٰ فاسد ہو جائے گا، اور اگر اسم شرط ہے تو قاعدے کے مطابق بعد والا فعل یشاء مجزوم ہونا چاہیے۔ حالاں کہ یہاں مجزوم نہیں ہے، ایسا کیوں؟

ازالۂ شبہہ: کیف اسم شرط ہی ہے مگر جازم نہیں ہے، اس کے جازم ہونے کے لیے ما کے اتصال کے ساتھ یعنی لفظِ کیفما اور شرط و جزا والے دونوں فعل کا فعل مضارع ہونا ضرور

ی ہے، اور مذکورہ آیت میں صرف کیف ہے کیفما نہیں، اس لیے جزم نہیں۔ یہاں شرط یشاء ہے اور جزا یبسطہ محذوف ہے۔

(۳۱)- اَفْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِى الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ [سبا:۸]

شبہہ: اس آیت میں افتریٰ باب افتعال سے ہے، اس میں ہمزہ قطعیہ ہے یا وصلیہ؟ باب افتعال میں قطعیہ تو ہو نہیں سکتا کیوں کہ اس کا ہمزہ ہمزۂ وصلیہ ہوتا ہے اور اگر وصلیہ ہے تو مفتوح کیوں ہے؟ باب افتعال کا ہمزہ تو وصلیہ مکسور ہوتا ہے۔

ازالۂ شبہہ: أفتریٰ میں نظر آنے والا ہمزہ ہمزہ وصلیہ یا قطعیہ نہیں، بلکہ ہمزۂ استفہام ہے، یہ اصل میں أاِفتریٰ تھا۔ قاعدہ ہے کہ ہمزہ وصلیہ سے پہلے اگر ہمزۂ استفہام آجائے تو وہ ہمزۂ وصلیہ حذف ہو جاتا ہے۔ مزید وضاحت کے لیے آیت کا ترجمہ دیکھیں: ''کیا اس (نبی) نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے یا اسے پاگل پن کا مرض ہے؟ بلکہ وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں۔''

(۳۲)- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ [المائدة:٦٩]

شبہہ: اس آیت میں والصٰبئون حالت رفعی میں ہے، جب کہ اس کے ماقبل إنّ حرف مشبہ بالفعل کے اسم ہونے کی وجہ سے حالت نصبی میں ہیں، والصٰبئون کو بھی ماقبل پر عطف کی وجہ سے حالت نصبی میں والصٰبئین ہونا چاہیے۔

ازالۂ شبہہ: ایک قراءت کے مطابق تو والصٰبئین ہی ہے، جیسا کہ سورۃ الحج کی آیت نمبر :۱۷ میں اسی طرح ہے، مگر اس آیت میں قراءت مشہورہ کے مطابق والصٰبئون حالت رفعی میں ہی ہے۔ اور اس میں بھی اعتبار قرآنی کا لحاظ کیا گیا ہے۔ یہ حالت رفعی میں مبتدا واقع ہے اور اسی پر النصاری کا عطف ہے، پھر یہ دونوں بترکیب عطفی مبتدا ہیں، اور ان کی خبر جزا ھم

كذلك محذوف ہے، مبتدا اپنی خبر سے مل کر الگ مستقل جملہ ہے۔ اس آیت کی اصل صورت اس طور پر ہوگی: "إن الذين آمنوا والذين هادوا من آمن بالله واليوم الآخر منهم و عمل صالحا فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون، والصّبئون والنصارى جزاهم كذلك."

(۳۳)- وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ وُقِفُوا۟ عَلَى ٱلنَّارِ فَقَالُوا۟ يَـٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِـَٔايَـٰتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ [الأنعام:۲۷]

شبہہ: اس آیت میں لا نكذِّبَ منصوب ہے، جب کہ اس کا عطف واؤ کے ذریعے نُرَدُّ پر ہے جو مرفوع ہے، حالاں کہ معطوف علیہ اور معطوف کا اعراب ایک ہوتا ہے، یہاں الگ الگ کیوں؟

ازالۂ شبہہ: اس آیت میں لا نكذبَ سے پہلے والا واؤ حرف عطف نہیں، بلکہ واوِ معیت ہے جس کے بعد أن مقدر ہے اور اسی وجہ سے لا نكذِّبَ منصوب ہے۔ قاعدہ ہے کہ واؤ کے بعد أن مقدر ہوتا ہے جب کہ اس کے ماقبل امر، نہی، دعا، استفہام، نفی، تحضیض، تمنی یا عرض ہو۔ اور یہاں اس کے ماقبل تمنی موجود ہے، اس کی تقدیری عبارت اس طرح ہوگی: "يا ليت لنا ردّاً مع عدم تكذيب الآيات و كوننا من المؤمنين"

(۳۴)- وَهَـٰذَا كِتَـٰبٌ أَنزَلْنَـٰهُ مُبَارَكٌ فَٱتَّبِعُوهُ وَٱتَّقُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ [الأنعام:۱۵۵]

شبہہ: اس آیت میں أنزلناه هذا کی خبر ثانی ہے یا کتاب کی صفت؟

ازالۂ شبہہ: أنزلناه كتاب کی صفت ہے، کیوں کہ قاعدہ ہے کہ نکرہ کے بعد آنے والا جملہ اس کی صفت کی حیثیت رکھتا ہے۔ كتاب موصوف أنزلناه مکمل جملہ صفت اول، مبارك صفت ثانی سے مل کر هذا کی خبر ہے۔

☆☆☆

(۳۵)- وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًاۚ وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ [الأنعام:۹۹]

شبہہ: اس آیت میں جنّٰتٍ جمع مؤنث سالم حالت نصبی یا جری میں ہے، جب کہ اس کا عطف واو کے ذریعے قنوانٌ پر ہے، لہٰذا اس کو بھی جنّٰتٌ حالت رفعی میں ہونا چاہیے، مزید یہ کہ اگر جنّٰتٍ اگر حالت نصبی میں ہے تو قنوانٌ دانیةٌ کی وجہ رفع کیا ہے؟ جنّٰت کی طرح اس کا عطف بھی حبّاً پر ہو، اور یہ بھی منصوب ہو؟

ازالۂ شبہہ: جنّٰتٍ کا عطف قنوانٌ پر نہیں بلکہ حبّاً پر ہے اسی طرح الزیتون، الرمان کا بھی، لہٰذا یہ سب حالت نصبی میں ہوں گے۔ رہی بات قنوانٌ دانیةٌ کی، تو یہ مبتدا ے مؤخر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، اور اس کی خبر "من النخل من طعلها" ہے۔

(۳۶)- قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ [الأنعام:۱۴۴]

شبہہ: اس آیت میں فسقاً منصوب ہے جب کہ اس کا عطف أو کے ذریعے رجسٌ پر ہے۔ اس کے باوجود یہ منصوب کیوں؟

ازالۂ شبہہ: فسقا کا عطف رجسٌ پر نہیں بلکہ یہ تو یکون محذوف فعل ناقص کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، فعل ناقص اپنے اسم خبر سے مل کر پھر رجسٌ پر معطوف ہے۔

(۳۷)- وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا [الأعراف:۶۵]

شبہہ: اس آیت میں أخاهم اسماے ستہ مکبرہ میں سے ہے اور حالت نصبی میں واقع ہے جب کہ یہاں پر کوئی عامل ناصب بھی موجود نہیں، پھر منصوب کیوں؟

ازالۂ شبہہ: أخاهم فعل محذوف أرسلنا کا مفعول بہ واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور تقدیری عبارت اس طرح ہوگی: "وإلى عاد أرسلنا أخاهم هوداً"

(۳۸)- وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا [الأعراف:۷۴]

شبہہ: اس آیت میں الجبال منصوب ہے، اس صورت میں معنی ہوگا: "پہاڑوں کو گھر تراشتے ہیں۔" جب کہ درست معنی اس طرح ہے: "پہاڑوں سے گھر تراشتے ہیں۔" اس لیے جبال سے قبل من ہونا چاہیے اور جبال کو مجرور ہونا چاہیے۔

ازالۂ شبہہ: الجبالَ منصوب بنزع الخافض ہے۔ یعنی یہ اصل میں من الجبالِ ہی ہے۔ قاعدہ ہے کہ سماعی طور پر جب حرف جر کو حذف کر دیا جائے تو مجرور کو منصوب کر دیا جاتا ہے، اسی کو منصوب بنزع الخافض (الجار) کہتے ہیں۔

(۳۹)- وَ قَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا [الأعراف:۱۶۰]

شبہہ: اس آیت میں أسباطاً جمع ہے اور اثنتی عشرۃ کی تمیز ہے، جب کہ عدد مرکب کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ قاعدہ کے مطابق أحد عشر اور اثنا عشر کے دونوں جزء معدود کے مطابق ہوتے ہیں، مگر یہاں معدود أسباطاً مذکر ہے اس کے باوجود عدد اثنتی عشرۃ مؤنث آیا ہے، ایسا کیوں؟

ازالۂ شبہہ: أسباطاً اس آیت میں تمیز نہیں بلکہ اثنتی عشرۃ سے بدل واقع ہے اور مبدل منہ بدل سے مل کر قطعنٰھم کی ھم ضمیر منصوب متّصل سے حال واقع ہے۔ جب تمیز ہی نہیں تو مفرد ہونا بھی ضروری نہیں، اسی طرح جب باقاعدہ یہاں عدد معدود نہیں مانا گیا ہے تو اس کا قاعدہ بھی جاری نہیں ہوگا۔

(۴۰)- وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ [الأنفال:۳۹]

شبہہ: اس آیت میں فتنةٌ اگر لا تکون کا اسم ہے تو اس کی خبر کہاں ہے؟ اور اگر خبر ہے تو مرفوع کیوں ہے؟

ازالۂ شبہہ: لا تکون اس آیت میں فعل ناقص نہیں بلکہ فعل تام ہے جو صرف فاعل پر

پورا ہوتا ہے، اس کے لیے اسم و خبر نہیں ہوتے۔ اور فتنۃ فعل تام کا فاعل ہے۔ جب کہ بعد میں جو یکون ہے وہ فعل ناقص ہی ہے الدین اس کا اسم ہے اور للہ ثابتاً سے متعلق ہوکر محل خبر میں واقع ہے۔

(۴۱)۔وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَ رَسُوْلُهٗ[التوبة:۳]

شبہہ: اس آیت میں أن حرف مشبہ بالفعل کی وجہ سے اسم جلالت اللہ منصوب ہے، اور رسولُہ کا عطف بھی اسم جلالت پر ہے، اس کے باوجود منصوب ہونے کے بجائے مرفوع کیوں؟

ازالہ شبہہ: رسولُہ کا عطف اسم جلالت پر نہیں ہے، اگرچہ بظاہر اسی پر ہے۔ مگر یہاں اعتبار قرآنی کے لحاظ کیا گیا ہے اور یہ حالت رفعی میں مبتدا واقع ہے جس کی خبر بریءٌ محذوف ہے، اور مبتدا خبر سے مل کر مستقل الگ جملہ ہے۔

(۴۲)۔وَ سَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ یُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ[التوبة:۴۲]

شبہہ: اس آیت میں إنّ حرف مشبہ بالفعل بالکسر آیا ہے، جب کہ قاعدہ ہے کہ علم، شھد اور ان کے مشتقات کے بعد أنّ بالفتح آتا ہے، پھر یہاں ایسا کیوں؟

ازالہ شبہہ: علم، شھد اور ان کے مشتقات کے بعد أنّ بالفتح آتا تو ہے مگر اس کی ایک شرط ہے وہ یہ کہ اس کی خبر پر لام نہ ہو، اگر لام ہوگا تو أنّ کے بجائے إنّ آئے گا، لہٰذا آیت میں إنّ آیا ہے۔

(۴۳)۔لَیْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَ لَا عَلَى الْمَرْضٰى وَ لَا عَلَى الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ[التوبة:۹۱]

شبہہ: اس آیت میں إذا اسم شرط ہے اور اس کے مابعد فعل فعلِ شرط ہے۔ مگر اس کی

جزا موجود نہیں ہے۔ ایسا کیوں؟

ازالۂ شبہہ: یہاں دو ترکیبیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ إذا کو اسم شرط ہی مانا جائے، اس صورت میں شرط و جزا کا ہونا لازمی ہوگا، اور مذکورہ آیت میں شرط تو صراحتاً مذکور ہے مگر جزا "لیس علیھم حرج" محذوف ہے۔ قاعدہ ہے کہ اگر ماقبل میں کوئی ایسا کلام ہو جو جزا پر دلالت کرے تو جزا کو حذف بھی کرنا جائز ہے۔ یہاں ماقبل کی آیت: "لیس علی الضعفاء الخ" "لیس علیھم حرج" کے معنی پر دلالت کر رہی ہے۔ لہٰذا الگ سے ذکر کرنے کی حاجت نہیں۔

دوسری ترکیب اس طور پر کہ إذا کو صرف ظرف زمان مانا جائے تو اس صورت میں شرط و جزا والی ترکیب نہیں ہوگی، بلکہ إذا مضاف ہوگا اپنے مابعد جملے کی طرف، پھر بترکیب اضافی ماقبل فعل لیس کا مفعول فیہ بن جائے گا۔

(۴۴)۔ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ [یونس:۳۷]

شبہہ: اس آیت میں لٰکِنْ حرف مشبہ بالفعل مخففہ ہے، اور قاعدے کے مطابق لٰکِنْ مخففہ عمل نہیں کرتا، اس کے باوجود اس کے مابعد تصدیق منصوب کیوں ہے؟

ازالۂ شبہہ: اس آیت میں واقعی لٰکِنْ مخففہ عامل نہیں ہے، اور تصدیق لٰکِنْ کا اسم نہیں بلکہ ماکان کی خبر مصدر مؤول أن یفتریٰ جو محل نصب میں واقع ہے، اس پر معطوف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، اسی طرح تفصیل بھی۔

(۴۵)۔ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ [یونس:۶۶]

شبہہ: اس آیت میں شرکاء کس کا مفعول بہ ہے؟ یتبع کا یا پھر یدعون کا؟ دونوں ہی فعل فعلِ متعدّی ہیں، دونوں ہی مفعول کے متقاضی ہیں۔

دوسرا شبہہ یہ ہے کہ إنْ حرف شرط موجود ہے اور ظاہر ہے کہ اس کے بعد والا فعل

مضارع مجزوم ہوتا ہے، اگر اس پر نون اعرابی ہو تو گر جاتا ہے، مگر مذکورہ آیت میں یتبعون میں نون اعرابی علیٰ حالہ موجود ہے، ایسا کیوں؟

ازالۂ شبہہ: شرکاء قریبی فعل یدعون کا ہی مفعول بہ ہے، اور ما استفہامیہ یتبع کا مفعول بہ مقدم ہے، جیسا کہ ترجمہ سے واضح ہے، (ترجمہ: اللہ کے سوا اور شریکوں کی عبادت کرنے والے کس کی پیروی کرر ہے ہیں؟)

دوسرے شبہہ کے حل یہ ہے کہ إنْ شرطیہ نہیں بلکہ نافیہ ہے، جیسا کہ بعد میں إلّا بھی اس پر دلالت کررہا ہے، اس آیت میں إنْ اور إلّا حصر کے لیے آئے ہیں، جس طرح ما اور إلّا ہوتے ہیں، مثلاً: ماجاء إلا أُو یس — آیت کے اس جز کا ترجمہ ملاحظہ کریں: "وہ تو صرف گمان کے پیچھے چل رہے ہیں اور وہ صرف جھوٹے اندازے لگا رہے ہیں۔" — بہر حال جب مذکورہ آیت میں إن شرطیہ ہے ہی نہیں تو جوازم والا عمل بھی نہیں ہوگا، اور رہا إنْ نافیہ تو وہ لفظاً کوئی عمل نہیں کرتا، معنیً صرف نفی پیدا کرتا ہے۔

(۴۶)- فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ [یونس:۸۱]

شبہہ: اس آیت میں السحرُ مرفوع ہے، اس کی وجہ رفع کیا ہے؟ کیا یہ الگ جملہ کا مبتدا واقع ہے؟ یا پھر کچھ اور؟ بظاہر یوں لگتا ہے کہ یہ جئتم کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہونا چاہیے، مگر یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ جئتم بلاواسطہ متعدّی ہوتا ہی نہیں بلکہ باصلہ کے ساتھ متعدّی ہوتا ہے، اور یہاں بہ مفعول بہ غیر صریحی پہلے سے موجود ہے۔

ازالۂ شبہہ: اس ایت میں السحرُ خبر واقع ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور ماجئتم بہ (ماموصولہ جئتم بہ فعل وفاعل اور مفعول غیر صریحی سے مل کر صلہ، پھر موصول صلہ سے مل کر) اس کا مبتدا ہے۔

(۴۷)- وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ [یونس:۶۱]

شبہہ: اس آیت میں مثقال لفظاً مِنْ حرف جر کی وجہ سے مجرور ہے اور محلاً مایعزب کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اور أصغرَ کا عطف وَ لا کے ذریعے مثقال پر ہے، اب یا تو لفظ کا اعتبار کرتے ہوئے اس کو بھی حالت جری میں ہونا چاہیے یا محل کا اعتبار کرتے ہوئے حالت رفعی میں ہونا چاہیے، مگر ایسا کچھ نہیں، بلکہ یہ حالت نصبی میں واقع ہے، آخر اس کی وجہ نصب کیا ہے؟

ازالۂ شبہہ: أصغرَ کا عطف مثقال پر ہے ہی نہیں، اور اس سے پہلے واؤ عاطفہ نہیں بلکہ استینافیہ ہے، اور لا لائے نفیٔ جنس ہے، أصغرَ اس کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ إلّا حرف استثنا ہے، اور فی کتاب مبین متعلق محذوف ثابت سے مل کر خبر واقع ہے۔

(۴۸)- وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ [ہود:۶۰]

شبہہ: اس آیت میں ربَّھم کفروا کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، حالاں کہ کفروا بلاواسطہ متعدّی نہیں ہوتا، بلکہ حرف جر با کے واسطے سے متعدّی ہوتا ہے، جیسا کہ ”مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ“ [الحج:۱۸] میں ہے، پھر یہاں بلاواسطہ متعدّی کیوں؟ یا پھر ربَّھم کی وجہ نصب کچھ اور ہے؟

ازالۂ شبہہ: اس آیت میں بھی کفروا حرف جر با کے ساتھ ہی متعدّی ہے، البتہ کبھی کبھی سماعی طور پر حرف جر کو حذف کرکے مجرور کو منصوب کردیا جاتا ہے اور اسے منصوب بنزع الخافض کہا جاتا ہے۔

(۴۹)- قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ [ہود:۷۲]

شبہہ: اس آیت میں شیخاً منصوب واقع ہے، جب کہ بظاہر اس کو بعلی سے بدل بن کر

یا ھذا کی خبر ثانی بن کر شیخٌ مرفوع ہونا چاہیے۔

ازالۂ شبہہ: شیخًا نہ تو بدل ہے اور نہ ہی خبر ثانی واقع ہے بلکہ بعلی سے حال واقع ہے اور اس (شیخًا) کا عامل ھذا بمعنیٰ أُشیر ہے۔

(۵۰)- وَ يٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ [ھود:۶۴]

شبہہ: اس آیت میں أٰیةً منصوب ہے جب کہ اس کو ھذہ کی خبر ثانی ہونے کی وجہ سے مرفوع ہونا چاہیے۔ اور دوسری بات یہ کہ منادیٰ جب مفرد معرفہ ہو تو مبنی بر ضم ہوتا ہے، مگر یہاں قوم مفرد معرفہ ہے اس کے باوجود مبنی بر کسر ہے، ایسا کیوں؟

ازالۂ شبہہ: أٰیةً ھذہ کی خبر ثانی نہیں بلکہ ناقة سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، اور قوم بظاہر مفرد ہے، مگر حقیقت میں مضاف إلی یاء المتکلّم قومی ہے، مضاف إلی المتکلّم منادیٰ کے آخر سے تخفیفاً یاے متکلّم کو حذف کر کے آخر میں حذفِ یا پر دلالت کرنے کے لیے کسرہ باقی رکھا جاتا ہے، لہٰذا اس کا اعراب یہاں نصب والا ہے جو ظاہر نہیں ہے کیوں کہ مضاف إلی یاء المتکلّم کا اعراب تقدیری ہوتا ہے۔

(۵۱)- لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَ لَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا [الکھف:۳۸]

شبہہ: اس آیت میں ھو ضمیر مرفوع آئی ہے جو اس بات کی نشاندہی کر رہی ہے کہ لکن حرف مشبہ بالفعل عامل نہیں ہے، مگر اس کے باوجود لکن مشدد کیوں ہے؟ اور اس کے ساتھ الف کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

ازالۂ شبہہ: لکِنْ مخففہ ہی ہے، لکِنّا اصل میں لکِنْ أنا ہے، یسلُ اور قدَفْلَحَ کی طرح تخفیفاً أنا کے ہمزہ کو حذف کیا، اس کا فتحہ لکن کے نون ساکن کو دیا لکنَنَا ہوا، نون اول کو ساکن کر کے نون ثانی میں ادغام کر دیا گیا، لکنّا ہو گیا۔ بہر حال لکنْ مخففہ حرف مشبہ بالفعل، أنا ضمیر مبتدا ہے، ھو ضمیر مرفوع ضمیرِ شان ہے، اس کے ساتھ باقی آگے کا جملہ أقول فعل

محذوف کا مقولہ ہے، اقول اپنے مقولہ سے مل کر أنا مبتدا کی خبر واقع ہے، جیسا کہ ترجمہ سے واضح ہے: "لیکن (میں تو یہی کہتا ہوں کہ) وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں کر سکتا۔"

(۵۲)- وَ اَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ ؕ وَ لَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی [طٰہٰ:۶۹]

شبہہ: اس آیت میں کیدُ مرفوع واقع ہے، جب کہ اس کو صنعوا کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہونا چاہیے۔

ازالۂ شبہہ: إنّما کی رسم قرآنی وصل کے ساتھ ہے، مگر دراصل یہاں فصل ہے، یہاں ما کافہ نہیں بلکہ موصولہ ہے، جس کا صلہ صنعوا ہے، موصول صلہ سے مل کر إنّ حرف مشبہ بالفعل کا اسم ہے، اور کیدُ سٰحر اس کی خبر ہے اس لیے مرفوع ہے، یہ صنعوا کا مفعول بہ نہیں ہے۔

(۵۳)- وَ اِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ [العنکبوت:۱۶]

شبہہ: اس آیت میں إبرٰهیم ابتدائے کلام میں واقع ہونے کی وجہ سے مبتدا کی صورت میں مرفوع ہونا چاہیے، مگر یہ تو منصوب ہے، اس کی وجہ نصب کیا ہے؟

ازالۂ شبہہ: إبرٰهیم مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع نہیں بلکہ فعل محذوف اذکر کا مفعول بہ واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ جیسا کہ ترجمہ سے واضح ہے: "اور ابراہیم کو (یاد کرو) جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔"

☆☆☆

(۵۴)- وَ اَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ[الأنبياء:۳]

شبہ: اس آیت میں أسرّوا کا فاعل واو ضمیر بارز موجود ہے، اس کے باوجود بعد میں "الذین ظلموا" بھی اس کا فاعل ہے۔ کیا ایک فعل کے دو فاعل ہو سکتے ہیں؟ اور پھر قاعدہ ہے کہ فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ واحد آتا ہے، اس لحاظ سے أسرّ ہونا چاہیے تھا، پھر أسرّوا آیا؟

ازالۂ شبہ: اس آیت میں نہ تو ایک فعل کے دو فاعل ہیں اور نہ ہی فاعل اسم ظاہر ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ أسرّوا میں واو ضمیر بارز ہی فاعل ہے، اور مبدل منہ ہے، اور "الذین ظلموا" اسی ضمیر بارز سے بدل واقع ہے، اس میں کوئی حرج کی بات نہیں کیوں کہ ضمیر سے بھی بدل واقع ہو جاتا ہے جب کہ ضمیر غائب ہو، البتہ ضمیر مخاطب اور ضمیر متکلّم سے بدل نہیں ہو سکتا۔(۱)

(۵۵)- لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ [الأنبياء:۲۲]

شبہ: آلھة مستثنیٰ منہ ہے اور اسم جلالت الله مستثنیٰ۔ استثنا کے لیے ضروری ہے کہ مستثنیٰ منہ اگر مذکور ہو تو معرفہ ہو۔ اور یہاں ألھة نکرہ ہے، پھر استثنا کیوں کر درست ہو گا؟

ازالۂ شبہ: اس آیت میں إلّا استثنا کے لیے ہے ہی نہیں، بلکہ غیر کے معنیٰ میں ہے اور مابعد اسم جلالت کی طرف مضاف ہو کر ألھة کی صفت واقع ہے۔ اور جب إلّا استثنا کے لیے ہے ہی نہیں تو استثنا کا قاعدہ بھی یہاں لازم نہیں ہو گا۔

(۵۶)- وَ جَعَلْنَا فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۠ وَ جَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ[الأنبياء:۳۱]

شبہ: اس آیت میں فجاجاً صفت واقع ہے سبلاً کی، اور قاعدے کے مطابق صفت

(۱)-النحو فی ظلال القرآن، ص:۷۰

تابع ہوتی ہے، تابع متبوع کے بعد میں آتا ہے، مگر یہاں پہلے کیوں؟

ازالۂ شبہہ: فجاجاً اس آیت میں سبلاً کی صفت نہیں بلکہ اس سے حال واقع ہے، اور سبلاً ذوالحال ہے، قاعدہ ہے کہ ذو الحال جب نکرہ ہو تو حال کو مقدم کرنا واجب ہے۔ ہاں اگر سبلاً مقدم ہی ہوتا تو فجاجا کو اس کی صفت ہی بنایا جاتا۔

(۵۷)- وَ لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا ؕ وَ كُنَّا بِكُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ [الأنبیاء:۸۱]

شبہہ: اس آیت میں الریحَ منصوب ہے جب کہ مبتداے مؤخر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہونا چاہیے، مگر یہاں منصوب واقع ہے اس کی وجہ نصب کیا ہے؟

ازالۂ شبہہ: الریحَ مبتداے مؤخر نہیں بلکہ فعل محذوف سخّرنا کا مفعول بہ واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، اور لسلیمان اسی فعل محذوف سے متعلق ہے۔

(۵۸)- وَ اقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِیَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ یٰوَیْلَنَا قَدْ كُنَّا فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِیْنَ [الأنبیاء:۹۷]

شبہہ: اس آیت میں إذا آیا ہے جو کہ کلمۂ شرط ہے اور کلمۂ شرط کے لیے لازم ہے کہ اس کے بعد فعل ہو، اور اگر اس کے بعد اسم ہو تو وہاں فعل کو محذوف مانا جاتا ہے۔ مذکورہ آیت میں إذا کے بعد اسم آرہا ہے تو یقیناً اس اسم سے پہلے کوئی فعل محذوف ہوگا، آخر وہ فعل محذوف کیا ہے؟

ازالۂ شبہہ: إذا کا استعمال ہمیشہ کلمۂ شرط کے طور پر نہیں ہوتا بلکہ کبھی فجائیہ (اچانک کا معنی دینے کے لیے) بھی ہوتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد جملہ اسمیہ ہوتا ہے۔ اور اس آیت میں إذا فجائیہ ہی ہے۔ لہٰذا یہاں کوئی فعل محذوف ماننے کی ضرورت نہیں۔ آیت کا ترجمہ ملاحظہ کریں: ”اور سچا وعدہ قریب آگیا تو جبھی (اچانک) اس وقت کافروں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی کہ ہائے ہماری خرابی! بے شک ہم اس سے غفلت میں تھے بلکہ ہم ظالم تھے۔“

(۵۹)- يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى [الحج:۵]

شبہہ: اس آیت میں نُقِرُّ مرفوع ہے، جب کہ اس کا عطف واو کے ذریعے لنُبیّنَ پر ہے اور لنبیّنَ لام کی کے بعد أن مقدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، لہٰذا نقرّ کو بھی منصوب ہونا چاہیے۔

ازالۂ شبہہ: نقرُّ سے پہلے جو واو ہے وہ عاطفہ نہیں بلکہ مستانفہ ہے، یعنی یہاں سے نیا جملہ شروع ہو رہا ہے۔ لہٰذا جب کوئی عامل ناصب و جازم نہیں تو مرفوع ہو گا۔

(۶۰)- فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ إِلَّآ أَنْ قَالُوْٓا أَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ [النمل:۵۶]

شبہہ: اس آیت میں کان فعل ناقص کے بعد جواب منصوب واقع ہے، جب کہ اس کو "کان" کا اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہونا چاہیے۔

ازالۂ شبہہ: جواب کان فعل ناقص کا اسم نہیں بلکہ اس کی خبر ہے اسی وجہ سے منصوب ہے، البتہ خبر مقدم ہے۔ اور اس کا اسم أن قالوا مصدر مؤول مؤخر ہے۔

(۶۱)- وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ إِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ أَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ [القصص:۴۶]

شبہہ: اس آیت میں لٰکنْ حرف مشبہ بالفعل مخففہ ہے، جو کہ غیر عامل ہے، مگر اس کے باوجود یہاں عمل کر رہا ہے اور اس کی وجہ سے رحمةً منصوب ہے، ایسا کیوں؟

ازالۂ شبہہ: لکنْ مخففہ غیر عامل ہی ہے اور یہاں بھی کوئی عمل نہیں کر رہا ہے، رہا رحمةً تو یہ لکن کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب نہیں بلکہ فعل محذوف أرسلناك یا علمناك هذا کا مفعول لہ واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

(۶۲)- فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْ لَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَ لَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۫ وَ قَالُوْۤا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ [القصص:۴۸]

شبہہ: اس آیت میں بظاہر یوں لگتا ہے کہ سحران مبتدا ہے اور تظاھرا اس کی خبر ہے، مگر قاعدہ ہے کہ نکرہ کے بعد جملہ ہو تو وہ جملہ اس نکرہ کی صفت واقع ہوتا ہے۔ اور یہ بھی کہ نکرہ کو مبتدا بنانا درست نہیں ہوتا، پھر اگر یہ موصوف صفت ہیں تو ترکیب میں کیا واقع ہوں گے ؟

ازالۂ شبہہ: دونوں قاعدے بالکل اپنی جگہ درست ہیں اور آیت میں اسی طرح ہے کہ سحران موصوف ہے اور تظاھرا اس کی صفت، موصوف صفت سے مل کر ھما (القرآن والتوراۃ) مبتداے محذوف کی خبر واقع ہیں۔

(۶۳)- وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَ الطَّيْرَ ۚ وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ [سبا:۱۰]

شبہہ: اس آیت میں الطیرَ منصوب واقع ہے، بظاہر اس کا کوئی عامل ناصب نہیں، اگر اس کا عطف واو کے ذریعے جبالُ پر ہے جو کہ مبنی بر ضم ہے تو کیا یہ بھی مبنی بر ضم ہوگا، یا پھر نصب کیوں ؟

ازالۂ شبہہ: اس آیت میں الطیرَ کا عطف جبالُ پر ہے اور جبالُ لفظاً مبنی بر ضم ہے اور محلاً منادیٰ مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، قاعدہ ہے کہ تابع منادی اگر معطوف بحرف ہو اور معرف باللام ہو تو معطوف علیہ کے لفظ کا اعتبار کرتے ہوئے رفع پڑھنا اور محل کا اعتبار کرتے ہوئے نصب پڑھنا دونوں جائز ہیں۔ لہٰذا مذکورہ آیت میں جبالُ کے لفظ کا اعتبار کرتے ہوئے الطیرُ پر رفع اور جبالُ کے محل نصب (منادیٰ مفعول بہ) کا اعتبار کرتے ہوئے الطیرَ پر نصب دونوں جائز ہیں۔ مگر یہاں دوسری صورت ہے۔

(۶۴)- يٰسٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ؕ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ [یٰس:۱-۵]

شبہہ: اس آیت میں تنزیل کا عامل ناصب کیا ہے ؟ اسی طرح "سَلٰمٌ ۟ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ

رَّحِیۡمٍ ‘‘[یٰس:۵۸] میں قولاً کیوں منصوب ہے؟ جب کہ دونوں کا بظاہر کوئی عامل ناصب موجود نہیں ہے۔

ازالۂ شبہہ: پہلی آیت میں تنزیل فعل محذوف نُزِّل کا مفعول مطلق واقع ہے، اور اسی طرح دوسری آیت میں قولاً فعل محذوف قال کا مفعول مطلق واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

(۶۵)- اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَ يُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى[الزمر:۴۲]

شبہہ: اس آیت میں الموتَ منصوب واقع ہے جب کہ بظاہر یوں لگتا ہے کہ قضیٰ کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہونا چاہیے۔ اگر الموت فاعل نہیں تو پھر فاعل کون ہے؟

ازالۂ شبہہ: الموتَ فعل قضیٰ کا مفعول بہ ہی واقع ہے اور قضیٰ کا فاعل ضمیر مرفوع مستتر راجع بسوے اسم جلالت ہے۔

(۶۶)- اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ؕ وَ يَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَ يُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ[الشوریٰ:۲۴]

شبہہ: اس آیت میں إن شرطیہ موجود ہے جس کی وجہ سے یشإ، یختمْ سکون کے ساتھ مجزوم ہیں اور یمحُ آخر سے حرف علت کے حذف کے ساتھ مجزوم ہے۔ مگر یُحِقُّ کا عطف بھی یمحُ پر ہے اس کے باوجود یُحِقُّ مرفوع ہے۔ ایسا کیوں؟

ازالۂ شبہہ: إن شرطیہ کی وجہ سے یشأ، یختمْ تو مجزوم ہیں۔ اور یمحُ کا عطف یختم پر ہے ہی نہیں، اور اس سے پہلے واو استینافیہ ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ مجزوم کیوں ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مجزوم نہیں ہے بلکہ مرفوع یمحو ہی ہے، البتہ اللہ اسم جلالت میں ملا کر پڑھنے میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے یمحو کا واو تلفظ میں ساقط ہوا تو کتابت میں بھی ساقط کر دیا گیا۔ اس کی کوئی خاص وجہ نہیں، صرف اعتبار قرآنی کا لحاظ ہے۔ یا رسم عثمانی کا اعتبار کیا گیا ہے۔

(٦٧)-وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰي جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَاۗءُ قَدِيْرٌ [الشوریٰ:٢٩]

شبہہ: اس آیت میں إذا شرطیہ اور اس کی شرط یشاء موجود ہے مگر اس کی جزا کہاں ہے؟

ازالۂ شبہہ: إذا ہمیشہ شرطیہ نہیں ہوتا، بلکہ کبھی کبھی ہوتا ہے، یہاں صرف ظرف زمان کے طور پر مابعد کی طرف مضاف ہوکر آیا ہے، اور یشاء فعل و فاعل مل کر جملہ فعلیہ محلِ جر میں مضاف الیہ واقع ہے۔ اور مضاف مضاف الیہ سے مل کر قدیر کا مفعول فیہ ہے۔

(٦٨)-هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ [الذاریات:٢٤]

شبہہ: اس آیت میں ضیف مفرد ہے اور اس کی صفت المکرمین جمع ہے، جب کہ قاعدہ ہے کہ موصوف صفت کے درمیان افراد، تثنیہ اور جمع میں مطابقت ضروری ہے، پھر یہاں مطابق کیوں نہیں ہے؟ یہاں ضیف کے بجائے ضیوف آنا چاہیے۔

ازالۂ شبہہ: ضیف کا استعمال مفرد و جمع دونوں طرح ہوتا ہے، مذکورہ آیت میں بطور جمع آیا ہے، لہٰذا موصوف وصفت میں مطابقت موجود ہے۔

(٦٩)-اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ [الذاریات:٢٥]

شبہہ: اس آیت میں پہلا سلٰماً منصوب ہے اور دوسرا سلامٌ مرفوع۔ یہ فرق کیوں؟ اگر سلامٌ مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے تو سوال ہوگا کہ کیا نکرہ مبتدا بن سکتا ہے؟۔ مزید یہ کہ قومٌ کیوں مرفوع ہے؟ کیا یہ بھی مبتدا ہے، یا اگر خبر ہے تو مبتدا کیا ہے؟

ازالۂ شبہہ: پہلا سلٰماً فعل محذوف سلّمنا کا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، اور دوسرا سلام متبدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، رہا یہ سوال کہ نکرہ کیسے متبدا بن سکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نکرہ اگر مخصوصہ ہو تو مبتدا بن سکتا ہے، اور یہاں سلامٌ اضافت الی المتکلّم کے اعتبار کی وجہ سے نکرہ مخصوصہ ہے، لہٰذا مبتدا بنانا درست ہے اور اس کی خبر علیکم محذوف ہے۔ اور قومٌ مبتدائے محذوف أنتم کی خبر واقع ہونے کی وجہ سے مرفوع

ہے۔ تقدیری عبارت اس طرح ہوگی: "قالوا: سلمنا سلماً، قال: سلامٌ علیکم، أنتم قوم منکرون"

(۷۰)-وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى [طٰهٰ:۱۲۹]

شبہہ: اس آیت میں أجل مرفوع ہے جب کہ اس کے ماقبل واو حرف عطف موجود ہے جس کے ذریعے لزاماً پر عطف ہے جوکہ کان کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے لہٰذا اس کو أجلاً منصوب ہونا چاہیے۔

ازالۂ شبہہ: أجلٌ کا عطف واؤ کے ذریعے کلمةٌ پر ہے، جوکہ مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، لہٰذا یہ بھی مرفوع ہوگا۔ تقدیری عبارت اس طرح ہوگی: "لو لا کلمة و أجل مسمیٰ لکان العذاب لازما"

(۷۱)-عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى [المزمل:۲۰]

شبہہ: اس آیت میں یکونُ مرفوع ہے جب کہ اس سے پہلے أنْ مصدریہ ناصبہ موجود ہے۔ ایسا کیوں؟

ازالۂ شبہہ: اس آیت میں مذکور أن ناصبہ مصدریہ نہیں، بلکہ مخففہ من الثقلہ حرف مشبہ بالفعل ہے۔ اس کا اسم ضمیر شان محذوف ہے اور بعد کا جملہ محل رفع میں خبر واقع ہے۔ أن ناصبہ کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ اس کے اور فعل مضارع کے درمیان س، سوف کے ذریعے فاصلہ نہ ہو، جب کہ یہاں فاصلہ موجود ہے۔

(۷۲)- يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ وَ لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ وَ حُوْرٌ عِيْنٌ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ [الواقعة:۱۷-۲۳]

شبہہ: اس آیت میں حورٌ مرفوع ہے، جب کہ اس کا عطف واو کے ذریعے أکواب پر ہے جیسا کہ فاکهة، لحم کا ہے۔ اور أکواب حرف جر با کی وجہ سے مجرور ہے، لہٰذا حور کو بھی

مجرور ہونا چاہیے۔

ازالۂ شبہہ: یہاں چند صورتیں ہو سکتی ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ حورٌ کا عطف ولدانٌ پر ہو، جو کہ یطوف کا فاعل بننے کی وجہ سے مرفوع ہے، لہٰذا یہ بھی مرفوع ہوگا۔دوسری صورت ہے کہ ہے یہ خود مبتدا ہو جس کی خبر لھم محذوف ہو۔اور تیسری صورت یہ کہ یہ مبتداے محذوف نساء ھم کی خبر واقع ہو۔

(۷۳)۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ

[الممتحنة:١]

شبہہ: اس آیت میں بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ إیاکم أن تؤمنوا کا تعلق مفعول بہ کی قسم تحذیر سے ہے، جس کا مقصد کسی سے ڈرانا یا اس سے محتاط رکھنا ہوتا ہے، جیسے: إياك أن تضرب، إياك و الأسد. اب اگر یہاں بھی یہی صورت ہو تو مطلب ہوگا کہ ایمان لانے سے ڈرایا جا رہا ہے اور بچنے کو کہا جا رہا ہے جب کہ ہرگز ایسا نہیں، پھر یہاں اس طرح کیوں؟

ازالۂ شبہہ: اس آیت میں مفعول بہ کی قسم تحذیر کی کوئی صورت نہیں ہے، بلکہ إیاکم ضمیر منصوب منفصل کا عطف الرسول پر ہے جو کہ یخرجون کا مفعول بہ واقع ہے۔اور أن تؤمنوا مصدر مؤول یخرجون کا مفعول لہ واقع ہونے کی وجہ سے محل نصب میں ہے۔

(۷۴)۔ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ [المائدة:١١٥]

شبہہ: اس آیت میں دو بار أعذبه آیا ہے، پہلے میں "ہ" ضمیر کا مرجع مَن ہے، مراد کافر ہے، مگر دوسرے کا مرجع کیا ہے؟ اگر اس کا مرجع بھی وہی ہو تو أعذب کا متعدّی بدو مفعول ہونا لازم آئے گا کیوں کہ بعد میں أحداً بھی مفعول بہ آرہا ہے، جب کہ یہ متعدّی بیک مفعول ہی ہے۔

ازالۂ شبہہ: لا أعذبه میں "ہ" ضمیر منصوب متّصل کا مرجع عذاباً ہے اور یہ ضمیر مفعول مطلق کے قائم مقام ہے یعنی ترکیب میں مفعول مطلق واقع ہوگی۔ اور أحداً اس کا مفعول بہ واقع ہے، لہٰذا ایک ہی مفعول بہ آیا۔

(۷۵)- اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ [البقرة: ۲۵۹]

شبہہ: اس آیت میں "هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا" جملہ نکرہ کے بعد واقع ہے، یہ جملہ صفت ہے یا حال؟ اگر صفت ہے جیساکہ قاعدہ ہے کہ نکرہ کے بعد جملہ آئے تو نکرہ کی صفت بنے گا تو پھر سوال یہ ہے کہ اس جملے سے پہلے واو کیوں آیا؟ اور اگر یہ جملہ حال ہے قریۃ سے تو اب سوال یہ ہے کہ قریۃ نکرہ ہے اور نکرہ ذوالحال نہیں بن سکتا اگر بنانا ہی ہو تو حال کو مقدم کرنا واجب ہے۔ اور یہاں مقدم بھی نہیں، آخر یہ جملہ ترکیب میں کیا ہے؟

ازالۂ شبہہ: "هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا" یہ جملہ مرّ کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ قریۃ سے حال ہے، رہا یہ سوال کہ نکرہ ذوالحال نہیں بن سکتا تو ایسا مطلقاً نہیں ہے، بعض صورتوں میں بن سکتا ہے، ایک صورت وہی ہے کہ حال کو مقدم کردیا جائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ حال جملہ ہو اور واؤ حالیہ کے بعد ہو۔ جیساکہ مذکورہ آیت میں۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اس جملہ سے پہلے نفی، نہی یا استفہام ہو۔ جیسے: وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ [الشعراء: ۲۰۸] اس آیت میں لها منذرون قریۃ سے حال واقع ہے۔

(۷۶)- كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨالْمُرْسَلِیْنَ [الشعراء: ۱۰۵]

شبہہ: اس آیت میں قوم مذکر ہے، قاعدہ ہے کہ فاعل اگر مذکر ہو تو فعل بھی مذکر آئے گا۔ مگر یہاں کذبت مؤنث کیوں آیا ہے؟

ازالۂ شبہہ: قوم اسم جمع ہے، اور قاعدہ ہے کہ فاعل جب اسم جمع یا مؤنث غیر حقیقی یا جمع

مکسر ہو تو فعل کو مذکر یا مؤنث دونوں طرح لانا درست ہے۔ لہٰذا یہاں کذبت مؤنث آنا بالکل درست ہے۔

(۷۷)- فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ [الکھف: ۱۹]

شبہہ: أیھا کا استعمال عموماً معرف باللام کی نداء کرتے وقت کیا جاتا ہے اور ترکیب میں أیُّ موصوف ھا برائے تنبیہ اور معرف باللام صفت بنتا ہے۔ جیسے: یاأیھا الرجل—— مذکورہ آیت میں أیھا کے بعد کوئی معرف باللام نہیں ہے، پھر یہاں أیھا کس طور پر آیا ہے؟

ازالۂ شبہہ: أیھا میں أیُّ برائے استفہام ہے، مضاف ہے، ھا مضاف الیہ سے مل کر محل رفع میں مبتدا واقع ہے۔ أزکیٰ اسم تفضیل، اس میں ھو ضمیر فاعل، طعاماً تمیزِ نسبت، اسم تفضیل اپنے فاعل اور تمیز نسبت سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر أیھا کی خبر ہے، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

(۷۸)- وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ [الکھف:۱۹]

شبہہ: کم کی دو قسمیں ہیں: کم خبریہ، جس کی تمیز مجرور ہوتی ہے۔ کم استفہامیہ، جس کی تمیز منصوب ہوتی ہے۔ اس آیت میں کم خبریہ ہے یا استفہامیہ؟ اور اس کی تمیز کہاں ہے؟

ازالۂ شبہہ: اس آیت میں کم استفہامیہ ہے اور اس کی تمیز یوماً محذوف ہے۔ تقدیری عبارت یوں ہوگی: ”کم یوماً لبثتم؟ قالوا لبثنا یوماً أو بعض یوم.“

(۷۹)- وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ [البقرۃ:۳۵]

شبہہ: اس آیت میں الشجرۃ منصوب واقع ہے، بظاہر یوں لگتا ہے کہ یہ ھذہ کی صفت ہے مگر اس پر سوال یہ ہوتا ہے کہ صفت کے لیے مشتق یا مشتق کے معنی میں ہونا ضروری ہے۔

اور یہاں الشجرۃ جامد ہے۔ پھر صفت بننا کیسے درست ہوگا؟

ازالۂ شبہہ: یہاں دو ترکیبیں ہو سکتی ہیں۔ **ایک** تو یہ کہ ھذہ کو مبدل منہ اور الشجرۃ کو بدل بنایا جائے، اس صورت میں کوئی سوال نہیں ہوتا۔ **دوسری** یہ کہ ھذہ کو موصوف بنائیں اور الشجرۃ صفت ——— رہا یہ سوال کہ یہ تو جامد ہے پھر صفت کیسے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسم اشارہ کی صفت اس عموم سے مستثنیٰ ہے، اس کی صفت میں کوئی بھی اسم جنس آسکتا ہے، جیسے: ھذا القلم، ذلك القرطاس۔ یہاں القلم اور القرطاس اگرچہ مشتق نہیں مگر مشتق المشار إلیھا کے معنی میں ہیں۔ جس طرح رأیت رجلا ذا مال میں ذا جامد ہے مگر صاحب کے معنی میں ہے، اس بنیاد پر اس کا صفت بننا درست ہے۔ اسی طرح یہاں بھی ہے۔

(۸۰)۔ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ أَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ [الأعراف:۴۳]

شبہہ: أن ناصبہ فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے مگر اس آیت میں فعل ماضی پر داخل ہے، ایسا کیوں؟

ازالۂ شبہہ: أن فعل ماضی مضارع دونوں پر داخل ہوتا ہے، البتہ فعل مضارع پر داخل ہو تو اس کو نصب دیتا ہے، ساتھ ہی مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے، لیکن اگر ماضی پر داخل ہو تو صرف مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے۔

دوسری صورت یہاں پر یہ ہے کہ یہ أن حرف مشبہ بالفعل مخففہ من المثقلہ مانا جائے تو اس صورت میں اس کا اسم ضمیر شان محذوف ہوگی اور ھدانا اللہ اس کی خبر، اس کے بعد حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ محل رفع میں مبتداء مؤخر واقع ہوگا اور ماکنا نھتدی خبر مقدم۔

ساتواں باب

کیا کہیں، کیا نہ کہیں ؟

ماخوذ از: معجم الأخطاء الشائعة

عربی زبان میں فصاحت وبلاغت کی گہرائی پائی جاتی ہے۔ اس کا ایک ثمرہ یہ بھی ہے کہ ایک ہی مفہوم کو مختلف جملوں کے ذریعے ادا کیا جا سکتا ہے لیکن ان میں بعض جملے بعض سے زیادہ فصیح وبلیغ ہوں گے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ بادی الرای میں ایک جملہ کسی بھی قسم کی غلطی سے پاک نظر آتا ہے لیکن دقیق نظر اس میں کوئی نہ کوئی خامی تلاش کر لیتی ہے۔ اس باب میں "یہ کہیں" کے تحت یہ بتایا جائے گا کہ جملہ کی مناسب ترین شکل کیا ہے اور "یہ نہ کہیں" کے تحت جملہ کی نامناسب شکلوں کے نامناسب ہونے کے مختلف اسباب (جیسے اہل عرب کا انہیں استعمال نہ کرنا، ان کا اسلوب قرآن وحدیث کے خلاف ہونا، یا پھر ان کا غلط نہ ہونے کے باوجود قلیل الاستعمال ہونا وغیرہ) بیان کیے جائیں گے۔

(ا)- **یہ نہ کہیں:** أَذِن الوالد لابنه بالسفر

وجہ: أذن کا استعمال جب باء صلہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی "جاننا، یقین کرنا" ہوتا ہے، جیسے: "فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ"(۱) البتہ أذن کو جب فی صلہ کے ساتھ استعمال کیا جائے تو "اجازت دینا" کے معنی میں مستعمل ہوگا۔

اس طرح کہیں: أذن الوالد لإبنه فى السفر (والد نے اپنے بیٹے کو سفر کی اجازت دی۔)

---

(۱)- **ترجمہ:** پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کا۔ [سورۃ البقرۃ:۲۷۹]

(۲)۔یہ نہ کہیں: استأذن حامد من محمود فی السفر

وجہ: کسی سے اجازت طلب کرنے کے معنیٰ میں استاذن کا استعمال مِن کے ساتھ درست نہیں، بلکہ بنا کسی صلہ کے استعمال ہوگا، جیساکہ قرآن پاک میں ہے: ''وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ ''(۱)

اس طرح کہیں: استأذن حامد محموداً فی السفر (حامد نے محمود سے سفر کی اجازت طلب کی۔)

(۳)۔یہ نہ کہیں: أخذ عبید ولداً علی خطائه

وجہ: گرفت کرنے کے معنیٰ میں أخذ کا استعمال علیٰ صلہ کے ساتھ نہیں بلکہ با صلہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے کہ قرآن پاک میں ہے: ''لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ''(۲)

اس طرح کہیں: أخذ عبید ولداً بخطائه (عبید نے لڑکے کی اس کی غلطی پر گرفت (پکڑ) کی۔)

(۴)۔یہ نہ کہیں: أخذتُ الطائرةَ من جدة

وجہ: ''میں نے جدہ سے فلائٹ لی/فلائٹ کے ذریعے سفر کیا'' اس معنیٰ کے لیے مذکورہ بالا جملہ استعمال کرتے ہیں، جب کہ اہل عرب کے یہاں اس طرح استعمال نہیں ہوتا ہے۔

اس طرح کہیں: سافرت فی الطائرة من جدة (میں نے فلائٹ میں سفر کیا /میں نے فلائٹ لی۔)

---

(۱)۔ترجمہ: اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ہمراہ جہاد کرو تو ان کے قوت وطاقت رکھنے والے تم سے رخصت (اجازت) مانگتے ہیں۔[سورۃ التوبۃ:۸۶]

(۲)۔ترجمہ: اللہ تمہیں نہیں پکڑتا ان قسموں میں جو بے ارادہ زبان سے نکل جائے، ہاں اس پر گرفت فرماتا ہے جو کام تمہارے دل نے کیے۔[سورۃ البقرۃ:۲۲۵]

(۵)-یہ نہ کہیں: ظنّ عادل أنْ سیعودَ خالدٌ إلی بیته

وجہ: أن ناصبہ کے لیے ضروری ہے کہ اس کے اور فعل مضارع کے درمیان س، سوف، قد، ما، لو کے ذریعے فاصلہ نہ ہو، فاصلہ ہونے کی صورت میں أن ناصبہ نہیں ہوگا بلکہ أنْ مخففہ من الثقلہ حرف مشبہ بالفعل ہوگا۔ جیسے کہ قرآن پاک میں ہے: "عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى"[۱]

اس طرح کہیں: ظنّ عادل أنْ سیعودُ خالدٌ إلی بیته (عادل نے گمان کیا کہ عنقریب خالد اپنے گھر لوٹ آئے گا۔)

(۶)-یہ نہ کہیں: استأنف عليٌّ التدریس بعد أن انقطع عنه عامین

وجہ: استأنف کا استعمال اس چیز کے کے لیے کیا جاتا ہے جس کا آغاز پہلے نہ ہوا ہو۔ مذکورہ جملہ میں چوں کہ علی پہلے تدریس کرا چکا ہے، پھر کچھ اسباب کی وجہ سے دو سال نہ کرا سکا، لہذا یہاں استأنف کا استعمال درست نہیں۔

اس طرح کہیں: عاد عليٌّ إلی التدریس بعد أن انقطع عنه عامین (علی نے دو سال کے وقفہ کے بعد پھر تدریس شروع کی۔)

(۷)-یہ نہ کہیں: هذا بئر عمیق

وجہ: بئر قرآن پاک میں مؤنث کے طور پر آیا ہے، جیسے: "وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ"[۲]

اس طرح کہیں: هذه بئر عمیقة (یہ گہرا کنواں ہے۔)

(۸)-یہ نہ کہیں: أقام سلیم عند خالد برهةً

وجہ: بعض لوگ "تھوڑے وقت" کو بتانے کے لیے برهة کا لفظ استعمال کرتے ہیں، بعض اہل عرب اس کو پسند نہیں کرتے۔ لسان العرب میں اس کی صراحت ہے کہ برهة کا لفظ

(۱)-ترجمہ: اسے معلوم ہے کہ عنقریب تم میں سے کچھ لوگ بیمار ہوں گے۔ [سورۃ المزمل:۲۰]

(۲)-ترجمہ: اور کتنے کنوئیں بیکار پڑے ہوئے۔ [سورۃ الحج:۴۵]

مدت طویلہ بتانے کے لیے استعمال ہوتا ہے، مدت قصیرہ (تھوڑی مدت) کو بتانے کے لیے هُنيئة کا استعمال زیادہ مناسب ہے۔

اس طرح کہیں: اقام سليم عند خالد هُنيئةً (سلیم خالد کے پاس تھوڑے وقت ٹھہرا۔)

(۹)۔یہ نہ کہیں: حامد ليس ببعيد عن محمود

وجہ: بعيد کا لفظ عن اور مِن دونوں کے ساتھ مستعمل ہے، مگر قرآن پاک میں من کے ساتھ آیا ہے، جیسے : ”وَ مَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ“[۱] اور ” وَ مَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ“[۲] لہٰذا اسی کا استعمال کرنا چاہیے۔

اس طرح کہیں: حامد ليس ببعيد من محمود (حامد محمود سے دور نہیں ہے۔)

(۱۰)۔یہ نہ کہیں: لا ينبغي على الصبي أن يذهب إلى السوق

وجہ: ينبغي کا استعمال علیٰ صلہ کے ساتھ درست نہیں۔ یہ لفظ قرآن مجید میں ۶/ جگہ آیا ہے، اور ہر جگہ لام کے ساتھ ہے جیسے: ”لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ“[۳]

اس طرح کہیں: لا ينبغي للصبي أن يذهب إلى السوق (بچے کے لیے مناسب نہیں کہ بازار جائے۔)

(۱۱)۔یہ نہ کہیں: انكسر خِنْصِرُ الولد

وجہ: انگلیوں کے ناموں کا استعمال اہل عرب مؤنث کے طور پر ہی کرتے ہیں۔

انگلیوں کے نام: خنصر (سب سے چھوٹی انگلی) بنصر (چھوٹی انگلی کے برابر والی) وُسطیٰ (درمیان والی) سبّابة (انگوٹھے کے برابر والی انگلی جس کو شہادت کی انگلی بھی کہا جاتا ہے۔) إبهام (انگوٹھا) اس کی جمع إبهامات ہے۔ بیچ والی انگلی کا نام أوسط اور انگوٹھے کی برابر والی انگلی کا نام سبّابٌ مذکر نہیں۔ علی هذا القیاس دیگر انگلیوں کے نام بھی مؤنث ہیں۔

---

(۱)۔ترجمہ: اور وہ کچھ ظالموں سے دور نہیں [هود:۸۳]
(۲)۔ترجمہ: اور لوط کی قوم تو تم سے کوئی دور بھی نہیں ہے [هود:۸۹]
(۳)۔ترجمہ: سورج کو لائق (مناسب) نہیں کہ چاند کو پکڑے۔ [سورة يٰس:۴۰]

اس طرح کہیں: انکسرت خنصر الولد (لڑکے کی سب سے چھوٹی انگلی ٹوٹ گئی۔)

(۱۲)۔یہ نہ کہیں: وقعتُ علی الثریٰ فعَلَقَ بثوبی الغبارُ

وجہ: الثریٰ کا اطلاق "تر (گیلی) مٹی" پر ہوتا ہے، جیساکہ قرآن کریم میں ہے: "لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى"(۱) ظاہر ہے گیلی مٹی پر گرنے سے گیلی مٹی ہی لگے گی، نہ کہ غبار۔ البتہ التراب کا اطلاق خشک مٹی پر ہوتا ہے، جیساکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں آکر لیٹ گئے تو ان کے بدن سے مٹی لگ گئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا: "قُم أبا تراب، قم أبا تراب!"

اس طرح کہیں: وقعتُ علی التراب فعَلَقَ بثوبی الغبارُ (میں مٹی پر گر پڑا تو میرے کپڑے پر غبار لگ گیا۔)

(۱۳)۔یہ نہ کہیں: عمیر تَوَفّٰی فی شهر رمضان

وجہ: تَوَفّٰی فعل معروف کا معنی "وفات دینا" ہے، ظاہر ہے وفات دینا تو اللہ رب العزت کا کام ہے، قرآن پاک میں ہے: "اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا"(۲) اسی طرح بعض لوگ متوفِی بکسر الفاء اسم فاعل پڑھتے یا لکھتے ہیں، جب کہ تُوُفِّیَ فعل مجہول اور متوفّٰی بفتح الفاء اسم مفعول ہی درست ہے۔

اس طرح کہیں: عمیر تُوُفِّیَ فی شهر رمضان (عمیر نے ماہ رمضان میں وفات پائی۔)

(۱۴)۔یہ نہ کہیں: الخطیب أثّرَ علی القوم تأثیرا کبیراً

وجہ: "کسی کو متاثر کرنا، کسی پر کچھ اثر چھوڑنا" اس معنی کے لیے أثّرَ کا استعمال علیٰ صلہ کے ساتھ درست نہیں، بلکہ با، فی کے ساتھ استعمال ہونا چاہیے۔ جیساکہ حضرت علی رضی

(۱)۔ترجمہ: اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو کچھ گیلی مٹی کے نیچے ہے [سورۃ طٰهٰ:۶]

(۲)۔ترجمہ: اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت۔ [سورۃ الزمر:۴۲]

اللہ عنہ حضرت فاطمہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”فجرَّتْ بالرَّحْيِ حتى أثَّرتْ بيدها.“[۱] (وہ چکّی سے آٹا پیسا کرتی تھیں یہاں تک کہ چکی نے ان کے ہاتھ میں اثر ڈال دیا-ان کے ہاتھ میں نشان پڑ گئے۔)

اس طرح کہیں: الخطيب أثَّرَ بالقوم /في القوم تأثيرا كبيراً (خطیب نے قوم پر بڑا اچھا اثر چھوڑا۔)

(۱۵)-یہ نہ کہیں: الكاذب لا يُؤْبَهُ به

وجہ: ”جھوٹے کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی ہے“ اس معنی کی ادائیگی کے لیے أَبَهَ کا باء صلہ کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے، جب کہ لام صلہ کے ساتھ استعمال ہونا چاہیے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: ”كم من أشعث أغبر ذي طمرين لا يؤبه له لو أقسم على الله لأبره“[۲] (کتنے بکھرے بال، غبار آلود اور دو بوسیدہ چادر والے ایسے ہیں جن کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی، اگر وہ اللہ عزوجل کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو ضرور پورا فرمادے۔)

اس طرح کہیں: الكاذب لا يُؤْبَهُ له (جھوٹے کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی ہے۔)

(۱۶)-یہ نہ کہیں: ما زرته أبداً

وجہ: ”میں نے کبھی اس کی زیارت نہیں کی“ اس معنی کی ادائیگی کے لیے بعض لوگ أبداً کا استعمال کرتے ہیں، لیکن اگر ماضی میں دوام و استمرار کو بتانا ہو تو قطُّ کا استعمال درست ہے، کیوں کہ قط ماضی میں دوام و استمرار کو بتاتا ہے، اور اگر مستقبل میں دوام و استمرار مقصود ہے تو أبداً کا استعمال درست ہے، کیوں کہ أبداً مستقبل میں دوام و استمرار کو بتاتا ہے، لیکن پھر ما زرته ماضی کے صیغے کی بجائے لن أزوره أبداً مضارع کا صیغہ درست ہوگا۔ قرآن پاک میں ہے: ”قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا“[۳]

---

(۱)-سنن أبي داود، حدیث: ۵۰۶۳

(۲)-سنن الترمذي، حدیث: ۳۸۵۴

(۳)-ترجمہ: بولے اے موسیٰ! ہم تو وہاں کبھی نہیں جائیں گے جب تک وہ وہاں ہیں۔[المائدة: ۲۴]

اس طرح کہیں: ما زرته قط (میں نے اس کی کبھی زیارت نہیں کی۔)، لن أزوره أبداً (میں اس کی کبھی زیارت نہیں کروں گا۔)

(۱۷)۔یہ نہ کہیں: قال الخطیبُ أثناء خطبته

وجہ: بعض لوگ "دورانِ بیان" کے معنی کے لیے أثناء خطبته ظرف بناکر استعمال کرتے ہیں جو کہ نادر الاستعمال ہے، کیوں کہ خود اس کے اندر ظرف کے معنی نہیں ہیں بلکہ أثناء یہ ثِنْیٌ کی جمع ہے، جب بنافی کے استعمال ہوتا ہے تو یہ "دوگنا" کا معنی دیتا ہے۔ البتہ جب اس سے پہلے فی کا اضافہ کر دیا جائے تو دوران، درمیان کا معنی دیتا ہے۔

اس طرح کہیں: قال الخطیبُ فی أثناء خطبته (خطیب نے بیان کے دورانِ کہا۔)

(۱۸)۔یہ نہ کہیں: وُلِدَ عبد العزیز فی جُمادی الأول/فی جمادی الثانی / جمادی الثانیة

وجہ: امام فرّا کا کہنا ہے کہ مہینوں کے تمام نام مذکر ہیں سوائے دو مہینوں کے اور وہ جمادی الأولیٰ اور جمادی الآخرة ہیں، لہٰذا جمادی الأول اور جمادی الآخر درست نہیں۔

ایک اہم وضاحت: یہاں ایک بات پر اور شدید توجہ کی ضرورت ہے۔ ثانی ، ثانیة کا اطلاق وہاں کیا جاتا ہے جہاں ثالث ، ثالثة ہو، اب ظاہر ہے کوئی جمادی الثالثة تو ہے نہیں، لہٰذا یہاں ثانیة کے بجائے الآخرة کا استعمال درست ہوگا۔ اسی طرح، "ششماہی ثانی" کہنا بھی درست نہیں، کیوں کہ "ششماہی ثالث" ہوتی ہی نہیں، لہٰذا "ششماہی آخر" کہنا چاہیے۔

در اصل یہاں عدد کی تعریف سمجھنا ضروری ہے، وہ یہ ہے: العدد هو نصف مجموعة حاشيتين (حاشتین کے مجموعے کا نصف عدد کہلاتا ہے۔) یعنی اسی نمبر کو عدد کہا جائے گا جس کی دونوں طرف نمبر ہوں، مثلاً: ۲/ اس کے قبل ۱/ ہے اور اس کے بعد ۳/ ہے، اور ایک اور تین کا مجموعہ "چار" اور اس کا نصف "دو" ہوا، علیٰ ھذا القیاس۔ اسی اصول کے تحت علما

فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل ایک ہے مگر عدد نہیں ہے اس لیے کہ "ایک" عدد ہی نہیں ہے، کیوں کہ اس کے بعد تو نمبر ہے مگر اس کے ماقبل کوئی نمبر نہیں، جن دونوں کا مجموعہ کر کے اس کا نصف کیا جائے، البتہ "دو" عدد ہے مگر عدد تب ہی کہا جائے گا جب کہ اس کے بعد "تین" کا اعتبار کیا جائے۔ اس توضیح سے یہ بات اور صاف ہو جاتی ہے کہ جمادی الثانیۃ اور ربیع الثانی کہنا درست نہیں۔

اس طرح کہیں: ولد عبد العزيز فی جمادی الأولىٰ / فی جمادی الآخرة (عبد العزیز جمادی الاولیٰ / جمادی الآخرہ میں پیدا ہوا۔)

(۱۹)–یہ نہ کہیں: أجاب التلميذ على سؤال الأستاذ

وجہ: "جواب دینا" کے معنی میں أجاب کا استعمال علی کے ساتھ درست نہیں، بلکہ بنا کسی صلہ کے، یا عن یا إلیٰ صلہ کے ساتھ استعمال کیا جائے، قرآن پاک میں ہے: "اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ"(۱)

اس طرح کہیں: أجاب التلميذ سوالَ الأستاذ / عن سؤال الأستاذ / إلىٰ سؤال الأستاذ (شاگرد نے استاذ کے سوال کا جواب دیا۔)

(۲۰)–یہ نہ کہیں: حجّ عليٌّ إلى البيتِ الحرام

وجہ: حجّ کا استعمال بنا کسی صلہ کے ہونا چاہیے، قرآن کریم میں ہے: "اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا"(۲)

اس طرح کہیں: حج عليٌّ البيتَ الحرام (علی نے بیت اللہ کا حج کیا۔)

(۲۱)–یہ نہ کہیں: تحدّثنا على المسائل الفقهية

وجہ: تحدث کا استعمال علی صلہ کے ساتھ درست نہیں، بلکہ اس کا استعمال ب صلہ

(۱)–ترجمہ: اللہ کے منادی کی بات کا جواب دو (بات مانو) [سورة الأحقاف:۳۱]

(۲)–ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے چکر لگائے۔ [سورة البقرة:۱۵۸]

کے ساتھ درست ہے۔

اس طرح کہیں: تحدثنا بالمسائل الفقهية (ہم نے مسائل فقہیہ پر تبادلۂ خیال کیا۔[گفتگو کی])

(۲۲)۔یہ نہ کہیں: حَذَرَ العالمُ من الفتنة

وجہ: حذر قرآن پاک میں ۹/ جگہ آیا ہے، اور کہیں بھی مِن صلہ کے ساتھ نہیں آیا۔

ایک آیت ملاحظہ ہو: ”وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ“(۱)

اس طرح کہیں: حذر العالم الفتنة (عالِم فتنے سے بچا/چوکنا رہا۔)

(۲۳)۔یہ نہ کہیں: حرّرتُ الصحيفة/الكتاب

وجہ: ”کتاب تحریر کرنے“ کے معنی میں بعض لوگ حرّر کا استعمال کرتے ہیں۔ جب کہ اس کا معنی ہوتا ہے: ”کتاب کو خوبصورت بنانا، غلطیوں کی اصلاح کر کے اس کو خالص کر دینا“

اس طرح کہیں: كتبتُ الصحيفة/الكتاب (میں نے کتاب تحریر کی۔)

(۲۴)۔یہ نہ کہیں: حلّ الأستاذ فی منزلنا

وجہ: ”کسی جگہ ٹھہرنا“ کے معنی میں حلّ کا استعمال فی صلہ کے ساتھ درست نہیں، اس کا استعمال یا تو بنا کسی صلہ کے کیا جائے یا پھر ”ب“ صلہ کے ساتھ، جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

”لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ“(۲)

اس طرح کہیں: حلّ الأستاذ منزلَنا/بمنزِلنا (استاذ محترم ہمارے یہاں ٹھہرے/تشریف فرما ہوئے۔)

(۲۵)۔یہ نہ کہیں: وضعتُ جبينی علی الأرض ساجداً

وجہ: اردو میں ”ماتھا“ اور ”پیشانی“ میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا، مگر عربی میں اس معنی

(۱)۔ترجمہ: اور ان سے بچتے رہو کہ کہیں وہ تمہیں اس کے بعض احکام سے نہ ہٹادیں جو اللہ نے تمھاری طرف نازل کیا ہے۔[سورة المائدة:۴۹]

(۲)۔ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم، کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔[سورة البلد:۲]

میں دو لفظ مستعمل ہیں: جبین اور جبهة، بظاہر دونوں کے معنی ایک ہیں، مگر قرآن پاک میں یہ کلمات فرق کے ساتھ آئے ہیں، جبهة کا اطلاق ابرو سے لے کر بالوں کے اگنے کی جگہ تک کے حصہ پر ہوتا ہے۔ جو لوگ زکات ادا نہیں کرتے ان کی وعید کے بیان کے سلسلے میں آیتِ قرآنی ہے: ''فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ''۔[1] جبین کا اطلاق کنپٹی کے اوپر کے دائیں اور بائیں حصہ پر ہوتا ہے، حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام نے جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو راہ خدا میں قربان کرنے کے لیے زمین پر لٹایا تو پیشانی کے ایک جانب کا حصہ زمین پر رکھا، اس کے لیے جبین کا کلمہ آیا۔ آیت ہے: ''وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ''[2] اب چوں کہ حالت سجدہ میں کنپٹی کے اوپر والا حصہ زمین پر نہیں رکھا جاتا، لہٰذا جبین کا کلمہ استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

اس طرح کہیں: وضعت جبهتي على الأرض ساجدا (میں نے اپنی پیشانی کو حالت سجدہ میں زمین پر رکھا۔)

(۲۶)-یہ نہ کہیں: خرج الفاسق على القانون الشرعی

وجہ: قانون شرعی پر عمل نہ کرنے اور اس سے دور رہنے کے لیے بعض لوگ خرج کا استعمال علیٰ کے ساتھ کر دیتے ہیں، جب کہ اس کا معنی ''بغاوت کرنا'' ہوتا ہے، البتہ اگر عن صلہ کے ساتھ استعمال ہو تو ''عمل نہ کرنا، دور رہنا'' معنی ہوتا ہے۔ فاسق قانون شرعی کے خلاف بغاوت نہیں کرتا، ہاں عمل نہیں کرتا۔ لہٰذا درست استعمال عن کے ساتھ ہوگا۔

اس طرح کہیں: خرج الفاسق عن القانون الشرعی (فاسق نے قانون شرعی کی پاسداری نہیں کی/ قانون شرعی پر عمل نہیں کیا/ قانون شرعی پر عمل سے دور رہا۔)

(۲۷)-یہ نہ کہیں: خشي الفقير من الفَقر

وجہ: خشي کا استعمال بنا کسی صلہ کے ہونا چاہیے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں وارد ہے: ''وَ

(۱)-ترجمہ: پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں۔ [سورۃ التوبۃ:۳۵]

(۲)-ترجمہ: اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا۔ [سورۃ الصافات:۱۰۳]

تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ"(۱)

اس طرح کہیں: خشي الفقير الفقر (فقیر محتاجی سے خائف ہوا/ڈرا۔)

(۲۸)۔یہ نہ کہیں: خطب الإمام خطابا بديعاً

وجہ: خطاب باب مفاعلت سے ہے جس کا اطلاق اہل عرب "مکالمہ" پر کرتے ہیں، یعنی جانبین سے گفتگو کے لیے۔ جب کہ بیان میں جانبین سے گفتگو نہیں ہوتی، لہٰذا یہاں خطبة کا استعمال ہونا چاہیے جو باب نصر سے ہے۔

اس طرح کہیں: خطب الإمام خطبة بديعة (امام نے انوکھا/اچھا بیان کیا۔)

(۲۹)۔یہ نہ کہیں: لا يخفى هذا عن العلماء

وجہ: کسی سے کچھ مخفی ہونے کے معنی میں خفی "عن" کے ساتھ قرآن پاک میں نہیں آیا، البتہ علیٰ صلہ کے ساتھ آیا ہے، جیسا کہ آیت میں ہے: "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ"(۲) لہٰذا قرآنی طرز کو اپنانا چاہیے۔

اس طرح کہیں: لا يخفى هذا على العلماء (یہ بات علما پر مخفی نہیں ہے۔)

(۳۰)۔یہ نہ کہیں: خـمِدَتِ النارُ

وجہ: جب آگ بجھ جاتی ہے یہاں تک کہ انگارے بھی ختم ہوجاتے ہیں تو بعض لوگ اس معنی کی ادائیگی کے لیے خمد کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جب کہ اس کا معنی "آگ کے شعلے بجھ جانا" ہوتا ہے، یعنی انگارے باقی ہوتے ہیں۔ ہاں اگر یہی معنی بتانا مقصود ہو تو درست ہے۔ لیکن اگر انگارے بھی ختم ہوجائیں تو اس کے لیے انطفأ کا استعمال ہوتا ہے۔

اس طرح کہیں: انطفأتِ النارُ (آگ بجھ گئی۔

---

(۱)۔ترجمہ: اور تمہیں لوگوں کا اندیشہ تھا اور اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ [سورة الأحزاب:۳۷]

(۲)۔ترجمہ: بے شک اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں، نہ زمین میں اور نہ ہی آسمان میں۔ [سورة آل عمران:۵]

(۳۱)-یہ نہ کہیں: تردّدَ قاسمٌ علی مکتبتي

وجہ: "بار بار آنا، چکر لگانا" کے معنی میں تردّد "علیٰ" صلہ کے ساتھ مستعمل نہیں ہے، بلکہ إلیٰ کے ساتھ مستعمل ہے۔

اس طرح کہیں: تردّدَ قاسم إلیٰ مکتبتي (قاسم نے میری لائبریری کے چکر لگائے۔)

(۳۲)-یہ نہ کہیں: أرسلتُ لفقیر مالاً

وجہ: کسی کی طرف بھیجنے کے لیے أرسل کا استعمال "ل" صلہ کے ساتھ نہیں ہونا چاہیے، قرآن پاک میں إلیٰ صلہ کے ساتھ آیا ہے: "وَ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمْ رُسُلًا"(۱)

اس طرح کہیں: أرسلت إلیٰ فقیر مالاً (میں نے فقیر کی طرف مال بھیجا۔)

(۳۳)-یہ نہ کہیں: حمادٌ زوّجَ ابْنه من بنت خالد

وجہ: زوّج کا استعمال مِن کے بجائے بنا کسی صلہ کے یا پھر "ب" صلہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، قرآن پاک میں "ب" صلہ کے ساتھ واقع ہے: "وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ"(۲)

اس طرح کہیں: حماد زّوج ابنه بعائشة بنت خالد (حماد نے اپنے بیٹے کا نکاح خالد کی بیٹی عائشہ سے کیا۔)

(۳۴)-یہ نہ کہیں: عرَفَ الولدُ بقلمه

وجہ: "جاننے پہچاننے" کے معنی میں "علم" کا استعمال تو صلہ کے ساتھ اور صلہ کے بغیر دونوں طرح ہے۔ مگر عرف کا استعمال بنا کسی صلہ کے ہی درست ہے۔

اس طرح کہیں: عرف الولد قلمَه (لڑکے نے اپنا قلم پہچان لیا۔)

(۳۵)-یہ نہ کہیں: نحن نشكُّ بنجاح حامدٍ

وجہ: شكّ کا استعمال "ب" صلہ کے ساتھ درست نہیں۔ البتہ فی کے ساتھ درست

(۱)-ترجمہ: اور ہم نے ان کی طرف رسول بھیجے۔ [سورة المائدة: ۷۰]

(۲)-ترجمہ: ہم نے بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا نکاح کر دیا۔ [سورة الطور: ۲۰]

ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہوا ہے: "اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ"(۱)

اس طرح کہیں: نحن نشك في نجاح حامد (ہمیں حامد کی کامیابی میں شک ہے۔)

(۳۶)-یہ نہ کہیں: ضرب المهندسُ خمسةً بستةٍ

وجہ: ضرب دینے (Multiplying) کے معنی میں بعض لوگ ضرب کو "ب" صلہ کے ساتھ استعمال کرتے ہیں جو درست نہیں، درست استعمال فی صلہ کے ساتھ ہے۔

اس طرح کہیں: ضرب المهندس خمسة في ستة (انجینئر نے پانچ کو چھ میں ضرب دیا/multiply کیا۔)

(۳۷)-یہ نہ کہیں: اُضطُرَّ وسيم للسفر

وجہ: مجبور ہونے کے معنی میں اضطرّ کا استعمال "ل" کے بجاے إلیٰ کے ساتھ درست ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں وارد ہے: "وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ"(۲)

اس طرح کہیں: اضطُرّ وسيم إلىٰ السفر (وسیم سفر کرنے پر مجبور ہوا۔)

(۳۸)-یہ نہ کہیں: سليم مطمئِنٌّ عن قوّته

وجہ: مطمئن ہونے کے معنی میں اطمأن کا استعمال عن صلہ کے بجاے إلیٰ یا "ب" کے ساتھ درست ہے۔ قرآن پاک میں یہ کلمہ ۶/ بار آیا ہے، اور ہر بار "ب" صلہ کے ساتھ۔ ایک آیت ملاحظہ ہو: "فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اِطْمَاَنَّ بِهٖ"(۳)

اس طرح کہیں: سليم مطمئِن بقوته (سلیم اپنی طاقت سے مطمئن ہے۔)

(۱)-ترجمہ: کیا اللہ میں شک ہے؟ [سورة إبراهيم:۱۰]

(۲)-ترجمہ: وہ تمھارے لیے وہ چیزیں تفصیل سے بیان کر چکا ہے جو اس نے تم پر حرام کی ہیں، سوائے ان چیزوں کے جن کی طرف تم مجبور ہو جاؤ۔ [سورة الأنعام:۱۱۹]

(۳)-ترجمہ: پھر اگر انھیں کوئی بھلائی ملی تو چین سے / مطمئن ہو جاتے ہیں۔ [سورة الحج:۱۱]

(۳۹)-یہ نہ کہیں: المتعلم عرّب الجمل الأردية

وجہ: ''اردو کی عربی بنانا'' کے معنی میں بعض لوگ عرّب کا استعمال کرتے ہیں، یہ درست نہیں۔اس کا معنی تو ''کسی عجمی لفظ کو عربی لفظ بنادینا'' ہے، مثلاً لگام کا معرب لجام استعمال ہوتا ہے۔یہاں ترجم فعل کا استعمال درست ہے۔

اس طرح کہیں: المتعلم ترجم الجمل الأردية إلى العربية (طالب علم نے اردو جملوں کی عربی بنائی/عربی میں ترجمہ کیا۔)

(۴۰)-یہ نہ کہیں: الأنبياء معصومون عن الخطاء

وجہ: عصم قرآن پاک میں مِن صلہ کے ساتھ آیا ہے۔آیت ہے: ''وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ''[1] لہٰذا اسی کے ساتھ استعمال کرنا چاہیے۔

اس طرح کہیں: الأنبياء معصومون من الخطاء (انبیا علیہم السلام خطا سے محفوظ ہوتے ہیں۔)

(۱)-ترجمہ: اور اللہ تمھاری نگرانی کرے گا/تمہیں محفوظ رکھے گا لوگوں سے۔[سورة المائدة:٦٧]

آٹھواں باب

نحوی پہیلیاں

ایسی کون سی صورت ہے جس میں فاعل تثنیہ یا جمع ہو پھر بھی فعل واحد ہی رہے؟ وہ کون سے کلمات ہیں جو تثنیہ نہیں لیکن پھر بھی ان پر تثنیہ کا اعراب آتا ہے؟ وہ کون سے کلمات ہیں جو مذکر سالم نہیں لیکن پھر بھی ان پر جمع مذکر سالم کا اعراب آتا ہے؟ ایسا کون سا کلمہ ہے کہ اگر اس میں ایک حرف بڑھا دیا جائے تو اس کے معنیٰ میں کمی واقع ہو جاتی ہے؟ آسان نہیں ہے اس قسم کے سوالات کا جواب دینا۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ یہ سوالات مشکل ہیں لیکن ان کے جوابات اتنے مشکل نہیں۔ اسی وجہ سے ان کو نحوی پہیلیاں کہا جاتا ہے۔ اس باب میں آپ اسی قبیل کے بہت سے سوالات اور ان کے جوابات کا مطالعہ کریں گے۔

سوال نمبر (۱)۔ جملہ کی صرف دو قسمیں اسمیہ اور فعلیہ ہی کیوں ہیں؟ حرفیہ کیوں نہیں؟

جواب: جملہ کے لیے مُسنَد اور مُسند الیہ کی ضرورت ہے اور حرف ان میں سے کچھ بھی نہیں بن سکتا، لہٰذا جملہ حرفیہ نہیں ہوگا۔(۱)

سوال نمبر (۲)۔ ایسا کون سا کلمہ ہے جو معرفہ کی طرف مضاف ہونے کے باوجود بھی نکرہ ہو؟

جواب: وہ کلمہ "غیر" ہے۔

(۱)۔ حاشیہ نحو میر عبدالحکیم شرف قادری، ص:۳۸۔ مجلس برکات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور۔

سوال نمبر(۳)-وہ کون سا کلمہ ہے جو مؤنث نہیں مگر مؤنث کی تاویل میں ہوتا ہے؟

جواب: مؤنث تاویلی، یعنی جو کلمہ اصل لغت میں مذکر ہو لیکن اُسے ایسے مؤنث کلمے کی تاویل میں لے لیا جائے جس کا وہ معنی ادا کر رہا ہے، جیسے: أَتَتْنِي كِتابُكَ فَسُرِرْتُ بِها. (میرے پاس تیرا خط آیا تو اس سے مجھے خوشی ہوئی۔) اس مثال میں فعل کو مؤنث اس لیے لایا گیا کیونکہ یہاں کتاب سے مراد رسالۃ ہے۔(۱)

سوال نمبر(۴)-وہ کون سا مذکر ہے جو مؤنث کی تاویل میں نہیں بلکہ مؤنث کے حکم میں ہوتا ہے؟

جواب: جس کلمے کا صیغہ تو مذکر کا ہو لیکن مؤنث کی طرف اضافت ہونے کی وجہ سے اسے بھی مؤنث کا حکم دے دیا جائے، جیسے: "وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ" [ق:۲۱] اس آیت کریمہ میں کلمہ کُل اصل میں مذکر ہے لیکن نفس مؤنث کی طرف اضافت کی وجہ سے اسے مؤنث کا حکم دے دیا گیا ہے، اسے مؤنث حکمی کہتے ہیں۔(۲)

سوال نمبر(۵)-وہ کون سی صورت ہے جس میں فاعل تثنیہ یا جمع ہو پھر بھی فعل واحد ہی رہتا ہے؟

جواب: جب فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ واحد آتا ہے۔ جیسے: قرأ زيد، قرأ الزيدان، قرأ الزيدون(۳)

سوال نمبر(۶)-وہ کون سا مرکب ہے جو کبھی غیر منصرف ہوتا ہے اور کبھی مبنی؟

جواب: اگر مرکب مزجی عَلَم ہو تو غیر منصرف ہوتا ہے؛ کیوں کہ اس میں علمیت اور ترکیب اسبابِ منع صرف میں سے دو سبب پائے جا رہے ہیں، جیسے: بَعْلَبَكُّ بَلَدَةٌ طَيِّبَةُ الهَواءِ (بعلبک ایک خوشگوار ہوا والا شہر ہے۔) سَكَنْتُ بَيْتَ لَحْمٍ (میں بیت لحم شہر میں ٹھہرا۔) سافَرْتُ إلى

---

(۱)-موسوعة النحو والصرف، ص:۶۰۱

(۲)-جامع الدروس العربية: ص:۶۰۱

(۳)-هداية النحو، ص:۴۸-مکتبۃ المدینہ

حَضْرَ مَوْتَ (میں نے حضرت موت کا سفر کیا۔)ـــــ مگر جب اس کا دوسرا جزء کلمہ وَ یْه ہو تو یہ ہمیشہ مبنی علی الکسر ہوتا ہے، کہ مشہور قول کے مطابق جس اسم کے آخر میں و یه آجائے وہ مبنی ہوتا ہے۔ جیسے: سیبو یهِ عالمٌ کبیرٌ، رأیتُ سیبو یهِ عالمًا کبیراً، قرأتُ کتاب سیبو یهِ[1]

سوال نمبر (۷)- وہ کون سی صورت ہے جس میں مبتدا لفظاً مجرور ہو اور محلاً مرفوع ہو؟

جواب: ایسی چند صورتیں ہیں ان میں سے دو درج ذیل ہیں:

- جب مبتدا پر حرف جر با زائدہ داخل ہو، جیسے: بحسبك الله (اللہ تمہیں کافی ہے۔)
- جب مبتدا پر حرف جر مِن زائدہ داخل ہو، جیسے: ''هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللهِ'' (کیا اللہ کے سوا کوئی خالق ہے؟)[2]

سوال نمبر (۸)- ایسا کون سا عامل ہے جس کا معمول بھی اس میں عمل کرے اور اس کا اپنا عمل بھی ختم نہ ہو؟

جواب: اسمائے شرط، کہ یہ افعال کو جزم دیتے ہیں اور افعال بھی انہیں نصب دیتے ہیں، اور ان اسما کا عمل (جزم) بھی باقی رہتا ہے، جیسے: ما تَزْرَعْ تَحْصُدْ (جو تو بوئے گا کاٹے گا۔) اس مثال میں ما اسم شرط تزرعْ فعل کو جزم دے رہا ہے اور تزرع بھی اس کو اپنا مفعول بنا کر محلاً منصوب کر رہا ہے اور اسم شرط ما کا عمل (جزم) بھی باقی ہے۔[3]

سوال نمبر (۹)- وہ کون سا اعراب ہے کہ اگر کسی کلمہ پر آجائے تو اس کلمے پر کسی بھی عامل کے اعراب کو ظاہر نہ ہونے دے؟

جواب: اعراب حِکائی، یہ جس کلمہ پر ہوتا ہے وہ چاہے کلام میں مرفوع واقع ہو یا منصوب، یا مجرور، بہر صورت اس کا اعراب وہی رہتا ہے جو حکائی اعراب ہے، جیسے آپ کہیں: [کَتَبَ]

---

(۱)- جامع الدروس العربیة، ص:۲۸
(۲)- جامع الدروس العربیة، ص:۳۳۹
(۳)- الطراز فی الألغاز للسیوطي، ص:۵۳

فِعْلٌ ماضٍ. (کتب فعلِ ماضی ہے)، کتَبْتُ: [یَعْلَمُ] (میں نے لفظ یَعْلَمُ لکھا۔) اور جیسے مذکورہ مثال کے بارے میں آپ کہیں: قرَأتُ [کتَبْتُ] قبلَ [یَعْلَمُ] (میں نے لفظ کتَبْتُ کو یَعْلَمُ سے پہلے پڑھا۔) پہلی مثال میں [کتَبَ] اصل میں فعل ماضی مبنی بر فتح ہے، لیکن اس جملے میں مراد اللفظ مبتدا ابن رہا ہے، تو اس پر رفع آنا چاہیے تھا مگر اعراب حکائی ظہورِ رفع سے مانع ہوا، لہٰذا اسے تقدیراً مرفوع مانیں گے، اسی طرح بقیہ مثالوں کو بھی قیاس کر لیں۔[1]

فائدہ: اعراب حکائی کی تعریف: کسی کلمے یا جملے کو جب بطور حکایت کسی اور کلام میں ذکر کیا جائے تو اس صورت میں اس کلمہ یا جملے پر کوئی لفظی یا تقدیری طور پر اعراب نہیں آئے گا لہٰذا اس کے سابقہ اعراب کے ساتھ ہی اس کو پڑھا جانا اعراب حکائی کہلاتا ہے۔

سوال نمبر (۱۰)–وہ کون سا کلمہ ہے جس کے بعد آنے والے علَم کا اعراب "اعرابِ حکائی" ہوتا ہے؟

جواب: مَن استفہامیہ کے بعد آنے والے علَم کا اعراب "اعرابِ حکائی" ہوتا ہے جب کہ مَنْ سے پہلے کوئی حرف عطف نہ ہو، جیسے آپ کہیں: رأیتُ خالداً تو کوئی آپ سے سوال کرے: مَنْ خالداً؟۔۔۔ہاں اگر مَنْ استفہامیہ سے پہلے حرف عطف ہو تو علم کا اعراب، اعرابِ حکائی نہیں ہوگا، بلکہ آپ کہیں گے: وَ مَنْ خالدٌ؟[2]

سوال نمبر (۱۱)–وہ کون سے کلمے ہیں جن سے صلہ کا معنی نکال دیا گیا ہے، مگر پھر بھی اصلاً وہ اسم موصول ہی ہیں؟

جواب: اہل عرب کے قول "فعلتُه بعد اللُّتَیَّا / اللَّتِیّا و الَّتِي" (میں نے اس کو چھوٹی بڑی مصیبت کے بعد کیا) میں اللتیا (دونوں اعراب کے ساتھ) اور التي سے مراد چھوٹی بڑی مصیبتیں ہیں، لیکن پھر بھی اصل میں یہ اسم موصول ہی ہیں۔

---

(۱)–جامع الدروس العربیة، ص:۳۷

(۲)–جامع الدروس العربیة، ص:۳۸

وضاحت: اللَّتِيَّا بھی الَّتِي ہی ہے، آخر میں الف خلاف قیاس زائد ہے۔[1]

سوال نمبر(۱۲)-ایسا کب ہو سکتا ہے کہ لفظ لا سِيَّما کے مابعد کو رفع، نصب اور جر تینوں طرح سے پڑھا جاسکتا ہو؟

جواب: لا سِيَّما کے ذریعے جسے مخصوص کیا گیا ہو وہ اگر نکرہ ہو تو اس پر تینوں اعراب پڑھ سکتے ہے، مثلاً: كُلُّ مُجْتَهِدٍ يُحَبُّ ولا سِيَّما تِلْمِيذٍ مِثْلِكَ-یا-ولا سِيَّما تِلْمِيذاً مِثْلَكَ)-یا-ولا سِيَّما تِلْمِيذٌ مِثْلُكَ (ہر محنتی محبوب ہوتا ہے خصوصًا تم جیسا شاگرد۔)[2]

سوال نمبر(۱۳)-وہ کون سا اسم ہے جسے منصرف اور غیر منصرف دونوں پڑھنا جائز ہے؟

جواب: تانیث معنوی کے ساتھ علَمیت ایسے اسم میں پائی جائے جو ثلاثی، ساکن الاوسط اور عربی ہو تو اسے منصرف اور غیر منصرف دونوں پڑھنا جائز ہے۔ جیسے: ھندٌ[3]

سوال نمبر(۱۴)- اسم متمکّن کی پہلی قسم "مفرد منصرف صحیح" میں مفرد سے کون سا مفرد مراد ہے؟

جواب: یہاں مفرد سے مراد وہ اسم ہے جو تثنیہ اور جمع نہ ہو، جیسے: زید، بکر، خالد[4]

سوال نمبر(۱۵)- وہ کون سی صورت ہے جس میں اسم منقوص کی حالتِ نصبی بھی تقدیری فتحہ سے آتی ہے؟

جواب: جب اسم منقوص یائے متکلّم کی طرف مضاف ہو تو اس کی حالت رفعی اور جری کے ساتھ ساتھ حالتِ نصبی بھی تقدیری فتحہ سے آتی ہے۔ جیسے: اللّٰهُ مُعْطِيَّ الرزقَ (حالت رفعی-اللہ مجھے رزق عطا فرمانے والا ہے۔) شَكَرْتُ لِلّٰهِ مُعْطِيَّ الرزقَ (حالت جری-میں نے اللہ کا شکر ادا کیا جو مجھے رزق عطا فرمانے والا ہے۔)، حَمِدْتُ اللّٰهَ مُعْطِيَّ الرزقَ (حالت

---

(۱)-الطراز فی الألغاز للسیوطي، ص:۷۶

(۲)-جامع الدروس العربیة، ص:۴۸۶

(۳)-هدایة النحو، ص:۳۸-مکتبۃ المدینہ

(۴)-قواعد النحو، ص:۱۱-مطبوعہ مجلس برکات، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

نصبی۔میں نے اللہ کی حمد کی جو مجھے رزق عطا فرمانے والا ہے۔)ان تینوں مثالوں میں مُعْطِي کی یا اور یاے متکلم کا ادغام کر دیا گیا ہے۔[1]

سوال نمبر(۱۶)-وہ کون سی صورت ہے جس میں اسم منقوص کی یا حالت رفعی وجری میں حذف ہی کر دی جاتی ہے؟

جواب: جب اسم منقوص نکرہ اور غیر معرف باللام ہو تو حالتِ رفعی وجری میں اس کی یا کو حذف کر دیتے ہیں اور "ي" کے بدلے میں تنوین عوض لے آتے ہیں، جیسے: هذا ساعٍ. تقابَلْتُ معَ ساعٍ. (یہ کوشش کرنے والا ہے۔ میں نے کوشش کرنے والے کے ساتھ مقابلہ کیا۔)[2]

سوال نمبر(۱۷)-ایسا کون سا کلمہ ہے جس میں الف مقصورہ پڑھا بھی نہ جائے پھر بھی وہ اسم مقصور ہو؟

جواب: اسم مقصور تقدیری، جیسے: هُدىً، عصاً

سوال نمبر(۱۸)-ایسی کون سی صورت ہے جس میں واو، الف اور یا الگ الگ حالت کا اعراب بیان کریں، اور ان کے اعراب بیان کرنے کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: اسماے ستّہ مکبّرہ، کہ واو ان کی حالتِ رفعی کو، الف حالتِ نصبی کو اور یا حالتِ جرّی کو بیان کرتی ہے، جیسے: جاءَنِي أخُوْكَ، رأيْتُ أخَاكَ، مَرَرْتُ بِأخِيْكَ جب کہ ان میں یہ ۴/ شرائط پائے جائیں:

۱- یہ اسما مکبرہ ہوں، یعنی ان میں یاے تصغیر نہ ہو، ورنہ ان کا اعراب مفرد منصرف قائم مقام صحیح کا اعراب ہوگا، جیسے: جاءَنِي أُخَيٌّ، رأيت أُخَيًّا، مرَرْتُ بِأُخَيٍّ

۲- یہ اسما مفرد ہوں، یعنی تثنیہ اور جمع نہ ہوں کہ اس صورت میں ان کا اعراب تثنیہ اور جمع کا اعراب ہوگا، جیسے: جاءَنِي أخَوَانِ وَإخْوَةٌ، رأيتُ أخَوَيْنِ وَإخْوَةً،

---

(۱)-جامع الدروس العربية، ص:۳۶

(۲)-۴۰۰ سوال جواب فی النحو، ص:۱۳

مرَرْتُ بِأَخَوَ يْنِ وَإِخْوَةٍ

۳- یہ اسما مضاف ہوں، اس لیے کہ جب مضاف نہ ہوں تو ان کا اعراب وہی ہوگا جو مفرد منصرف صحیح کا ہوتا ہے، جیسے: جاءَنِي أبٌ، رأيت أباً، مرَرْتُ بِأبٍ (اور ذُوْ بغیر اضافت کے استعمال ہی نہیں ہوتا۔)

۴- ان اسما کی اضافت یائے متکلّم کے علاوہ کسی دوسرے اسم کی طرف ہو۔ اس لیے کہ جب ان کی اضافت یائے متکلّم کی طرف ہوگی تو ان کا اعراب وہی ہوگا جو مضاف الی الیا کا ہوتا ہے، جیسے: جاءَ أبِي، رأيتُ أبِي، مرَرْتُ بأبِيْ(۱)

سوال نمبر(۱۹)-کس صورت میں لفظ فَمْ کو میم کے ساتھ پڑھنا واجب ہے اور کس صورت میں جائز؟

جواب: فَمٌ جب مضاف نہ ہو تو اس کا استعمال میم کے ساتھ واجب ہے، جیسے: السِوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ. (مسواک منھ کے لیے صفائی کا ذریعہ ہے۔) اور جب مضاف ہو تو اس میں دو طریقے جائز ہیں:

۱- میم کے ساتھ: جیسے: "خُلُوفُ فَمِ الصَائِمِ أطْيَبُ عِنْدَ الله من رِيْحِ الْمِسْكِ، رأيتُ فَمَكَ" (روزے دار کے منھ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی بو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ میں نے تیرا منہ دیکھا۔)

۲- بغیر میم کے، جیسے: وَضَعَ فَاهُ عَلى مَوْضِعِ فِي هشام، رأيتُ فَاكَ، نَظَرْتُ إلى فِيْكَ (اس نے اپنے منہ کو ہشام کے منہ کی جگہ پر رکھا۔ میں نے تیرے منہ کی طرف دیکھا۔)(۲)

سوال نمبر(۲۰)-وہ کون سا کلمہ ہے جو ہمیشہ اضافت کے ساتھ استعمال ہوتا ہو اور اس کا

(۱)-قواعد النحو ص:۱۲۰-مجلس برکات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ

(۲)-قواعد النحو ص:۱۳۰-مجلس برکات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ

مضاف الیہ بھی صرف اسم ظاہر آتا ہو؟

جواب: ذُوْ، کہ یہ ہمیشہ اضافت کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اور اس کا مضاف الیہ بھی فقط اسم ظاہر آتا ہے۔ جیسے: ذُو مالٍ، یا ذَا المالِ![1]

سوال نمبر(۲۱)-ایسے کون سے کلمات ہیں جو تثنیہ تو نہیں ہیں لیکن پھر بھی ان پر تثنیہ کا اعراب آتا ہے؟

جواب: کلا و کلتا، اِثنان و اِثنتان، یہ چاروں تثنیہ نہیں ہیں بلکہ ملحق بہ تثنیہ ہیں۔ اسی لیے کہ ان سب کا مفرد ان کے لفظ سے نہیں ہے۔ اور چوں کہ ملحق بہ تثنیہ ہیں لہٰذا ان پر تثنیہ کا اعراب آتا ہے۔[2]

سوال نمبر(۲۲)-وہ کون سے کلمات ہیں جو جمع مذکر سالم تو نہیں ہیں مگر پھر بھی ان پر جمع مذکر سالم والا اعراب آتا ہے؟

جواب: أولو، عالَمون، بَنُونَ، سِنُونَ اور دہائیاں، جیسے: عِشرون، ثلاثون وغیرہ۔ یہ سب جمع مذکر سالم کے مُلحقات میں سے ہیں۔[3]

سوال نمبر(۲۳)-ایسا کون سا کلمۂ جمع ہے جس کے واحد کا اعراب اسمائے ستّہ والا آتا ہے اور اس کا اپنا اعراب جمع مذکر سالم غیر مضاف الی یائے متکلّم والا آتا ہے؟

جواب: اُوْلُو، یہ ذُوْ کی بغیر لفظہٖ جمع ہے۔ ذُوْ کا اعراب اسمائے ستّہ والا آتا ہے جبکہ اُوْلُوْ کا اعراب جمع مذکر سالم والا آتا ہے۔[4]

سوال نمبر(۲۴)-وہ کون سی اضافت ہے جس میں حرف جر کاف پوشیدہ ہوتا ہے؟

جواب: اضافتِ تشبیهیه، یعنی وہ اضافت جس میں مضاف کو مضاف الیہ سے تشبیہ دی جاتی

---

(۱)-المرجع السابق

(۲)-المرجع السابق

(۳)-۴۰۰سوال جواب في قواعد النحو العربی، ص:۱۰

(۴)-قواعد النحو ص:۱۳۰-مجلس برکات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ

ہے، اس میں کاف حرف جر برائے تشبیہ پوشیدہ ہوتا ہے، جیسے: انتثر لؤلؤ الدمع علی ورد الخدود یعنی: انتثر الدمع کاللؤلؤ علی الخدود التی کالورد (گلاب جیسے رخساروں پر موتی جیسے آنسو آپڑے۔)(۱)

سوال نمبر (۲۵)-ضُرِبَ بِالعَصَا اس مثال میں نائب فاعل کون ہے؟

جواب: بالعصا ظرف لغو ہی نائب فاعل ہے۔

سوال نمبر (۲۶)-وہ کون سی صورت ہے جس میں مفعول بہ کے علاوہ کوئی اور نائب فاعل ہو؟

جواب: ایسی متعدّد صورتیں ہیں، کیوں کہ نائب فاعل کے لیے مفعول بہ کی تخصیص نہیں ہے۔ البتہ مفعول بہ اگر کلام میں ہو تو اسی کو نائب فاعل بنایا جائے گا ورنہ دیگر متعلقات کو بھی بنایا جا سکتا ہے۔ مثلا: ضُرِبَ بالعصا، یہاں ظرف لغو نائب فاعل ہے۔

سوال نمبر (۲۷)-وہ کون سی صورت ہے جس میں منادی مفرد معرفہ ہونے کے باجود مجرور ہو؟

جواب: جب کہ منادی مفرد معرفہ پر لام استغاثہ داخل ہو، جیسے: یا لِمَظلومٍ!

سوال نمبر (۲۸)-وہ کون سی صورت ہے جس میں منادی کو مضموم اور مفتوح دونوں پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: جب منادی علَم ہو اور اس کی صفت ایسے لفظ ابن یا ابنۃ سے لائی گئی ہو جو ایک اور علم کی طرف مضاف ہو تو منادی کو مضموم اور مفتوح دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں، لیکن ابن اور ابنۃ کو مفتوح ہی پڑھا جائے گا، جیسے: یا سلیمَ /سلیمُ بنَ خالدٍ!(۲)

سوال نمبر (۲۹)-کیا ایسی کوئی صورت ہے جس میں فاعل و مفعول کے علاوہ سے بھی حال واقع ہو؟

جواب: غیر فاعل اور مفعول سے حال کے وقوع کی کافی صورتیں ہیں جن کی تفصیل ماقبل

(۱)-جامع الدروس العربیۃ، ص:۵۲۸

(۲)-خلاصۃ النحو، ص:۱۵۵

قواعد میں دیکھی جا سکتی ہے، جیسے: مررت بهم قاعدِين (میں ان کے پاس سے ان کے بیٹھے ہونے کی حالت میں گزرا۔) حال کے لیے فاعل یا مفعول ہونا ضروری نہیں۔

سوال نمبر(۳۰)-وہ کون سی صورت ہے جس میں حال مجرور ہو جاتا ہے؟

جواب: ما نافیہ کے بعد، جب کہ حال پر با زائدہ آجائے، جیسے: فما رَجَعَتْ بِخائِبةٍ رُكَّابٌ (سوار خسارے کی حالت میں نہیں لوٹے۔)[۱]

سوال نمبر(۳۱)-مفاعیلِ خمسہ میں سے وہ کون سا مفعول ہے جس کا حال آتا ہے؟

جواب: پانچوں کا حال آسکتا ہے۔

- مفعول بہ، جیسے: لا تأكل الفاكهةَ فجةً (میوہ نہ کھاؤ اس حال میں کہ وہ کچا ہو۔)
- مفعول مطلق، جیسے: سِرتُ سَيرِيَ حثيثًا (میں جلد بازی کی چال چلا۔)
- مفعول فیہ، جیسے: أسري الليل مظلما، و مكث الشهر كاملا (وہ تاریک رات میں چلا، وہ پورا مہینہ ٹھہرا۔)
- مفعول لہ، جیسے: افعل الخير محبة الخير مجردة عن الرياء (بھلائی کا کام کرو بھلائی کی محبت کی وجہ سے اس حال میں کہ وہ محبت ریا سے خالی ہو۔)
- مفعول معہ، جیسے: سر والجبلَ عن يمينك (پہاڑ کے ساتھ چل اس حال میں کہ پہاڑ تیرے دائیں جانب ہو۔)[۲]

سوال نمبر(۳۲)-وہ کون سی صورت ہے جس میں حال مبنی ہوتا ہے؟

جواب: جب حال مرکب مزجی ہو تو مبنی بر فتح ہوتا ہے۔ جیسے: شَذَرَ مَذَرَ، بيتَ بيتَ، أخولَ أخولَ، كفّةَ كفّةَ۔ انهزَمَ المقاتلونَ شَذَرَ مَذَرَ (لڑنے والے تتر بتر ہو کر ہارے۔)[۳]

سوال نمبر(۳۳)-ایسی کوئی ایک صورت بتائیں جس میں تمیز مجرور ہوتی ہو؟

---

(۱)-جامع الدروس العربية، ص:۴۴۳

(۲)-جامع الدروس العربية، ص:۴۴۳

(۳)-۴۰۰/سوال جواب فی قواعد النحو العربی، ص:۱۹

جواب: جب کہ تمیز مقدار کو بیان کرے، جیسے: عندی منوا تمرٍ (میرے پاس دو من کھجوریں ہیں۔) اور کم خبریہ کی تمیز، جیسے: کم رجل لقیت

سوال نمبر (۳۴)- ثَمَانِيَ عَشَرَةَ میں لفظ ثَمَانِيَ میں کتنی صورتیں جائز ہیں؟

جواب: اس میں ۴/ صورتیں جائز ہیں،

۱- یاء کو فتحہ پر مبنی کرنا، جیسے: ثَمَانِيَ

۲- یاء کو ساکن کرنا، جیسے: ثَمَانِيْ

۳- یاء کو حذف کر کے نون کو کسرہ دینا، جیسے: ثَمَانِ

۴- یاء کو حذف کر کے نون کو فتحہ دینا، جیسے: ثَمَانَ

لیکن اگر اس کا پہلا جز مونث ہو یعنی ثَمَانِيَةَ عَشَرَ ہو تو دونوں جز مبنی بر فتحہ ہوں گے۔[(۱)]

سوال نمبر (۳۵)-ایسا کون سا کلمہ ہے کہ جب اس کا تعلق مذکر کے ساتھ ہو تو مفتوح العین پڑھا جائے اور جب مونث کے ساتھ ہو تو ساکن العین پڑھا جائے؟

جواب: معدود مذکر ہو تو العَشَرَة اور العَشَر کے عین کلمے یعنی شین کو مفتوح پڑھا جاتا ہے، اور معدود مونث ہو تو شین کو ساکن پڑھا جاتا ہے۔ جیسے: عَشَرَةُ رِجالٍ، أَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً؛ عَشْرُ نِسَاءٍ، إحدَى عَشْرَةَ امرأةً[(۲)]

سوال نمبر (۳۶)-وہ کون سا اسم فاعل ہے جو اکثر صورتوں میں مبنی علی الفتح، اور ایک صورت میں مبنی علی السکون ہوتا ہے؟

جواب: وہ اسم عدد جو فاعِل کے وزن پر ہو اور عَشَر یا عَشْرَةٌ کے ساتھ مرکب ہو۔ جیسے: حادِيْ عَشَرَ سے تاسعَ عَشَرَ تک، کہ اس کے دونوں جز مبنی علی الفتح ہوتے ہیں، جیسے: جاءَ الرابعَ عَشَرَ، رأیتُ الرابعةَ عَشْرةَ، مرَرْتُ بالخامسَ عَشَرَ— مگر جب پہلے جز کے آخر میں یا ہو تو وہ مبنی علی السکون ہوتا ہے، جیسے: جاءَ الحادِيْ عَشَرَ و الثانِيْ عَشَرَ، رأیتُ

(۱)-قواعد النحوص:۱۰-مجلس برکات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ
(۲)-جامع الدروس العربیۃ، ص:۳۰

الحاديْ عَشَرَ و الثانيْ عَشَرَ، مرَرْتُ بالحاديْ عَشَرَ و الثانيْ عَشَر [1]

سوال نمبر(۳۷)- ایسی کون سی صورت ہے جس میں اسم تفضیل ہر حالت میں مفرد مذکر آئے؟

جواب: جب اسم تفضیل مِن کے ساتھ ہو، جیسے: عائشة أفضل من هند

سوال نمبر(۳۸)- اسم تفضیل کی مِنْ کے ساتھ استعمال کے علاوہ وہ کون سی صورت ہے جس میں اسے واحد مذکر ہی لایا جاتا ہے؟

جواب: جب اسم تفضیل نکرہ کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہو اس کے ساتھ مِنْ بھی نہ ہو تو اسے صرف واحد مذکر ہی لایا جائے گا۔ جیسے: خَالدٌ أفْضَلُ قَائدٍ. فَاطِمَةُ أفْضَلُ امرأةٍ، هذانِ أفْضلُ رَجُلَيْنِ،هاتانِ أفْضَلُ امرأتينِ،المُصْلِحُونَ أفْضَلُ رِجالٍ، المُتَعَلِّماتِ أفْضَلُ نِسَاءٍ—— ہاں اگر اسم تفضیل معرفہ کی طرف مضاف ہو تو دونوں صورتیں جائز ہوتی ہیں۔ یا تو واحد مذکر لائیں یا افراد، تثنیہ، جمع، اور تذکیر و تانیث میں ماقبل کے مطابق لائیں۔ واحد مذکر، جیسے: "وَ لَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰی حَیٰوةٍ" [2] اور ماقبل کے مطابق جیسے: الانبیاء افضل الخلق [3]

سوال نمبر(۳۹)- وہ کون سا کلمہ ہے کہ اگر اس میں ایک حرف بڑھا دیا جائے تو اس کے معنی میں کمی پیدا ہو جاتی ہے؟

جواب: اسم جنس، کہ اس میں جمعیت کا معنی ہوتا ہے، مگر جب اس میں "ة" کا اضافہ کر دیا جائے تو یہ واحد ہو جاتا ہے، اور اس کے معنی میں کمی پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے: تَمرٌ، اس کا واحد تَمَرَةٌ ہے۔ اور نَبَقٌ، اس کا واحد نَبَقَةٌ ہے۔ [4]

---

(۱)-جامع الدروس العربية، ص:۲۹

(۲)-ترجمہ: اور بے شک تم انھیں پاؤ گے کہ سب لوگوں سے زیادہ جینے کی ہوس رکھتے ہیں۔ [البقرة:۹٦]

(۳)-جامع الدروس العربية، ص:۱۷۷،۱۷۸

(۴)-الطراز فى الألغاز للسيوطي، ص:۵۳

سوال نمبر(۴۰)-ایسے کون سے الفاظ ہیں جن کو ۷ رسات طریقوں سے پڑھا جاسکتا ہے؟

جواب: أَبٌ و أُمٌّ، جب یہ منادی مضاف الی یاء المتکلّم ہوں، مثلاً: (۱) یا أبِ و یا أُمِّ (۲) یا أبِيْ و یا أُمِّيْ (۳) یا أبِيَ و یا أُمِّيَ (۴) یا أبا و یا أُمَّا (۵) یا أبَتِ و یا أُمَّتِ (۶) یا أبَتَ و یا أُمَّتَ (۷) یا أبَهْ و یا أُمَّهْ[1]

سوال نمبر(۴۱)-وہ کون سا حرف جر ہے جو کسی بھی فعل یا شبہ فعل سے متعلق نہیں ہوتا؟

جواب: وہ حرف با ہے جو زائد ہونے کی صورت میں کسی کا متعلق نہیں ہوتا، اسے با حرف جار زائد کہہ کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔[2]

سوال نمبر(۴۲)-وہ کون سی صورت ہے جس میں لفظ ابن کا ہمزہ لکھنے اور پڑھنے دونوں میں گر جاتا ہے؟

جواب: جب عَلَم کی ایسے ابن کے ذریعے صفت بیان کی گئی ہو جو ایک اور ایسے علم کی طرف مضاف ہو جو پہلے علم کے لیے أب (والد) ہو تو لفظ ابن کا ہمزہ لکھنے اور پڑھنے میں گر جاتا ہے۔ جیسے: "محمدُ بن عبد الله بن عبد المطلب ﷺ"[3]

سوال نمبر(۴۳)-وہ کون سا کلمہ ہے جس کے ذریعے دو اسموں یا دو فعلوں یا ایک اسم اور ایک فعل یا دو جملوں کے درمیان ربط یعنی تعلق قائم کیا جاتا ہے؟

جواب: حرف، کہ کلام عرب میں حرف کے جہاں بہت سارے فوائد ہیں، انہیں میں سے یہ بھی ہے، کہ حرف ہی کے ذریعے دو اسموں یا دو فعلوں یا ایک اسم اور ایک فعل یا دو جملوں کے درمیان ربط بھی قائم کیا جاتا ہے۔[4]

سوال نمبر(۴۴)- أمّا اور إمّا میں کیا فرق ہے؟ مع مثال بیان کریں۔

---

(۱)-جامع الدروس العربية، ص:۴۹۵

(۲)-همع الهوامع للسيوطي

(۳)-معجم القواعد العربية فى النحو والتصريف، ص:۱۵

(۴)-هداية النحو، ص:۱۸-مكتبة المدينه

جواب: أمّا حرف شرط ہے جو مهما يكن من شيء کے قائم مقام ہوتا ہے، جیسے: "وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ"۔۔۔ إمّا حرف عطف ہے جس کو حرف تردید کہا جاتا ہے اور اس کا استعمال دوسرے إما یا أو کے ساتھ ہوتا ہے، جیسے: الرجل إما في البحر إما /أو في البيت

سوال نمبر (۴۵)-ایسی کون سی صورت ہے جس میں کلمہ شرط تو مذکور ہو مگر شرط محذوف ہو؟

جواب: وہ صورت أمّا حرف شرط کی ہے، جیسے: "اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ" یہاں شرط محذوف ہے، وہ ہے: مهما يكن من شيء جس کے قائم مقام أمّا ہے۔

سوال نمبر (۴۶)-ایسی کون سی صورت ہے جس میں "ف" جزا کے شروع کے بجائے جزا کے درمیان میں آئے؟

جواب: وہ صورت أمّا حرف شرط کی ہے، جیسے: "اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ" "ف" جزائیہ درمیان جزا میں ہے۔ اصل عبارت یوں ہے: "مهما يكن من شيء فالذين سعدوا في الجنة"۔ کثرت استعمال کی وجہ سے کلمہ شرط کو حذف کیا گیا اور اس کے قائم مقام أمّا کو کر دیا گیا اور شرط کی جگہ جزا الذين سعدوا کو مبتدا بنا دیا گیا، اور جزا کی خبر پر فا جزائیہ داخل کر دیا گیا۔

سوال نمبر (۴۷)-کون سی صورتیں ہیں جن میں حرف استثنا إلا تاکید کے لیے متکرر آئے اور اس کا حذف کرنا صحیح ہو؟

جواب: جب واو عطف کے ساتھ آئے یا ماقبل کے بدل کے ساتھ آئے۔ اس وقت یہ تاکید کے لیے زائد ہوتا ہے۔ جیسے: ما جاء إلا ظهير و إلا أسامة، ما جاء إلا أبوك إلا خالد (۱)

سوال نمبر (۴۸)-ایسا کب ہوتا ہے کہ إلا اپنے مابعد کے ساتھ مل کر اپنے ماقبل کے لیے صفت بنتا ہو؟

(۱)-جامع الدروس العربية، ص:۴۷۹

جواب: جب إلا غیر کے معنی میں ہو، مثلاً: اَلنَّاسُ هَلْكىٰ إِلَّا الْعَالِمُونَ، وَالْعَالِمُونَ هَلْكىٰ إِلَّا الْعَامِلُونَ، وَالْعَامِلُونَ هَلْكىٰ إِلَّا الْمُخْلِصُونَ یعنی النَّاسُ غَیْرُ العَالِمِینَ هلكىٰ علی ہذا القیاس۔ [1]

سوال نمبر (۴۹)-وہ کون سی صورت ہے جس میں ندا کے لیے یا متعیّن ہوجاتا ہے کہ اس کے علاوہ سے نداء نہیں کی جائے گی؟

جواب: ندائے اسم جلالت اللہ میں اور استغاثہ میں۔ جیسے: یا اللہ ، یا رسول اللہ (عز وجل وصلی اللہ علیك وسلم) [2]

سوال نمبر (۵۰)-کیا عَنْ کبھی اسم ہوسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔ جب عَنْ "مِنْ" حرف جر کے بعد ہو تو اسم ہوتا ہے، جانب کے معنی میں۔ جیسے: مر رجل من عن یمینی (ایک شخص میری دائیں کی جانب سے گزرا۔) [3]

---

(۱)-جامع الدروس العربیة، ص:۴۸۲
(۲)-جامع الدروس العربیة، ص:۴۸۸
(۳)-جامع الدروس العربیة ، ص:۵۰۷

نواں باب

صرفی پہیلیاں

کیا کچھ کلمات ایسے بھی ہیں جو اسم مفعول کے وزن پر ہیں لیکن پھر بھی اسم فاعل ہیں ؟ کیا ایسا بھی کوئی مصدر ہے جس سے افعال مشتق نہیں ہوتے ؟ کیا ایسا بھی کوئی کلمہ ہے جس میں یائے نسبتی لگائے بغیر بھی نسبت کا معنٰی پایا جاتا ہے ؟ کیا کچھ کلمات ایسے بھی ہیں جن کی تثنیہ اور جمع نہیں آتی ؟ کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے جس میں جمع یا اسم جمع کا بھی تثنیہ آسکتا ہے ؟ پچھلے باب میں ہم نے علم نحو سے متعلق اس قسم کے پیچیدہ سوالات اور ان کے جوابات کو دیکھا۔ اس باب میں ہم علم صرف سے متعلق اس قسم کے سوالات اور ان کے جوابات کو جانیں گے۔ بالفاظ دیگر پچھلا باب نحوی پہیلیوں سے متعلق تھا اور یہ باب صرفی پہیلیوں سے متعلق ہے۔

سوال نمبر(۱)- وہ کون سا اسم مشتق ہے جو فعل لازم سے تو قیاسی طور پر آتا ہے لیکن فعل متعدّی سے صرف سَماعی طور پر آتا ہے ؟

جواب: صفت مشبہ، کہ اسم فاعل اور صفت مشبہ کے درمیان ایک فرق یہ بھی ہے کہ اسم فاعل فعل لازم اور فعل متعدّی دونوں سے مطلقاً قیاسی طور پر آتا ہے، جبکہ صفت مشبہ کا صیغہ فعل لازم سے تو قیاسی طور پر آتا ہے لیکن فعل متعدّی سے فقط سماعی طور پر آتا ہے۔

سوال نمبر(۲)- وہ کون سی صورت ہے جس میں صفت مشبہ اسم فاعل کے وزن پر آتی ہے ؟

جواب: غیر ثلاثی مجرد سے صفت مشبہ اسم فاعل کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے: مُعْتَدِلُ

القَامَةِ، مُسْتَقِيْمُ الأطْوارِ، مُشْتَدُّ العَزيمةِ میں مُعْتَدِل، مُسْتَقِيْم، مُشْتَدّ

سوال نمبر (۳)- وہ کون سے کلمات ہیں جو بظاہر اسم مفعول کے وزن پر ہیں لیکن در حقیقت وہ اسم فاعل ہیں؟

جواب: وہ کلمات یہ ہیں: مُسْهَبٌ (لمبی گفتگو کرنے والا) مُحْصَنٌ (شادی شدہ) مُلْفَجٌ (مفلس) مُهْتَرٌ (بڑھاپے، بیماری، یا غم کی وجہ سے جس کی عقل چلی گئی ہو۔) اور اسی قبیل سے سیلٌ مُفْعَمٌ (وادی کو بھر دینے والا سیلاب) کو بھی شمار کیا گیا ہے۔ یہ سب ثلاثی مزید فیہ سے اسم فاعل کے شاذ اوزان ہیں۔

سوال نمبر (۴)- وہ کون کون سے اوزان ہیں جو اسم مفعول ثلاثی کے معنی میں ہوتے ہیں اور اس کے قائم مقام ہوتے ہیں؟

جواب: ایسے چار اوزان ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱- فعیل بمعنی مفعول، جیسے: قَتِيل، ذَبِيح، كَحِيل، حَبِيب، أسِير، طَرِيح۔ یہ مَقْتُول، مَذْبُوح، مَكْحُول، مَحْبُوب، مَأسُور، مَطْرُوح کے معنی میں ہیں۔

۲- فِعْل (بکسر الفاء و سکون العین) بمعنی مفعول، جیسے: ذِبْحٌ، طِحْنٌ، طِرْحٌ، رِعْيٌ یہ مَذْبُوحٌ، مَطْحُونٌ، مَطْرُوحٌ، مَرْعِيٌّ کے معنی میں ہیں۔

۳- فَعَل (بفتح الفاء والعین) بمعنی مفعول، جیسے: قَنَصٌ، جَزَزٌ، عَدَدٌ، سَلَبٌ، جَلَبٌ یہ مَقْنُوصٌ، مَجْزُوزٌ، مَعْدُودٌ، مَسْلُوبٌ، مَجْلُوبٌ کے معنی میں ہیں۔

۴- فُعْلَةٌ (بضم الفاء و سکون العین) بمعنی مفعول، جیسے: أُكْلَةٌ، غُرْفَةٌ، مُضْغَةٌ، طُعْمَةٌ۔ یہ مَأكُولٌ، مَغْرُوفٌ، مَمْضُوغٌ، مَطْعُومٌ کے معنی میں ہیں۔

سوال نمبر (۵)- وہ کون سی صورت ہے جس میں اسم مکان "مَفْعَلَةٌ" کے وزن پر آتا ہے؟

جواب: کسی مکان میں شے کے کثرت سے پائے جانے پر دلالت کرنے کے لیے کبھی ظرف مکان مَفْعَلَةٌ کے وزن پر بنایا جاتا ہے۔ جیسے: مَسْبَعَةٌ (کثیر درندوں والی جگہ) مَأسَدَةٌ

(کثیر شیروں والی جگہ) مَذْأَبَةٌ (کثیر بھیڑیوں والی جگہ) مَبْطَخَةٌ (کثیر خربوزے والی جگہ) مَقْثَأَةٌ (کثیر ککڑی والی جگہ) مَحْيَأَةٌ (کثیر سانپوں والی جگہ) مَفْعَأَةٌ (خبیث سانپوں والی سر زمین) مَدْرَجَةٌ (بہت تیتر والی زمین)۔

نوٹ: کبھی اس کے لیے مَفْعُلَةٌ کا وزن بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے: مَقْبُرَةٌ، مَشْرُقَةٌ، مَشْرُبَةٌ۔ لیکن یہ شاذ ہے۔

سوال نمبر(۶)-وہ کون سا معتل ہے جس سے اسم ظرف مَفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے؟

جواب: ثلاثی مجرد معتل الآخر سے اسم ظرف مَفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے، اگرچہ اس کا مضارع مکسور العین ہی کیوں نہ ہو۔ جیسے: مَلْهَی، مَثْوَی، مَوْقَی

نوٹ: یہ حکم سب کو عام ہے چاہے معتل الآخر ناقص ہو، جیسے: لَهَا يَلْهُو سے مَلْهی یا لفیف مقرون ہو، جیسے: ثَوَى يَثْوِی سے مَثْوَی یا لفیف مفروق ہو، جیسے: وَفَى يَفِی سے مَوْفَی—ان تینوں کا وزن ایک ہی ہے۔

سوال نمبر(۷)-مصدر کی اقسام میں سے وہ کون سی قسم ہے جو اپنے اصل وزن پر ہی آتی ہے؟

جواب: مصدر تاکیدی، جسے مصدر مؤکِّد بھی کہا جاتا ہے، حصول فعل کی تاکید کے لیے آتا ہے، اور اپنے اصل وزن پر ہی رہتا ہے۔ جیسے: عَلِمْتُ عِلْماً، ضَرَبْتُ اللِّصَّ ضَرْباً، جُلْتُ جَوَلاناً، أَكْرَمْتُ الْمُجْتَهِدَ إكراما

سوال نمبر(۸)-وہ کون سا مصدر ہے جس کا نہ تثنیہ آتا ہے، نہ جمع اور نہ ہی مؤنث، بلکہ وہ ایک ہی لفظ پر باقی رہتا ہے؟

جواب: (ا) جس مصدر سے مصدری معنی ختم نہ ہوا ہو یا عدد اور نوع کا معنی مراد نہ لیا گیا ہو تو ایسے مصدر سے تثنیہ، جمع، اور مؤنث نہیں آتے بلکہ وہ ایک ہی لفظ پر باقی رہتا ہے، جیسے: نصرٌ، علمٌ، سمعٌ

(۲) اسی طرح سے وہ مصادر جو کسی کی صفت واقع ہوں ان سے بھی تثنیہ، جمع، اور مؤنث نہیں آتے۔ جیسے: رَجُلٌ عَدْلٌ، إمْرَأةٌ عَدْلٌ، رَجالٌ عَدْلٌ، نِسَاءٌ عَدْلٌ، هذا أمْرٌ حَقٌّ، هذه مَسْألَةٌ حَقٌّ

سوال نمبر (۹)۔ وہ کون سا مصدر ہے جو اسمائے مشتقہ سے بھی آتا ہے اور اسمائے جامدہ سے بھی؟

جواب: مصدر صُناعی، یعنی وہ اسم جس کے آخر میں گول تا سے قبل یائے مُشدّد لگا دی گئی ہو، تاکہ وہ اپنے معنی وصفی پر دلالت کرے۔ یہ اسمائے مشتقہ و جامدہ دونوں سے بنایا جاسکتا ہے۔ اسمائے مشتقہ سے مصدر کی مثال؛ جیسے: العَالِمِيَّة، الفَاعِلِيَّة، المَحْمودِيَّة، الأرْجَحِيَّة، الأسْبَقِيَّة، المصْدَرِيَّة، الحُرِّيَّة وغیرہ ــــ اسمائے جامدہ سے مصدر کی مثال، جیسے: الحجَرِيَّة، الإنسَانِيَّة، الحيوانيّة، الكميّة، الكيفيّة وغیرہ۔

سوال نمبر (۱۰)۔ وہ کون سا مصدر ہے جس سے افعال مشتق نہیں ہوتے؟

جواب: مصدر میمی، کیوں کہ افعال کی اصل مصدرِ غیر میمی ہے، جب کہ مصدر میمی تو فعلِ مضارع سے بنتا ہے۔

سوال نمبر (۱۱)۔ وہ کون سے افعال ہیں جن کا مصدر زیادہ تر فِعَالٌ کے وزن پر آتا ہے؟

جواب: جو افعال امتناع کے معنی پر دلالت کریں ان کا مصدر عموماً فِعَالٌ کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے: أبَى إباءً، نَفَرَ نِفاراً، شَرَدَ شِراداً، جَمَحَ جِماحاً، أبَقَ إباقاً

سوال نمبر (۱۲)۔ وہ کون سے افعال ہیں جن کا مصدر زیادہ تر فَعَلانٌ کے وزن پر آتا ہے؟

جواب: جن افعال میں حرکت و اضطراب اور اُلٹ پلٹ ہونے کا معنی ہو ان کا مصدر عموماً فَعَلانٌ کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے: طَافَ طَوَفَاناً، جَالَ جَوَلاناً، غَلَى غَلَيَاناً

سوال نمبر (۱۳)۔ وہ کون سے افعال ہیں جن کا مصدر زیادہ تر فُعَالٌ کے وزن پر آتا ہے؟

جواب: جن افعال میں بیماری کا معنی پایا جائے ان کا مصدر فُعَالٌ کے وزن پر آتا

ہے۔ جیسے: سَعَلَ سُعَالاً، زَحَرَ زُحَاراً، دَارَ رَأسُهُ دُواراً

سوال نمبر (۱۴)—وہ کون سے افعال ہیں جن کا مصدر زیادہ تر فِعَالَةٌ کے وزن پر آتا ہے؟

جواب: جن افعال میں صناعت و حرفت کا معنی پایا جاتا ہے ان کا مصدر زیادہ تر فِعَالَةٌ کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے: حَاكَ حِياكَةً، زَرَعَ زِراعةً، خَاطَ خِياطَةً، تَجَرَ تِجارَةً، أَمَرَ إمارَةً، سَفَرَ بينَ القومِ سِفارةً

سوال نمبر (۱۵)—وہ کون سے افعال ہیں جن کا مصدر زیادہ تر فَعِيلٌ کے وزن پر آتا ہے؟

جواب: جن افعال میں سیر (چلنے) کا معنی پایا جاتا ہے ان کا مصدر عموماً فَعِيلٌ کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے: رَحَلَ رَحِيلاً، ذَمَلَ البعيرُ ذَمِيلاً (اس نے کوچ کیا، اونٹ تیز چلا)

سوال نمبر (۱۶)—وہ کون سے افعال ہیں جن کا مصدر عموماً فُعَالٌ یا فَعِيلٌ کے وزن پر آتا ہے؟

جواب: جن افعال میں صوت والا معنی پایا جائے ان کا مصدر زیادہ تر فُعَالٌ یا فَعِيلٌ کے وزن پر آتا ہے۔——فُعَالٌ کا وزن جیسے: بَغَمَتِ الظبيّةُ بُغاماً، ضَبَحَتِ الخيلُ ضُباحاً— اور فَعِيلٌ کا وزن جیسے: صَهَلَ الفرسُ صَهِيلاً، صَخَدَ الصُرَدُ صَخِيداً اور کبھی ایک ہی فعل کا مصدر دونوں وزن پر آتا ہے، جیسے: نَعَبَ الغُرابُ نُعاباً و نَعِيباً، أزَّتِ القِدْرُ أُزازاً و أزيزاً، صَرَخَ صُراخاً و صَرِيخاً، و نَعَقَ الراعي بِغَنَمِه نُعاقاً و نَعِيقاً

سوال نمبر (۱۷)—وہ کون سے کلمات ہیں جو زیادہ تر باب ضَرَبَ يَضْرِبُ سے آتے ہیں؟

جواب: مضاعفِ لازم، جیسے: فَرَّ يَفِرُّ۔ اور مثالِ واوی، جیسے: وَثَبَ يَثِبُ (لیکن اگر مثالِ واوی کا لام کلمہ حرفِ حلقی نہ ہو تو پھر عموماً وہ باب فتح يفتح یا سمع يسمع سے آتا ہے۔ جیسے: وَضَعَ يَضَعُ، وَقَعَ يَقَعُ، وَسِعَ يَسَعُ، وَطِئَ يَطَأُ) اجوف یائی، جیسے: شَابَ يَشِيبُ اور ناقصِ یائی، جیسے: قَضَى يَقْضِي (لیکن اگر ناقص یائی کا عین کلمہ حرف حلقی ہو تو پھر وہ عموماً فتح، يفتح سے آتا ہے۔ جیسے: سَعَى يَسْعَى، نَعَى الميتَ يَنْعَاه) اور جو اس کے

خلاف آئے تو وہ مخالف قیاس ہے۔

سوال نمبر (۱۸)- بابِ فَتَحَ يَفْتَحُ سے آنے والے کلمات کی خصوصیت کیا ہے؟

جواب: اس کا عین، یا لام کلمہ حرف حلقی ہوتا ہے، مگر أبیٰ یأبیٰ اس سے مستثنیٰ ہے۔

البتہ یہ یاد رہے کسی کلمہ میں حرف حلقی کا ہونا اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ وہ بابِ فَتَحَ يَفْتَحُ سے ہی ہوگا، جیسے کہ دَخَلَ يَدْخُلُ، رَغِبَ يَرْغَبُ، بَغَى يَبْغِي، سَمِعَ يَسْمَعُ، نَبُهَ يَنْبُهُ وغیرہ۔ ان سب میں اگرچہ عین یا لام کلمے میں حرف حلقی موجود ہے، لیکن اس کے باوجود بھی یہ باب فتَحَ سے نہیں ہیں۔

سوال نمبر (۱۹)- وہ کون سے کلمات ہیں جو زیادہ تر بابِ سَمِعَ يَسْمَعُ سے آتے ہیں؟

جواب: اس باب سے زیادہ تر یہ افعال آتے ہیں:

- جو افعال بیماری، غم یا اس کے اضداد پر دلالت کریں، جیسے: سَقِمَ، حَزِنَ، فَرِحَ
- جن افعال میں بھرنے یا خالی ہونے کا معنیٰ پایا جائے، جیسے: عَطِشَ، شَبِعَ
- رنگ، عیب، حلیہ ان سب پر دلالت کرنے والے افعال بھی اسی سے آتے ہیں، جیسے:

سَوِدَ، عَرِجَ، دَعِجَ

سوال نمبر (۲۰)- وہ کون سے افعال ہیں جو بابِ كَرُمَ يَكْرُمُ سے آتے ہیں؟

جواب: جن افعال میں طبعاً یا عادۃً پائے جانے والا معنیٰ ہو وہ باب کَرُمَ سے آتے ہیں۔ جیسے:

حَسُنَ، شَرُفَ، عَذُبَ الماءُ، جَمُلَ، قَبُحَ وغیرہ۔

سوال نمبر (۲۱)- ثلاثی مجرد کا وہ کون سا باب ہے جس سے صرف فعل لازم ہی آتا ہے؟

جواب: كَرُمَ يَكْرُمُ۔ اس سے صرف افعال لازمہ ہی آتے ہیں۔ جیسے: لَؤُمَ، فَقُهَ، خَطُبَ، حَسُنَ، قَبُحَ وغیرہ جملہ افعال۔

سوال نمبر (۲۲)- وہ کون سا کلمہ ہے جس کا اسم منسوب بنانے کے لیے اس کے ایک جزء کو حذف کر دیا جاتا ہے؟

جواب: وہ علَم جو مرکب مزجی یا مرکب اسنادی ہو۔ اسم منسوب بنانے کے لیے اس کے دوسرے جزء کو حذف کر دیا جاتا ہے اور پہلے میں یاے نسبتی لاحق کر دی جاتی ہے، جیسے: تأبَّطَ شَرّا، جَادَ الحقُّ، بَعْلَبَكُّ اور مَعْدِيْكَرَبُ —ان کا اسم منسوب تَأَبَّطِيٌّ، جَادِيٌّ، بَعْلِيٌّ، اور مَعْدِيٌّ آتا ہے۔ اور حَضْرَ مَوْتَ سے حَضْرَمِيٌّ خلاف قاعدہ ہے۔

سوال نمبر (۲۳)۔ وہ کون سا کلمہ ہے جس میں یاے نسبتی لگائے بغیر ہی نسبت والا معنی پایا جاتا ہے؟

جواب: کچھ کلمات ایسے بھی ہیں جن میں نسبت والے معنی مراد لینے کے لیے یاے نسبتی لگانے کی ضرورت نہیں رہتی، ان میں سے کچھ فَاعِلٌ کے وزن پر آتے ہیں۔ جیسے: تَامِرٌ، لَابِنٌ اور کچھ فَعَّالٌ کے وزن پر آتے ہیں (ان میں عموماً پیشہ کا معنی ہوتا ہے۔) جیسے: بَقَّالٌ، بَزَّازٌ، نَجَّارٌ، حَدَّادٌ، عَطّارٌ اور کچھ فَعِلٌ کے وزن پر آتے ہیں، جیسے: رَجُلٌ طَعِمٌ و لَبِسٌ (ذُو طَعَامٍ و لِبَاسٍ)

سوال نمبر (۲۴)۔ وہ کون سے کلمات ہیں جن کا تثنیہ اور جمع نہیں آتی؟

جواب: (۱) تثنیہ، جمع سالم، جمع مکسر، جمع منتہی الجموع، ان کا تثنیہ نہیں آتا، اور اسم جنس و اسم جمع کا بھی تثنیہ نہیں آتا مگر جب کہ ان سے دو الگ انواع مراد ہوں تو ان کا تثنیہ آسکتا ہے، جیسے: غَنَمَانِ، فِئَتَانِ۔ (البتہ ابن مالک نے اسم جمع اور جمع مکسر کے تثنیہ کو جائز قرار دیا ہے۔)

(۲) مبنی کا بھی تثنیہ و جمع نہیں آتی۔ لہٰذا اسماے شرط، اسماے استفہام، اور اسماے افعال وغیرہ کی تثنیہ و جمع نہیں آئے گی۔ رہی بات ذان، تان، اللَّذَانِ اور اللَّتَانِ کی تو ان کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ انہیں تثنیہ لائیں تو یہ معرب ہو جاتے ہیں اور اللَّذِيْنَ بالاتفاق وضع ہی جمع کے لیے ہوا ہے، لہٰذا یہ معروف جمع نہیں ہے۔

(۳) مرکب کی بھی تثنیہ و جمع نہیں آتی۔ مرکب اسنادی کی بالاتفاق نہیں آتی۔ اور مرکب مزجی کی اکثر کے نزدیک نہیں آتی۔

(۴) علَم کی تثنیہ و جمع نہیں آتی جب تک کہ معنٰی علَمیّت پر باقی رہے۔ البتہ اگر ان کی تثنیہ یا جمع لائی جائے تو ان کو نکرہ مانا جاتا ہے۔ اسی طرح عَلَم کے کنایات فلانٌ و فلانۃٌ کی بھی تثنیہ و جمع نہیں آتی کیونکہ یہ تنکیر کو قبول نہیں کرتے۔

(۵) وہ کلمات جن کا خارج میں ایک ہی مدلول پایا جائے، ان کی بھی تثنیہ و جمع نہیں آتی۔

جیسے: شمس، قمرٌ، الثُریّا اور عُمر ین، قَمَر ین اور أبو ین تغلیبًا کہہ دیا جاتا ہے۔

(۶) ایک کلمے سے بیک وقت الگ الگ معانی مراد لیتے ہوئے بھی تثنیہ و جمع نہیں بنا سکتے، چاہے وہ معانیٔ مشترکہ ہوں یا حقیقی و مجازی معنیٰ ہوں۔ مثلاً ایک آنکھ اور ایک چشمہ مراد لیتے ہوئے عینان کہنا درست نہیں، یہ معانی مشترکہ کی مثال ہے۔ اور ایک شیر اور ایک بہادر انسان مراد لیتے ہوئے أسَدانِ کہنا درست نہیں۔ یہ حقیقی و مجازی معنیٰ کی مثال ہے۔

(۷) وہ کلمات جن کی تثنیہ و جمع لانے میں کوئی فائدہ حاصل نہ ہو، ایسے کلمات کی بھی تثنیہ و جمع نہیں آتی۔ جیسے لفظ کُلٌّ کہ اس کا معنیٰ ہی جمع والا ہے لہٰذا اس کی تثنیہ و جمع لانے کا کوئی فائدہ نہیں، اسی طرح وہ کلمات جو نفی عام کے بعد واقع ہوں، جیسے: أحَدٌ اور عَرِ یْبٌ۔ کہا جاتا ہے: ما فی الدّار أحَدٌ، ما رَأیْتُ عَرِ یْباً (أحَداً)

(۸) کچھ ایسے بھی کلمات ہیں کہ دوسرے کلمات کی تثنیہ و جمع پر اکتفا کے سبب اُن کی تثنیہ و جمع نہیں لائی جاتی۔ جیسے: بَعْضٌ کہ جُزْءٌ کی تثنیہ جُزءانِ پر اکتفا کر لیا جاتا ہے، لہٰذا بَعْضٌ کی تثنیہ لانے کی حاجت نہیں رہتی۔

اسی طرح أجْمَعُ اور جَمْعَاءُ (برائے تاکید) کی تثنیہ بھی نہیں آتی، بلکہ کِلَا اور کِلْتَا پر اکتفا کر لیا جاتا ہے۔

اسی طرح اسماے عدد کی تثنیہ بھی نہیں لائی جاتی کہ دوسرے اعداد کے ہوتے ہوئے تثنیہ لانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ جیسے: ثَلاثَۃٌ، أرْبَعَۃٌ کہ سِتّۃٌ اور ثَمَانِیَۃٌ سے ہی ضرورت پوری ہو جاتی ہے، وعلیٰ ھذا القیاس۔ البتہ مِأۃٌ اور ألْفٌ کی تثنیہ و جمع لائی جاتی ہے کیوں کہ ان کے لیے

کوئی دوسرا ایسا اسم عدد نہیں ہے جو ان کی تثنیہ و جمع کے قائم مقام ہو سکے۔[1]

سوال نمبر (۲۵)-وہ کون سی صورت ہے جس میں جمع یا اسم جمع کا بھی تثنیہ آسکتا ہے؟

جواب: جب جمع یا اسم جمع سے دو الگ الگ قسمیں، گروہ، یا الگ الگ جماعتیں مراد ہوں تو ایسی صورت میں ان کا بھی تثنیہ آسکتا ہے۔ جیسے: إِبِلَانِ، جِمَالَانِ، رِمَاحَانِ، بِلَادَانِ، لَبَنَانِ، مَاءَانِ، فِئَتَانِ، جَمْعَانِ

سوال نمبر (۲۶)-وہ کون سا "محذوف الآخر اسم" ہے جس کا تثنیہ بناتے وقت حذف شدہ حرف لوٹ آتا ہے؟

جواب: جس "محذوف الآخر اسم" کا حرفِ محذوف اضافت میں لوٹ آئے تو اس کا تثنیہ بناتے وقت بھی لوٹ آتا ہے۔ جیسے: أَبٌ، أَخٌ اور حَمٌ (جن کی اصل أَبَوٌ، أَخَوٌ، حَمَوٌ ہے) کی تثنیہ أَبَوَانِ، أَخَوَانِ اور حَمَوَانِ آتی ہے۔ اور اسی طرح قَاضٍ، دَاعٍ اور شَجٍ کی تثنیہ قَاضِيَانِ، دَاعِيَانِ اور شَجِيَانِ آتی ہے۔ کیونکہ ان کی اضافت بھی اسی طرح (آخری حرف کو لوٹا کر) آتی ہے، جیسے: أبوكَ، أخوكَ، حَمُوكَ، قَاضِيكَ، داعِيكَ اور شَجِيْكَ

اور جس کا حرفِ محذوف اضافت میں نہ لوٹے تو اس کا تثنیہ میں بھی نہیں لوٹے گا۔ جیسے: يَدٌ، غَدٌ، دَمٌ، فَمٌ، اسمٌ، ابنٌ، لُغَةٌ اور سَنَةٌ (جن کی اصل يَدْيٌ، غَدْوٌ، دَمَوٌ یا دَمَيٌ، فُوْهٌ، سِمْوٌ، بَنَوٌ، سَنَوٌ، لُغَوٌ یا لُغَيٌ ہے۔) کی تثنیہ يَدَانِ، غَدَانِ، دَمَانِ، فَمَانِ، اسْمَانِ، ابْنَانِ" اور لُغَتَانِ آتی ہے، کیوں کہ ان کی اضافت بھی اسی طرح آتی ہے: يَدُكَ، غَدُكَ، دَمُكَ، فَمُكَ، اسمُكَ، ابنُكَ اور لُغَتُكَ

سوال نمبر (۲۷)-وہ کون سا ہمزہ ہے جو تثنیہ بناتے وقت واو سے بدل جاتا ہے؟

جواب: تانیث کا ہمزہ تثنیہ بناتے وقت واو سے بدل دیا جاتا ہے، جیسے: حَسْنَاءُ اور صَحْرَاءُ کا تثنیہ حَسْنَاوَانِ اور صَحْرَاوَانِ آتا ہے۔

---

(۱)-همع الهوامع فی شرح جمع الجوامع للسيوطي ص:۱۵۴، النحو الوافی ص:۱۲۸ ملخصاً

سوال نمبر (۲۸)-وہ کون سا ہمزہ ہے جو تثنیہ بناتے وقت تبدیل نہیں ہوتا؟

جواب: اسم ممدود کا ہمزہ ہمزہ اصلیہ ہو تو اپنی حالت پر باقی رہتا ہے، تبدیل نہیں ہوتا۔ جیسے: قُرّاءٌ اور وُضّاءٌ کا تثنیہ قُرّاءَانِ اور وُضّاءَانِ آتا ہے۔

سوال نمبر (۲۹)- وہ کون سا ہمزہ ہے جسے تثنیہ بناتے وقت اپنی حالت پر باقی رکھنا یا واؤ سے بدلنا دونوں جائز ہیں؟

جواب: جو ہمزہ واؤ یا یا سے بدلا ہوا ہو یا الحاق کے لیے زائد ہو، تثنیہ بناتے وقت اسے اپنی حالت پر باقی رکھنا یا واو سے بدلنا دونوں صورتیں جائز ہیں۔ جیسے: کِسَاءٌ اور غِطَاءٌ (جو اصل میں کِسَاوٌ اور غِطَايٌ تھے) کی تثنیہ کِسَاءَانِ، کِسَاوَانِ اور غِطَاءَانِ، غطَایَانِ دونوں طرح آسکتی ہے۔ اور ہمزہ زائدہ برائے الحاق کی مثال؛ جیسے: عِلْبَاءَانِ، عِلْبَاوَانِ، قُوبَاءَانِ، قُوبَاوَانِ اور حِرْبَاءَانِ، حِرْبَاوَانِ

لیکن واو یا یا سے تبدیل شدہ ہمزہ کو اپنی حالت پر باقی رکھنا بہتر ہے، اور ہمزہ زائدہ برائے الحاق کو واو سے بدلنا بہتر ہے۔

سوال نمبر (۳۰)-کوئی ایسی جمع بتائیں جس کا مفرد ہی نہ آتا ہو؟

جواب: چند ایسی بھی جمع ہیں جن کا واحد نہیں ہے۔ جیسے: التَعاجیب (عجائبات)، التباشیر (خوشخبریاں)، التجاوید (نفع بخش بارشیں)، الأبابیل (فرقے)۔[1]

سوال نمبر (۳۱)-وہ کون سے کلمات ہیں جن سے جمع مذکر سالم بنائی جاسکتی ہے؟

جواب: جمع مذکر سالم صرف دو طرح کے کلمات سے بنائی جاسکتی ہے۔

(۱) مذکر عاقل کا علَم، بشرطیکہ وہ تا اور ترکیب سے خالی ہو، جیسے: أحمدُ، سَعیدٌ، خَالِدٌ

(۲) مذکر عاقل کی صفت، بشرطیکہ وہ تا سے خالی ہو اور تا کے دخول یا معنیٔ تفضیل پر دلالت کی صلاحیت رکھتا ہو۔ جیسے: عالِمٌ، کاتِبٌ، أفضلُ، أکملُ۔ عالمٌ اور کاتب تا سے خالی ہیں اور

(۱)-موسوعة النحو والصرف، ص:۳۰۰

اس کے دخول کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں، جیسے آپ کہیں: عالِمۃٌ، کاتِبۃٌ اور أفضلُ اور أکملُ تا سے خالی ہیں اور اس کے دخول کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے لیکن یہ اسم تفضیل ہیں۔ اور صفت سے جمع مذکر سالم اسی شرط کے ساتھ بنتا ہے کہ صفت تا سے خالی ہو۔ پھر صفت تا سے خالی ہو تو اب دو شرطوں میں سے کسی ایک کا پایا جانا ضروری ہے: (۱) یا تو وہ تا کو قبول کرتا ہو (۲) یا وہ اسم تفضیل ہو۔ تو اگر کوئی صفت نہ تا کو قبول کرے اور نہ ہی معنی تفضیل پر دلالت کرے تو اس کی جمع مذکر سالم نہیں لائی جا سکتی۔ جیسے: أحمَرُ، صَبُورٌ، قَتِیلٌ

فائدہ: وہ کلمات جن کی صفت مشبہ أفْعَلُ (مذکر کے لیے) فَعْلاءُ (مؤنث کے لیے) جیسے: أحْمَرُ، حَمْرَاءُ یا فَعْلَانُ و فَعْلَی کے وزن پر آتی ہے، جیسے: سَکْرَانُ و سَکْرٰی، یا وہ کلمات جو مذکر و مؤنث دونوں کے لیے برابر ہوں، جیسے: غَیُوْرٌ و جَرِیْحٌ یہ سب تا کے دخول کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

مذکورہ تمام تر باتوں سے معلوم ہو گیا کہ أعلام میں سے زَینبُ، دَاحِسٌ (گھوڑے کا نام)، حَمْزَۃُ اور سیبو یہِ جیسے کلمات کی جمع مذکر سالم نہیں بنائی جا سکتی۔ اور اسی طرح صفات میں سے مُرْضِعٌ، سَابِقٌ (گھوڑے کا وصف)، عَلّامَۃٌ، أبْیَضُ، وَلْھَانُ، صَبُورٌ اور قَتِیلٌ جیسے کلمات کی بھی جمع مذکر سالم نہیں بنائی جا سکتی۔

سوال نمبر (۳۲)—وہ کون سی صفات ہیں جن کی جمع تکسیر نہیں آتی؟

جواب: (۱) غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کی جمع تکسیر مطلقاً نہیں آتی، جیسے: مُکْرِمٌ، مُنْطَلِقٌ، مُسْتَخْرِجٌ، مُدَحْرِجٌ، مُتَدَحْرِجٌ۔ ان کی جمع تکسیر نہیں آتی۔

(۲) غیر ثلاثی مجرد سے اسم مفعول کی جمع تکسیر مطلقاً نہیں آتی۔ جیسے: مُکْرَمٌ، مُسْتَخْرَجٌ، مُدَحْرَجٌ

(۳) وہ صفت جو فَعَّالٌ کے وزن پر ہو جیسے: سَبَّاقٌ یا فُعَّالٌ کے وزن پر ہو، جیسے کُبَّارٌ یا فِعِّیْلٌ کے وزن پر ہو جیسے صِدِّیْقٌ یا فُعُّوْلٌ کے وزن پر ہو جیسے قُدُّوْسٌ یا فَیْعُولٌ کے وزن پر

ہو جیسے قَيُّوْمٌ۔ ان سب اوزان پر آنے والی صفات کی بھی جمع تکسیر نہیں آتی۔

اور جَبَّارٌ کی جمع جَبَابِرَةٌ آتی ہے، یہ خلاف اصل اور شاذ ہے۔

سوال نمبر(۳۳)۔ وہ کون سی صورت ہے جس میں جمع قِلّت کثرت کے معنی میں ہو جاتی ہے؟

جواب: جب جمع قِلّت کے ساتھ ایسی چیز ملی ہوئی ہو جو اسے معنی کثرت کی طرف پھیر دے۔ مثلاً اس پر أل جنسی داخل ہو۔ جیسے: "وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ"[(۱)] میں الانفس

یا جمع قِلّت کی اضافت ایسی چیز کی طرف ہو جو کثرت پر دلالت کرتی ہے۔ جیسے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ"[(۲)] میں انفس جمع قلت ہے لیکن کم ضمیر (جو کثرت پر دلالت کر رہی ہے) کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے جمع کثرت کے معنیٰ میں ہے۔

سوال نمبر(۳۴)۔ وہ کون سا کلمہ ہے جس کی جمع مذکر سالم اور جمع تکسیر دونوں لائی جا سکتی ہیں؟

جواب: ایسا اسم جو کسی مرد کا نام ہو، اس کی جمع لانا چاہیں تو دونوں طرح سے لانے کا اختیار ہے، چاہیں تو جمع مذکر سالم لے آئیں (یہ زیادہ بہتر ہے) یا جمع مکسر لے آئیں، جیسے: زَيْد، عَمْرو، بِشْر اور أحْمَد کی جمع: زَيْدُونَ و أزْيَادٌ و زُيُودٌ؛ عَمْرُونَ و أعْمُرٌ و عُمُورٌ؛ بِشْرُونَ و أبْشَارٌ و بُشُورٌ؛ أَحْمَدُونَ و أحَامِدُ

سوال نمبر(۳۵)۔ وہ کون سے کلمات ہیں جنھیں مفرد یا جمع دونوں مان سکتے ہیں؟

جواب: اسم جمع میں اختیار ہے، اگر لفظ کا اعتبار کریں تو مفرد مانیں، اور معنے کا اعتبار کریں تو جمع مانیں۔، جیسے: القَوْمُ سَارَ /سَارُوا اور شَعْبٌ ذَكِيٌّ / أذْكِيَاءُ

سوال نمبر(۳۶)۔ ایسی کون سی صورت ہے جس میں اِبْنٌ کی جمع بنات اور ذُو کی جمع

---

(۱)۔ترجمہ: اور دل کو لالچ لے قریب کر دیا گیا ہے۔[النساء:۱۲۸]

(۲)۔ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔[التحریم:٦]

ذَوَات آتی ہے؟

جواب: جب یہ غیر عاقل کے لیے استعمال ہوں، جیسے: ابْنُ لَبُون کی جمع بَنَاتُ لَبُون اور ابْنُ مَخَاض کی جمع بَنَاتُ مَخَاض اور ذُو القَعْدَة کی جمع ذَوَاتُ القَعْدَة اور اسی طرح ذُو الحِجَّة کی جمع ذَوَاتُ الحِجَّة آتی ہے۔

سوال نمبر (۳۷)- وہ کون سے صیغ جمع ہیں جن کا مفرد بظاہر کچھ اور حقیقت میں کچھ اور ہوتا ہے؟

جواب: جمع کے کچھ صیغے ایسے بھی ہیں جو اپنے مفرد سے مختلف آتے ہیں، جیسے: المَحَاسِن، المَلَامِح، المَخَاطِر، المَشَابِه، المَسَامّ، الحوائج، الطوائح اور اللواقِح کا مفرد حُسْنٌ، لَمْحَةٌ، خَطَرٌ، شَبَهٌ، سَمٌّ، حَاجَةٌ، مُطَوِّحَةٌ، اور مُلْقِحَةٌ (آخر الذکر دونوں اسم فاعل ہیں۔) ہے۔ اسی طرح الأَبَاطِيْل، الأحاديث اور الأعاريض کا مفرد بَاطِلٌ، حَدِيثٌ اور عَرِيْضٌ ہے۔ اور حقیقتاً ان کے مفرد اس طرح ہونے چاہیے تھے: مَحْسَن، مَلْمَح، مَخطَر، مَشْبَه، مَسَمّ، حَائِجَةٌ (حَائِجَةٌ نادراً استعمال بھی ہوا ہے) طَائِحَةٌ، لَاقِحَةٌ، أَبْطُولَةٌ، أحدوثة، أَعْرُوضَةٌ۔ اور أحدوثة "أحاديث" کے مفرد کے طور پر استعمال بھی ہوا ہے، اور یہ مطابق قیاس بھی ہے۔ لیکن حَدِيث کی ایک ہی جمع ہے أحاديث، تو أحاديث "حَدِيث" کی بھی جمع ہوئی مخالف قیاس طریقے پر، اور أحدوثة کی بھی جمع ہوئی موافق قیاس طریقے پر۔

سوال نمبر (۳۸)- ثلاثی مجرد کا وہ کون سا وزن ہے جو فعل تعجب کے لیے استعمال ہوتا ہے اور فعل مدح وذم کے لیے بھی؟

جواب: فَعُلَ باب کَرُمَ کے ماضی کا وزن۔ اس وزن پر فعل تعجب اور فعل مدح وذم دونوں مانے جاسکتے ہیں جیسے: کَتُبَ الرَّجلُ سَعِيْدٌ! (سعید کتنا اچھا کاتب ہے!) یہاں تعجب اور مدح دونوں معنی لیے جاسکتے ہیں۔ اور جیسے قَبُحَ الرجل الكافر! (کافر شخص کتنا برا ہے!) یہاں تعجب

اور ذم دونوں معنی لیے جاسکتے ہیں۔

سوال نمبر(۳۹)-ویسے تو فعل کی تصغیر نہیں آتی۔لیکن ایک فعل ایسا بھی ہے جس کی تصغیر آسکتی ہے۔وہ کونسا فعل ہے؟

جواب: فعل تعجب، کہ اس کی تصغیر آسکتی ہے، اگرچہ یہ شاذ ہے۔ جیسے: مَا أُحَيْلَاهُ! اور مَا أُمَيْلِحُ!

سوال نمبر(۴۰)-ثلاثی مجرد فعل کا وہ کون سا وزن ہے جس پر آنے والا فعل، فعل لازم ہی ہوتا ہے؟

جواب: فَعُلَ مضموم العین کے وزن پر آنے والا ہر فعل فعلِ لازم ہوا کرتا ہے۔ جیسے: حَسُنَ، شَرُفَ، جَمُلَ، کَرُمَ

سوال نمبر(۴۱)-وہ کون سی صورت ہے جس میں فعل ماضی معروف کے فا کلمہ کو ضمہ یا کسرہ دیا جاتا ہے؟

جواب: فعل ماضی ثلاثی مجرد معروف کے آخر سے پہلے الف ہو، اور ضمیر مرفوع فعل سے متّصل ہو۔اب اگر باب نَصَرَ یَنْصُرُ سے ہو جیسے: سامَ یسومُ، رامَ یرومُ، قادَ یقودُ تو اس کے فا کلمے کو ضمہ دیا جائے گا۔ جیسے: سُمْتُهُ الأمرَ (میں نے اسے ایک چیز کی تکلیف پہنچائی۔) رُمْتُ الخیرَ (میں نے بھلائی کا ارادہ کیا) اور قُدْتُ الجیشَ (میں نے لشکر کی قیادت کی۔)۔اور اگر باب ضَرَبَ یَضْرِبُ سے ہو جیسے: بَاعَ یبیعُ، جاءَ یجيءُ، ضامَ یضیمُ یا باب سَمِعَ یَسْمَعُ سے ہو جیسے: نالَ ینالُ، خافَ یخافُ تو فا کلمے کو کسرہ دیا جائے گا۔ جیسے: بِعْتُهُ، جِئْتُهُ، ضِمْتُ الخائنَ (میں نے خائن کو مجبور کر دیا۔)، نِلْتُ الخَیرَ، خِفْتُ اللهَ

سوال نمبر(۴۲)-وہ کون سی صورت ہے جس میں واحد متکلّم کے لیے جمع متکلّم کا صیغہ استعمال ہو؟

جواب: جب متکلّم اپنی بڑائی بیان کرنا چاہے، جیسے فرد واحد کا کہنا: نَکتُبُ، "اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ"،[1] اور اس طرح کی دوسری آیتیں۔ اسی طرح بطور تعظیم واحد حاضر کے لیے جمع حاضر کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے: کیف أنتم؟

سوال نمبر (۴۳)- وہ کون سا کلمہ ہے جس کے ماقبلِ آخر پر بھی وہی حرکت آتی ہے جو آخر پر آتی ہے؟

جواب: کلمہ امْرؤٌ میں را کی حرکت مابعد کے ہمزہ کے اعراب کے تابع ہوا کرتی ہے۔ جو حرکت آخر والے ہمزہ پر آئے گی وہی حرکت ماقبلِ آخر یعنی را پر بھی آئے گی۔ جیسے آپ کہیں: هذا امْرُؤٌ (را کے ضمہ کے ساتھ) رَأَیْتُ امْرَأً (را کے فتحے کے ساتھ) اور مرَرْتُ بِامْرِئٍ (را کے کسرے کے ساتھ)۔

نوٹ: اس را کی حرکت کو بصریین حرکتِ اِتباع کہتے ہیں، جب کہ کوفیین حرکتِ اِعراب کہتے ہیں۔ (کما ذکرہ ابن هشام فی "شرح الشذور")

تنبیہ: امْرُؤٌ کا آخری ہمزہ اگر مضموم ہو تو واؤ پر لکھا جائے گا، اور مفتوح ہو تو الف پر لکھا جائے گا، اور مکسور ہو تو یا پر لکھا جائے گا جیسا کہ مذکورہ مثالوں میں بھی آپ دیکھ چکے ہیں۔

سوال نمبر (۴۴)- ثلاثی مجرد کا وہ کون سا وزن ہے جس پر نہ کوئی اسم آسکتا ہے نہ فعل؟

جواب: فِعُل، اس وزن پر نہ کوئی اسم آتا ہے نہ فعل۔[2]

سوال نمبر (۴۵)- فُلْكٌ کے علاوہ وہ کون سے کلمات ہیں جو واحد و جمع دونوں کے لیے ایک ہی صورت پر آتے ہیں؟

جواب: اس طرح کے چند کلمات ذکر کیے جاتے ہیں:

(۱) جُنُبٌ، واحد کے لیے بھی یہی استعمال ہوتا ہے، جیسے: رَجُلٌ جُنُبٌ؛ اور جمع کے لیے بھی، جیسے: رِجالٌ جُنُبٌ

---

(۱)- ترجمہ: اے محبوب! بے شک ہم نے تمھیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ [الکوثر:۱]

(۲)- معجم القواعد العربیة، ص:۳۰۔

(۲) عَدُوٌّ ، جیسے: "فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ"[1] "فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ"[2]

(۳) ضَیفٌ، جیسے: "قَالَ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ ضَیْفِیْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ"[3]

اسی طرح: دِلاصٌ (چمکدار زرہ)، الھِجانُ (عمدہ وخالص) اور الوَلَدُ بھی ہیں، نیز ان سب میں مذکر و مؤنث بھی برابر ہیں۔

سوال نمبر (۴۶)—وہ کون سا حرف ہے جس پر حرکاتِ ثلاثہ (ضم، فتح، کسر) آ ہی نہیں سکتیں، اور جزم آنے کی صورت میں وہ خود بھی حذف ہو جاتا ہے؟

جواب: الف مقصورہ، کہ اس پر کبھی بھی حرکات ثلاثہ نہیں آسکتیں۔ جیسے: جاء الفتیٰ. کیوں کہ الف ساکن ہوا کرتا ہے، اسی لیے الف مقصورہ پر حرکات ثلاثہ کو تقدیراً مان لیا جاتا ہے۔ اور حالتِ جزم میں یہ خود بھی گر جاتا ہے، جیسے: لَمْ نَخْشَ إلّا الله جو اصل میں لَمْ نَخْشٰی ہے۔

سوال نمبر (۴۷)—وہ کون سے مصادر ہیں جو اسم فاعل یا اسم مفعول کے وزن پر آتے ہیں؟

جواب: کچھ مصادر ایسے بھی ہیں جو اسم فاعل یا اسم مفعول کے وزن پر آتے ہیں، مگر یہ سماعی ہیں اور قلیل بھی۔ جیسے: قُمتُ قائماً (بمعنیٰ قیاما)۔ اسی طرح آیت کریمہ: "بِاَیِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ"[4] (بمعنیٰ الفتنة)۔ اسی طرح معسور اور میسور بھی عسر اور یسر کے معنی میں ہیں۔ البتہ بعض علما کے نزدیک اس طرح کے اسما مصدر نہیں ہیں، بلکہ وہ انھیں صیغہ اور معنیٰ دونوں اعتبار سے اسم مفعول ہی مانتے ہیں۔[5]

---

(۱)—ترجمہ: بے شک وہ سب میرے دشمن ہیں سوائے سارے جہانوں کے پالنے والے کے۔[الشعراء: ۷۷]

(۲)—ترجمہ: پھر اگر وہ مقتول تمھاری دشمن قوم سے ہو۔[النساء: ۹۲]

(۳)—ترجمہ: حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا: یہ میرے مہمان ہیں تو تم مجھے شرمندہ نہ کرو۔[الحجر: ۶۸]

(۴)—ترجمہ: (تو جلد ہی تم بھی دیکھ لو گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ) تم میں مجنون کون تھا۔[القلم: ۶]

(۵)—المعجم المفصل فی علم الصرف، ص: ۳۷۹

سوال نمبر (۴۸)- وہ کون سی صورت ہے جس میں فعل مضارع کو مؤکد لانا واجب ہے؟

جواب: جب فعل مضارع میں یہ چار چیزیں پائی جائیں:

۱- مثبت ہو۔

۲- مستقبل کے معنیٰ میں ہو۔

۳- جواب قسم واقع ہو رہا ہو۔

۴- اور لام سے متّصل ہو۔

جب یہ چاروں شرطیں پائی جائیں تو فعل مضارع کو مؤکد لانا واجب ہوتا ہے۔ جیسے: واللہ لأنصرنّ الضعیف. یہاں أنصر فعل مضارع میں چاروں شرائط پائی جا رہی ہیں۔[1]

سوال نمبر (۴۹)-وہ کون سے افعال ہیں جو مبنی للمجھول (فعل مجہول) کے صیغے پر ہی استعمال ہوتے ہیں؟

جواب: ایسے بعض ہی افعال ہیں:

۱- عُنِيَ فلان بحاجتك (فلاں نے تمھاری حاجت کی طرف توجہ کی۔)

۲- زُهِيَ "علیٰ" صلہ کے ساتھ (تکبر کیا)

۳- فُلِجَ حمادٌ (حماد فالج زدہ ہوا۔)

۴- حُمَّ حامدٌ (حامد بخار میں مبتلا ہوا۔)

۵- سُلَّ محمودٌ (محمود مرضِ سل میں مبتلا ہوا۔)

۶- جُنَّ رجل (ایک شخص پاگل ہوا۔)

۷- غُمَّ الهلال (چاند نظر نہیں آیا۔)

۸- أُغمِيَ علیٰ رجل (ایک شخص بے ہوش ہوا۔)

---

(۱)-المعجم المفصل فی علم الصرف، ص:۱۹۱

۹- شُدِہَ الرجل (مرد حیران ہوا۔)

۱۰- أُمتُقِعَ لونُ أو یس (اویس کا رنگ فق پڑ گیا۔)[۱]

سوال نمبر (۵۰)- وہ کون سی صورت ہے جس میں الف متطرفہ "ی" کی صورت میں لکھا جاتا ہے؟

جواب: اگر الف متطرفہ فعل یا اسم معرب کے آخر میں چوتھے حرف کی جگہ یا اس کے بعد واقع ہو تو "ی" کی صورت میں لکھا جائے گا۔ جیسے: أخیٰ (اس نے بھائی بنایا) اِرتضیٰ (اس نے پسند کیا) اِستولیٰ (وہ غالب آگیا) حبلیٰ (حاملہ) حُبلیٰ (بڑی) جُمادیٰ (دو مہینوں کے نام) مُستشفیٰ (اسپتال)

لیکن اگر "ی" کی صورت میں لکھنے سے دو "ی" کا اجتماع ہو جائے تو الف کی صورت میں لکھا جائے گا، جیسے: اِستحیا (اس نے شرم کی) أحیا (اس نے زندہ کیا)، دنیا (دنیا) سجایا (خصلتیں)[۲]

نوٹ: مذکورہ اکثر صرفی سوالات وجوابات کتاب "جامع الدروس العربیہ" سے ماخوذ ہیں۔

ختم شد

اتوار، ۳۰ر رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۴ر مئی ۲۰۲۰ء

(۱)- شذا العرف فی فن الصرف، ص: ۴۲

(۲)- قواعد الصرف اول، ص: ۴۲- مجلس برکات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ

مؤلف ایک نظر میں

- نام : ابو تراب سرفراز احمد عطاری مصباحی
- ولدیت : حافظ و قاری عبد الرحیم چشتی
- پتہ : دیار حافظ ملت قصبہ بھوجپور، مرادآباد یوپی، ہند
- ای میل : sarfarazahmadattari@gmail.com
- تعلیم : ابتدائی تعلیم: والد محترم حافظ و قاری عبد الرحیم چشتی

  اعدادیہ تا رابعہ: الجامعۃ القادریہ، رچھا ریلوے اسٹیشن، بریلی

  خامسہ تا فضیلت: الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ

  تخصص فی الفقہ: الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ

  کمپیوٹر و اردو ڈپلوما: NCPUL دہلی

  منشی، مولوی، عالم: یوپی مدرسہ بورڈ، لکھنؤ

  انٹرمیڈیٹ: الہ آباد یوپی بورڈ
- تدریس : جامعۃ المدینہ فیضان عطار، ناگپور، ہند ۲۰۱۳ء/ ۲۰۱۴ء

  جامعۃ المدینہ فیضان عطار نیپال گنج، نیپال۔ ۲۰۱۴ء تا دم تحریر

ماخذ و مراجع

شمار	کتاب	ناشر
۱	قرآن مجید	مکتبة المدینة
۲	سنن النسائی	المکتبة الاسلامیة
۳	کافیة	مکتبة المدینة
۴	شرح الجامی	مکتبة المدینة
۵	معجم المصطلحات النحویة والصرفیة	دار الفرقان، بیروت
۶	النحو فی ظلال القرآن	دار مجدلاوی، عمان
۷	التطبیق النحوی	دار المعرفة الجامعیة، الإسکندریة
۸	التطبیق الصرفی	دار النهضة العربیة، بیروت
۹	معجم الأخطاء الشائعة	مکتبة لبنان، بیروت
۱۰	جامع الدروس العربیة	المکتبة الاسلامیة
۱۱	موسوعة النحو والصرف	دار العلم، بیروت
۱۲	الألغاز النحویه	المکتبة الازهریة، مصر
۱۳	شذا العرف فی فن الصرف	دار الکیان، الریاض
۱۴	الفوائد العجیبة فی إعراب الکلمات الغریبة	دار الرائد العربی، بیروت
۱۵	قاموس الأدوات النحویة	مکتبة الإیمان مصر
۱۶	الأشباه والنظائر فی النحو	دار الکتب العلمیة، بیروت

"مؤلف نے درسی کتب اور ان کی شروح وحواشی سے آگے بڑھ کر نئے دور میں تصنیف ہونے والی نحوی، صرفی اور ادبی کتب سے استفادہ کیا، کچھ قدیم تصانیف کو بھی ماخذ بنایا، اور ان سے گراں بہا موتی چن کر شائقین کی ضیافت قلب ونظر کے لیے انھیں سلیقے سے سجا کر پیش کر دیا۔"

خیر الاذکیا علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی
سابق پرنسپل وناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور

"محب گرامی حضرت مولانا سرفراز قادری مصباحی زید حبہ نے ایک علمی کتاب مرتب کی ہے جس کا نام رکھا ہے: "جب نحو آپ کو الجھا دے" اس کتاب میں انھوں نے صرف ونحو کی مشہور عربی کتابوں سے بھرپور استفادہ کیا ہے اور آسان لب ولہجے میں ترتیب دے کر شائقین علم نحو وصرف کے لیے استفادے کی راہیں آسان کر دی ہیں۔"

علامہ محمد عاقل رضوی مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی
پرنسپل جامعہ رضویہ منظر اسلام درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف

ضروری اطلاع

9789916769666

SIRAAT PUBLICATIONS
+919927187748 +919927187748
Siraat Publications Siraat Studio
siraatpublications@gmail.com
www.siraatpublications.com